شرائط

پیری و مریدی

خاندانِ عالیہ نقشبندیہ

بنوریہ بالوریہ رحمۃ اللہ علیہم

کتاب ہذا کو دوبارہ بنابر اصلاح و درستی طالبان راہ ہدیٰ طبع کرائی گئی ہے :

فقیر محمد عثمان حضوری

مطبوعہ ایکسپرٹ لیتھو پرنٹنگ پریس بیرون اکبری دروازہ سرکلر روڈ لاہور

باہتمام چوہدری محمد اسلم منیجر

شرائط



پیری و مریدی

خاندانِ عالیہ نقشبندیہ


بنوریہ بانوریہ رحمۃ اللہ علیہم

کتاب ہذا کو دوبارہ بنا بر اصلاح و درستی طالبان راہ ہدیٰ طبع کرائی گئی ہے ؞

فقیر محمد عثمان حضوری

مطبوعہ ایکسپرٹ لیتھو پرنٹنگ پریس بیرون اکبری دروازہ سرکلر روڈ لاہور

باہتمام چوہدری احمد اسلم مہتمم


Mikulovac
Novo Selo
Džigolj
Gornja Bresnica
546
98
Donja Bresnica
Babotinac
552
Bujince
Petrovac
Kacapor
Brežani
Velika Plana
Gornja Rečica
506
96
Zdravinje
509
Gornje Kordince
491
Sljemana
Međuhana
Krnjigrad
Šumarovac
Donja Josanica
Miseli
Boljinac
Suvaja
94
Donje Zdravinje
Belogoš
Donja Rečica
Jugovac
Donje Kordince
495
Alabana
Gornje Svarče
426
456
Krivaja
Merovac
404
Gornja Draguša
423
Donje Svarče
92
Prekopuce
407
Pasinac
Gornja Trnava
Končić
362
Mala Draguša
Bulatovac
Gornja Stražava
Donja Draguša
Mađere
258
Resinac
90
Donja Trnava
Donja Stražava
Bumburek
Mala Plana
Čerkeska Mala
Potočić
88
Prokuplje
Drenovac
Čukovac
Bela Voda

شرائط

پیری و مریدی


خاندانِ عالیہ نقشبندیہ

بنوریہ بانوریہ رحمۃ اللہ علیہم

کتاب ہذا کو دوبارہ بنا بر اصلاح و درستی طالبان راہ ہدیٰ طبع کرائی گئی ہے ؛

فقیر محمد عثمان حضوری

مطبوعہ ایکسپریس لیتھو پرنٹنگ پریس بیرون اکبری دروازہ سرکلر روڈ لاہور



Devča
Dubrava
Novo Selo
Petrovac
Gornje Kordince
Donje Kordince
495
456
552
Bajčince
Jugovac
Šumarovac
Mikulovac
Babotinac
Reljinac
Donja Rečica
Gornja Rečica
506
Pasinac
Bublovac
Gornja Trnava
404
362
Donja Trnava
Bumbarek
Gornja Stražava
Donja Stražava
Prokuplje
Čerkeska Mala
Velika Plana
Mala Plana
Belogoš
Merovac
Resinac
107
426
509
358
Donje Zdravinje
Mladare
Donja Brešnica
98
96
94
92
90
88
Gornje Svarče
Donje Svarče
Donja Jošanica
Donja Draguša
Mala Draguša
Gornja Draguša
546
423
491
Alabana
Međuhana
Suvaja
Krivaja

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مرتبۂ کتاب آیۃ من آیات ربانی مظہر انوار وصفات یزدانی مروج شریعت غرا مجدد حقیقت طریقت بیضا
قدوۃ السالکین زبدۃ الصدیقین والمتقین واقف اسرار خالق جزو وکل سیمے فرزند گل الموسوم حضرت صوفی سید
گل صاحب کابلی المعروف بسند یلہ وزیر علی ادام اللہ انوار برکاتہم لائمۃ وشموس فیوضہم بازغۃ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ ھَدٰنَا لِھٰذَا وَمَا کُنَّا لِنَھۡتَدِیَ لَوۡلَا اَنۡ ھَدٰنَا اللّٰہُ لَقَدۡ
تمام تعریفیں واسطے اللہ کے ہیں ایسا اللہ کہ ہدایت کی اوس نے ہم کو واسطے اس کی اور نہیں تھے ہم کہ
جَآءَتۡ رُسُلُ رَبِّنَا بِالۡحَقِّ وَنُوۡدُوۡۤا اَنۡ تِلۡکُمُ الۡجَنَّۃُ اُوۡرِثۡتُمُوۡھَا بِمَا کُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ۝
ہدایت پاتے اگر نہ ہدایت کرتا ہمکو اللہ البتہ تحقیق آئے تھے پیغمبر حکم پروردگار ہمارے ساتھ حق کے اور پکارے
جاوینگے کہ یہ ہے بہشت وارث کی گئی ہو تم اوس کے بسبب اپنی نیک کاموں کے

شرط اول
فرض تحسین بموجب رای صحابہ اہل سنت والجماعت شکر اللہ تعالےٰ سعیہم کہ فرقہ ناجیہ
ہیں مسائل اعتقادیہ پر عمل کرنا چاہیئے اللہ تبارک وتعالیٰ باعتبار علم وقدرت کے ہرجا
موجود ہے اور اشیاء بایجاد وتعالیٰ موجود ہیں اور وہ تعالےٰ یگانہ ہے چہ در ذات وچہ در افعال وچہ در صفات
کسی شخص کو اوس کے کام میں فی الحقیقت شرکت نہیں ہے واحدٌ بسیطٌ من الازل الی الابد لا تعدد فیہ
اصلا لا یجری علیہ تعالےٰ زمان ولا تقدیم ولا تاخیر جس شی اور جس جگہ میں خیال کیا جاوے ایک کلام
اس کا بسیط ہے ازل سے ابد تک اور جمیع کتب منزلہ وصحف مرسلہ ایک ورق ہے کلام بسیط اوسکی سے
چہ توریت وچہ انجیل وچہ زبور وچہ فرقان واللہ کلام حق علی الحق یکسست ولیکن پس در نزول مختلف آثار آمدہ ! در

ا ایک ہے اور بٹ نہیں سکتا ازل سے ابد تک نہیں چندگی اوس میں ہرگز اور نہیں گذرتا ہے اوپر اس
تعالیٰ کی زمانہ اور نہ پہلے ہوتا زمانہ کے اور نہ پیچھے ہر زمانہ کے اعتبار سے ١٢

مصنوعات اولین و آخرین نے ایک فعل واجب تعالیٰ سے وجود پایا ہے آیہ کریمہ وما امرنا الا واحدۃ
کلمح بالبصر چہ زندگی وچہ موت وچہ ایلام وچہ انعام وچہ مخلوقات اولین وچہ آخرین وچہ گذشتہ وچہ مستقبل وچہ حال یہ سب
ایک فعل اوس تعالیٰ بیچون و بیچگون سے ہویدا ہوا ہے اور مرایای محدثات میں گنجائش نہیں کہ اصل اوس ذات
خاص پاک کا پایا جاوی اور مظاہر ممکنات میں ظہور اوسکا نہیں جو کہ بعض صوفیہ تعینات متعددہ کو اللہ قرار دیتے ہیں
محض شرک و الحاد ہے خلق را وجہ کے نماید او ٭ در کدام آینہ در آید او ٭ در تنگ نای صورت معنے چگونہ گنجد ٭
در کلبۂ گدایان سلطان چہ کار دارد ٭ اللہ تعالیٰ نے کسی شے میں حلول نہیں کیا اور نہ حال ہے لیکن محیط کل شے
یعنے محیط و قریب ایسا نہیں کہ ہمارے فہم و ادراک میں آجاوی ہماری عقل و دانش فہم و ادراک کشف و شہود سے
منزہ و مبرا ہے ماوراء الوراء ثم ماوراء الوراء سمجھنا چاہئے۔ ممکن کو حقیقت ذات سے کچھ حصہ نہیں ملا
قدم اول فنای وجودی میں ادنیٰ ظل ظہورات ظلال افعال سے ہے کہ از خود جو گذشتی ہمہ عیش است و خوشی
کاندر خدا گم شد خدا نیست۔ یہ فنای جسمی قدم اول مرتبہ افعال باری تعالیٰ سے ہے اور کیفیت اصل الاصل کی
ظل میں بجز جہل و حیرت ایمان بغیب اور کچھ میسر نہیں ہاں ایک کیفیت معلوم الکیفیت سے مجہول الکیفیت میں
طریق اس نسبت عالیہ سے ثبوت اصل الاصل کے ظل کا البتہ بمجرد اعتبار محض تو ہم مطابق آیات قرآنی و احادیث
معتبرہ صحیح پایا جاتا ہے وہ بھی دائرۂ درک امکان سے باہر لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار
ہے ہزار نکتۂ باریک تر ز مو اینجا ست ٭ نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند ٭ اور آیہ کریمہ اللہ نور السموٰت
والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیھا مصباح المصباح فی زجاجۃ الزجاجۃ
کانھا کوکب دری یوقد من شجرۃ مبارکۃ زیتونۃ لا شرقیۃ ولا غربیۃ
یکاد زیتھا یضیٔ ولو لم تمسسہ نار نور علیٰ نور یھدی اللہ لنورہ
من یشاء ویضرب اللہ الامثال للناس واللہ بکل شی علیم اسے نشان اور مقام کے
واسطے نازل ہے اور یہ امر انسان کے واسطے دال ہے فللہ الحجۃ البالغۃ ولو شاء لھدٰکم اجمعین
لیکن یہ ساعت موقت نماز یا نتائج نماز میں ہے بلکہ اکثر اندرون سجدہ حاصل ہوتی ہے۔ و حدیث مضمون

---

[1] اور نہیں ہے حکم ہمارا مگر ایک مثل چشم زدن کے [2] نہیں پاتی ہیں اوسکو آنکھیں اور وہ پاتا ہے آنکھوں کو۔ [3] اللہ نور ہے آسمانوں
کا اور زمین کا مثال نور اسکے کی مانند طاق کے ہے بیچ اسکے چراغ ہے اور چراغ ہے بیچ قندیل شیشہ کے اور وہ قندیل گویا کہ وہ تارا
ہے چمکتا روشن کیا جاتا ہے، وہ چراغ درخت مبارک زیتون سے کہ نہ مشرق کی طرف ہے نہ مغرب کی طرف قریب ہے کہ تیل اسکا روشن ہو جاوے اگرچہ نہ لگے

لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل یہ مستمرہ وقت میں سے بھی ایک وقت
نادرہ میں وہ ساعت نماز یا نتائج وثمرات نماز میں سے ہے وآیہ کریمہ وما امر الساعۃ الا کلمح
البصر او ھو اقرب و حدیث ارحنی یا بلال وقرۃ عینی فی الصلوٰۃ و
اقرب ان یکون العبد من الرب فی الصلوٰۃ والصلوٰۃ معراج المومنین وآیہ کریمہ واسجد واقترب
ونیز دیگر احادیث وآیات سے ثابت ہے کہ بہ رمز وکنایہ واشارات داخل نماز یا نتائج نماز میں سے
ایک ساعت کی طرف ہیں سو اللہ جل شانہ نے محض اپنی فضل پر موقت رکھی ہے ہر ایک کا حصہ نہیں جس
کو چاہے عطا کرے ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم o واللہ یختص
برحمتہ من یشاء ؎ عنقا شکار کس نشود دام باز چین ؛ کاینجا ہمیشہ باد بدست است دام را ؛ اور جو تلونیات راہ
وتجلیات ظلال سے صوفیان نازک خیال خورسند ہیں وہ تجلی ذات حق نہیں بلکہ اوس کے اصل کی ظل
کا بھی ظل نہیں در خبر است ان للہ سبعین الف حجاب من نور وظلمۃ یہ ایک فنای وجودی ادنی درجہ اظہار
ظلال افعال باری تعالی سے ہے اس میں صفات کا بھی لگاؤ نہیں ؎ ہنوز ایوان استغنا بلند است
ترا فکر رسیدن ناپسند است ۔ پس ایمان اس بات پر لانا چاہیئے کہ او تعالی محیط اشیا ہے اور قریب
ہے اور ساتھ ہمارے ہے اور ہر فعل کو ہمارے دیکھتا ہے احاطہ علمی کہنا یہ بھی تاویلات متشابہ سے
ہے اور اکثر صوفیان کا جو آج کل کلام ہے کہ اذا اتم الفقر فھو اللہ کہ جب نیستی تجلی وجودی ہو گئے فقر تمام
ہوا یہ نیستی وجودی منزل اولی ہے اور فقیر اللہ سے متحد ہو تو خدا ہو جاوے معاذ اللہ یہ کلام کفر زندقہ
ہے وذروا الذین یلحدون فی اسمایہ سیجزون ما کانوا یعملون و دیگر قول سبحانہ تعالی عما
یتوھم الظالمون علوا کبیرا اس قاصر ادراک اور کج فہم کے نزدیک تو فی زماننا مغالطہ صوفیان بلا ادراک
ہمہ اوست کہنے والوں سے سمجھ فلاسفہ والے اشراقین ومشائیین کے ایک قاعدہ پر پائی جاتی ہے
کیونکہ فلسفہ والوں کو مغالطہ بر وش روح ہے گو کہ چال اون کی بطریق مسمریزم وغیرہ بسیر عالم خلق بلا تکلف

؎ اسکو آگ سے غنی اوپر روشنی کی راہ دکھاتا ہے اللہ طرف نور اپنے کے جسکو چاہتا ہے اور بیان فرماتا ہے اللہ مثالیں واسطے لوگوں کے اور ساتھ
ہر چیز کے جاننے والا ہے ؎ واسطے میرے ساتھ اللہ کے وقت ہے نہیں گنجائش ہے اوسمیں فرشتہ مقرب اور نہ نبی مرسل کی ؎ اور نہیں ہے امر
ساعت کا مگر مثل آنکھ مارنے کے یا وہ اور قریب تر ہے ؎ خوش کر مجھکو اے بلال اور ٹھنڈک آنکھ میری کی بیچ نماز کے ہے اور بہت قریب ہے بندہ رب سے بیچ نماز
کے ہے ؎ اور نماز معراج مومنوں کی ہے ؎ سجدہ کر اور نزدیک ہو یعنی مجھ سے ؎ یہ فضل اللہ کا دیتا ہے اسکو جسکو چاہتا ہے اور اللہ فضل بڑے کا ہے (باقی اگلے صفحہ پر)

بگفت وشنود بفاصلہ دور دراز موثر ہوتی ہے اور واقعی روح سیلانی کی چال بہت ٹھیک جاتی ہے اور کتب انبیا سے یہ سرقہ کیا ہے کہ قرب و بعد میں روح یکساں کام کرتی ہے گو اسفل ہی میں جاتی ہے مگر چال روح اور کام روح کا ہے اور ہمہ اوست کہنے والوں کا فنای جسمی پر دارومدار ہے اور اسمیں بھی تکمیل فنای وجودی کامل طور پر پیش نہیں ہوتی ہے بلا تعلق روح صدائے نعرۂ ہمہ اوست بجز امیر و رقص و سرود اپنی آپکو ارباب ولایت میں شمار کرتے ہیں

ے ترسم نہ رسی بکعبہ اے اعرابی ؛ کیں رہ کہ تو میروی بترکستان است ؛ گو من شیخی می نوازی دیدہ باطن کجا است باطنت کور و بظاہر شیخ صنعانی چہ سود ؛ از ہوای نفس داری صد بت اندر آستیں ؛ پیش مردم میزنی لاف مسلمانی چہ سود ؛ اور جو کلمات حالت سکر میں اس فنائے وجودی کی حالت جمع میں بہت بزرگان دین رحمہم اللہ علیہم اجمعین سے سرزد ہوئے مثل منصور کلام انا الحق و بایزید سبحانی ما اعظم شانی و دیگران لیس فی جبتی سوائی ولیس ما سوا اللہ ایسے ایسے کلمات بحالت سکر فرما گئے تو وہ محمول اس طور پر ہیں کہ میں نہیں ہوں اور فنای نیستی وجودی میں اسقدر آپ کو گم کیا اور گم ہوئے کہ کل ماسوا اللہ بھول گئے اور بال ضطرار یہ صادر ہوا کہ جو شئے ہے حق ہے اور باستثنائے منصور جو دیگر بزرگوار اس فنائے وجودی سے بفنائے شہودی مشرف ہوئے اور قدم آگے بڑھا لیگئے پھر اُسے کلام سے نادم و مستغفر ہوئے پس جاننا چاہئے کہ اُس سبحانہ تعالی کو تغیر و تبدل نہیں نہ ذات میں نہ افعال میں نہ صفات میں فسبحان من لا یتغیر بذاته و صفاته ولا فی افعاله

ترجمہ پس پاک ہے وہ ذات نہیں متغیر ہوتا باعتبار اپنی ذات کے اور صفتوں کے اور

بحدوث الاکوان ربنا ما خلقت هذا باطلا سبحانك فقنا عذاب النار ربنا

نہ اپنے فعلوں میں ساتھ بدلنے زمانہ کے ۔ اے رب ہمارے نہیں پیدا کیا تو نے یہ لغو . پاک ہے تو پس بچا ہمکو عذاب

لا تواخذنا ان نسینا او اخطأنا ربنا ولا تحمل علینا اصرا کما حملته علی الذین

آگ سے اے رب ہمارے مت پکڑ اگر بھول گئے ہم یا چوک گئے ہم ۔ اے رب ہمارے مت رکھ اوپر

من قبلنا ربنا ولا تحملنا ما لا طاقة لنا به واعف عنا واغفر لنا وارحمنا

ہمارے بوجھ کو جیسا کہ رکھا تو نے اوپر ان لوگوں کے کہ پہلے ہم سے تھے اور مت اٹھوا ہم سے وہ چیز کہ نہیں

اور اللہ خاص کرتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ جس کو چاہتا ہے ؂ تحقیق واسطے اللہ کے ستر ہزار پردہ ہیں روشنی اور اندھیرے میں ۱۲

(صفحہ ۵ کا حاشیہ) اور چھوڑ دو ان لوگوں کو جو کجراہی کرتے ہیں بیچ ناموں اس کے کے البتہ جزا دیجاویگی جو کچھ کہ کرتے ہیں

پاک ہے اللہ اس سے کہ وہم کرتے ہیں جزا دی جائیگی انکو جو عمل کرتے ہیں۔

انت مولانا فانصرنا علی القوم الکافرین ۞ ربنا

طاقت واسطے ہمارے ساتھ اوس کے اور معاف کر ہم سے اور بخش ہم کو اور رحم کر ہمکو توہی دوست دار ہمارا

لا تزغ قلوبنا بعد هدیتنا وهب لنا من لدنك

پس مدد دے ہم کو اوپر قوم کافروں کے اے رب ہمارے مت کجرو کر دلوں ہمارے کو بعد اوس کے کہ راہ دکھائے

رحمة انك انت الوهاب۔

تو نے ہمکو اور بخش واسطے ہمارے رحمت اپنے پاس سے البتہ تو بڑا بخشنے والا ہے

وبسیاری از متعصبان سلاسل دیگر ہمیشہ کہتے ہیں کہ نہائیت ہماری بوصول حق سبحانہ ہے اور اوسکو تم خود بدائت کہتے

ہو پس حق سے آگے کہاں جاؤ گے اور نہائت تمہاری ورای حق کیا ہوگی جواب کیف الوصال الی سعاد

ودونها، قلل الجبال ودونهن حیوف ۞ ہم تجلی افعال اور شائبہ ظلیت واستدراج خوارق کو

چھوڑ کر حق سے ساتھ حق کے جاتے ہیں جل سبحانہ یعنی بعد فنائے وجودی تجلی افعال کے بظہور فنای شہودی

تجلی صفات ہیں اور تجلی صفات سے تجلی شیونات ہیں اور تجلی شیونات سے فنافی الاشیاء ہیں بذریعہ

سیر انفسے کہ شروع سیر فی الذات ہے اور اسی ضمن میں سیر آفاقی قطع ہوجاتی ہے بعد فرو گذاشت

تجلی سیر آفاقی وانفسی سیر دیگر کہ ماوراء النفس والآفاق ہے بمقام تنزیہ اصل الاصل کے ظل کو

یعنی متجلی لہ کو ڈہونڈہتے ہیں اور ظاہر کو باطن بطون پاتے ہیں اور الطبینت اول سے بہ البطنیت ثانی

اور البطنیت ثانی سے بہ البطنیت ثالث قدم دہرتے ہیں اور نقطہ محیط دایرۂ اصل الاصل کو خارج الامکان

پاتے ہیں ؎ عنقا شکار کس نشود دام باز چین ۞ سر بے سر و برگ حقیقت اس معاملہ کی کیا جانے

اور کیا پہچانے اور گرفتار عالم چون بچون سے کیا خبردار ہو بنارسائی خود اعتراض مثل مذہب متعصبین

جو چاہے لعن وطعن کرے دبہ ناوانی افترا ومباہات جس کو پسند ہو بے تکلف ادا کرے کچھ باک نہیں

منؔ کان بالطاعة عند الله قریبا کان بین الناس غریبا و مفلسا ؎ بے خبری چند زخود

بیخبر ۞ عیب پسندند بو عم ہنر ۞ ہاں باک واندیشہ اوسوقت ہم کو ہوتا جو اپنے مذہب میں کچھ

مذبذب دیکھتے یا پایا جاتا چونکہ تمام انبیاء علیہم السلام از وقت آدم علیہ السلام تا محمد علیہ الصلوٰة والسلام

ل جو کوئی ہوگا ساتھ فرماں برداری کے نزدیک اللہ کے تسریب ہوگا درمیان لوگوں کے غریب اور محتاج

و مع اصحاب کبار و تبع تابعین حضور اسی راہ سے فیض یاب ہوئے ہے ہر کہ ایں طائفہ را طعن کند
اہل قصور ہ حاشا للہ کہ برآرم بزبان ایں گلہ را ٭ ہمہ شیران جہاں بستہ ایں سلسلہ اند ٭ روبہ از حیلہ چساں
بگسلد ایں سلسلہ را ٭ و نیز اتباع تابعین شریعت سے مطابق جبہ خردلہ تجاوز و تفاوت نہیں و کشف و شہود
و فنائے وجودی و شہودی بحالت سکر و صحو اتباع شریعت پر سالک برابر چلا جاتا ہے و سیر عالم خلق و عالم
امر کوئی شے مانع راہ شریعت نہیں فوق الفوق مافوق الفوق اپنے مطلب کو جا پایا ہے
ے چہ گویم باتو از مرغ نشانہ ٭ کہ با عنقا بود ہم آشیانہ ٭ ز عنقا ہست نام پیش مردم ٭ ز مرغ من بود
آں نام ہم گم ٭ پس ایمان بغیب اللہ تعالے پر لانا چاہیئے یومنون بالغیب شرط ایمان ہے۔

شرط دوم اجتناب از سمع و صحبت رقص آیہ کریمہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَن سَبِيلِ اللَّهِ و دیگر وَاسْتَفْزِزْ
اور بعض لوگ وہ ہیں جو خرید کرتے ہیں لغو باتیں تا کہ گمراہ کریں راستہ اللہ سے۔ اور بہکا ویں انمیں
مِنْهُم مَنِ اسْتَطَعْتَ بِصَوْتِكَ وَأَجْلِبْ عَلَيْهِم بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ
سے جس کو بہکا سکے تو ساتھ آواز اپنی کے اور کھینچ لا اوپر ان کے سواروں اپنے کو اور پیادوں اپنے کو اور
فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ وَعِدْهُمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا
شریک بن اونکا جو بیچ مالوں اونکے کے اور اولاد اونکے کے اور وعدہ دے انکو اور نہیں وعدہ دیتا انکو مگر
شیطان مکر و فریب کا۔ اگر کوئی شخص حدیث منسوخ یا روایت شاذ غنا و سرود میں پیش کرے اعتبار نہ
کرنا چاہیئے کہ کسی فقیہہ نے وقت رسول صلعم سے اس وقت تک بجز حرمت کے فتویٰ حلت نہیں دیا کسی
وقت اور کسی زمانہ میں اور عمل صوفیہ کو حل و حرمت کی سند نہیں جاننا چاہیئے اس قدر صوفیان کرام
سے ہمکو کفایت کرتا ہے کہ ہم اون کو معذور رکھیں اور اون کے اس معاملہ کو سپرد بخدا کریں اور اپنی سے
اونکو بدرجہ اعلیٰ واولے سمجھیں کیونکہ قول امام ابو حنیفہ وابی یوسف و امام محمد رحمہم اللہ معتبر ہے نہ قول ابوبکر
شبلی اور ابی الحسن نوری و صوفیان و دیگر بزرگان جو اس امر کو جواز کر گئے ہیں اور اس وقت کے لوگ
عمل پیران اپنے کا ایک حیلہ و بہانہ قرار دیکر سمرود و رقص کو دین و ملت قرار دیتے ہیں بلکہ طاعت
و عبادت جانتے ہیں۔ اولئک الذین اتخذوا دینہم لھواً و لعباً و غرتہم الحیوٰۃ الدنیا
ترجمہ:۔ وہ لوگ وہ ہیں کہ پکڑا اون لوگوں نے دین اپنا لغو اور کھیل اور دھوکا دیا ان لوگوں کو حیوٰۃ دنیا نے

شرط دوم اجتناب از سمع و صحبت رقص و سرود

عن ابی نصیر الدبوسی عن القاضی ظہیر الدین الخوارزمی من سمع الغناء من
روایت ہے ابی نصیر دبوسی سے کہ وہ راوی ہیں قاضی ظہیر الدین خوارزمی سے جس شخص نے سنا گانا راگ
المغنی او غیرہ او یری فعلا من الحرام فیحسن ذلک باعتقاد او بغیر اعتقاد یصیر
گانے والے سے یا کسی اور سے یا دیکھا کوئی فعل حرام سے پس اچھا سمجھا اوسکو ساتھ اعتقاد کے یا بغیر اعتقاد کے
مرتدًا فی الحال بناء علی انہ ابطل حکم الشریعة ومن ابطل حکم الشریعة
ہو جاویگا مرتد اوسیوقت اس واسطے کہ اوسنے جھٹلایا حکم شریعت کو اور جو شخص جھٹلا دے حکم شریعت کا
فلا یکون مومنًا عند کل مجتہدٍ ولا یقبل اللہ تعالےٰ اطاعة واحبط اللہ
پس نہ ہوگا مسلمان نزدیک ہر مجتہد کے اور نہیں قبول کریگا اللہ پاک عبادت اوس کی اور زائل کردیگا
کل حسناتہ اعاذنا اللہ سبحانہ من ذلک
اللہ سب نیکیاں اوسکی پناہ دے ہم کو اللہ پاک اوس سے ۱۲-

اور دیگر بہت احادیث سے اور نیز قرآن سے واضح دلائح ہے کہ اگر کوئی شخص فعل حرام کو مستحسن جانے گروہ اسلام سے باہر ہوگا اور مرتد شمار کیا جاویگا پس اس پر خیال کرنا چاہیئے کہ تعظیم مجلس سماع و رقص کرنا اور اوسکو طاعة اور عبادت سمجھنا کس قدر خبر شناعت دیتا ہے الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ کہ بزرگان دین ہمارے اس امر میں مبتلا نہ ہوئے اور ہم قاصر ادراک اور کم فہموں کو اس تقلید سے باز رکھا اور منع کیا پس حرمت شرعی یک طرف مخالفت پیران طریقت اپنی کا بھی لحاظ چاہیئے اس فعل سے نہ اہل شریعت راضی ہیں اور نہ اہل طریقت وذروا الذین یلحدون فی اسمائہ

شرط سوم منع از شرکت مجالس مرثیہ و سوزخوانی و نیز مولودخوانی بطرز رواج یافتہ مع حال مشتمل بر غنا نہی رسول اللہ عن المراثی دیگر المغنی لا یدخل الجنة جیسا کہ اس وقت ارتکاب مباہات حدیث ہائے مصنوعی و اختراعی و انتزاعی موقوفہ غیر مروجہ معتبرہ و غیر معتبرہ از دلہائے خود تراشیدہ و انواع انواع قصائد و اشعار غنائیہ و غیر نعتیہ مطابق آرائے خود و با حسنت سرود و تواجد و حال و قال و شرط عمدہ خوانندگان خوش گلو و نغمہ سرایان نازک خو عضو عضو جنبایان با دائے بیانی چست و تند و خوب و رائج الوقت ہو رہا ہے اور عام و خاص ان مجالس کو بطیب خاطر و خوشی دل

سلہ اور چھوڑ ان لوگوں کو جو کجروی کرتے ہیں بیچ ناموں اس کے کے سلہ منع فرمایا رسول کریم نے مرثیوں سے گانیوالا نہ داخل ہوگا جنت میں

بصرف کثیر مع امراد غربا اہل ہند منعقد کرتے ہیں اور سب مبتلا ہیں لیکن اوس کے حسن و قبح پر نظر نہیں کرتے اور حِل و حرمت کا امتیاز نہیں سمجھتے اس مجلس سے اجتناب چاہیئے ہاں مجلس وعظ یا مولود کہ جس کا پڑھنے والا عالم محدث یا فقیہ واعظ ہو اور سرود و غنا کو وہاں دخل نہ ہو اس میں جانا اپنے اوپر فرض جانو اس سے بیزاری و اجتناب کفر ہے خواہ مولود ہو خواہ وعظ کیسی ہی مجلس ہو کیوں کہ ایسی مجلس کہ جس میں غنا کی شرکت پائی جاوے ہمارے بزرگان دین نے اجتناب کیا اور ہم کو بھی منع فرمایا اس لئے ہم کو بھی پیروی طریقت کا لحاظ چاہیئے اور جو کہ دیگر طرق میں مثل بزرگان قادریہ و چشتیہ کہ انہوں نے اس کا جواز کیا اور بذوق و شوق اس مجلس کو اپنی کشود کار کے واسطے منعقد رکھا ہم کو اس سے کیا بحث نہ علم مدرسہ و بحث کشف و کشاف است - بہر حال - "انچہ خوبان کنند نیک آید خطائے بزرگان گرفتن خطا است" مگر ہمارے مجدد صاحب علیہ الرحمۃ جو فرماتے ہیں اوس کے مطابق کرنا چاہیئے و بطریق مشائخ دیگر التفات نہ کرے اور وقائع یا خواب جو برخلاف ظاہر ہو اس پر اعتماد نہ کرے کہ شیطان دشمن قوی ہے اور اس کے مکر و کید سے کسی دم غافل نہ ہونا چاہیئے کیونکہ انّ الشیطان للانسان عدوٌ مبین[1] اور اگر وقائع و منامات پر اعتبار کیا جاوے تو مریدان کو پیران کی کیا حاجت کیونکہ وقائع اور منامات بموافق طریق پیر کے ہوں یا نہ ہوں بر طریق سلسلہ پیری و مریدی درہم و برہم ہو جائیگا اور ہر بوالہوس مطابق ارای خود اور وضع خود عمل کر سکتا ہے مرید صادق ہزار وقائع باوجود موجودگی پیر نیم جو کے برابر سمجھیگا اور طالب رشید بدولت حضور پیر منامات کو اضغاث احلام شمار کرے گا - کیونکہ مبتدی اور متوسط کا کیا شمار منتہیان اس شیطان کے مکر سے ترسان و لرزان ہیں - نہایۃ ما فی الباب منتہیان البتہ محفوظ ہیں اور اللہ تعالٰے نے محض اپنے فضل و کرم سے بخلاف مبتدیان و متوسطان کے منتہیان کو شناخت عمل شیطان عطا کردی ہے پس وقائع کا اعتبار نہیں سوال واقعہ خواب اگر کوئی ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھے تو صادق ہے اور مکر شیطان سے محفوظ بموجب حدیث فانّ الشیطان لا یتمثل[2] بصورتی کما ورد ہے پس بموجب این حدیث وقائع کا اعتبار صادق ہے اور مکر شیطان سے محفوظ جواب صاحب فتوحات مکیہ عدم تمثل شیطان کو بخاص صورت خاصہ رسول مکرم کے تجویز نہیں کرتے اور شک نہیں کہ تشخیص صورت حضور جو خاص مدینہ منورہ میں مدفون ہے خصوصاً در منامات

---

[1] تحقیق شیطان واسطے انسان کے دشمن ظاہر ہے [2] پس تحقیق شیطان نہیں بنتا ہے میری صورت

بسیار متعسر ہے پس کیونکر اعتبار کرنا چاہئے اور اگر عدم تمثل شیطان بہ صورت خاص رسول صلعم نہ تجویز کریں جیسا کہ بہت علما کا بھی بیان ہے اور نیز رفعت شان رسولؐ ہے مگر اس صورت میں اخذ احکام اوس صورت سرور سے و نیز دریافت مرضی حضور مرضی بہت مشکل ہے اور جائے استعجاب کیونکہ شیطان دشمن لعین ہے یہ درمیان میں متوسط ہوا ہو اور خلاف واقع کو واقع کر کے اشتباہ اور التباس میں ڈالے ممکن ہے کہ عبارات و اشارات اپنے کو بصورت آں حضور سے ادا کرے چنانچہ بموجب حدیث معتبر روایت صحیح ہے کہ ایک دن حضورؐ بمجلس صنادید قریش و بسیاری از صحابین رضؓ حاضر تھے اور حضورؐ سورۂ والنجم پڑھتے تھے درمیان پڑھنے کے حضورؐ کے زبان مبارک سے کلمات ذکر آلہ باطلہ اس طرح سمجھ میں آئے وہ کلمہ یہ ہیں تلک الغرانیق العلیٰ ؕ فان شفاعتھن لترتجی کفار قریش خوش ہوئے کہ محمدؐ نے ہمارے بتوں کی تعریف کی اور اصحابین مغموم ہوئے جب حضورؐ پڑھکر فارغ ہوئے اصحابوں نے واقعہ کو عرض کیا حضورؐ بھی متحیر ہوئے بغور تحیر و تعجب حضورؐ حضرت جبرئیلؑ نے آکر فرمایا یہ القائے شیطانی تھا اور کوئی نبی مرسل ایسا نہیں گذرا کہ جس میں شیطان نے القا نہ کیا ہو۔ اور یہ کلام شیطانی تھا اس کا غم نہ کیجئے۔ پس سمجھنا اور جاننا چاہئے کہ جب حیات حضورؐ میں باوصف اجماع چند صحابہؓ حضورؐ کی زبان مبارک سے گویا ایسے کلمہ صادر ہوئے تو بعد ممات یہ سب احکام کب شایان اعتماد ہیں اور پھر بحال منام و وقت خواب تعطیل حواس جائے التباس و اشتباہ و باوجود تنہای رائے کس طرح سے ثبوت ہو سکتا ہے کہ یہ واقعہ تصرف شیطان سے محفوظ ہے۔ یا آنکہ جس طرح قصائد و نعت خوانندگان و شنوندگان کے ذہنوں میں متمکن ہو گیا اور قرار پالیا کہ آن سرورؐ اس عمل سے راضی ہیں جیسے ممدوحان مداحان سے راضی ہیں تو یہ بات متوہمہ و متخیلہ اون کے دلوں میں جو کہ منقش ہو گئی ہو سکتا ہے کہ واقعہ میں اپنی صورت متخیلہ کو دیکھا ہو اور بلا اس کے کہ اوس واقعہ کو حقیقی سمجھا ہو یا واقعی واقعہ تمثل شیطان ہو بہر حال رویا و واقعات صادقہ بوجہ تعطیل حواس شایان اعتماد نہیں اور یہ سب خواب و خیال ہے اور یوں اپنی اپنی وضع پر زندگانی کرنا ہر شخص کو اختیار ہے چونکہ اس طرح کی مجالس مولود وغیرہ و مجالس سمع مخالف اس طریقے کے ہیں مخالفت بطریق سمع و رقص یا مولود شعر خوانی جس طریق سے ہو وصول بمطلب خاص ہے غرضکہ یہ طریق متوسط بترک این امور ہے جس شخص کو طلب مطلب اس

سلہ یہ بت بڑے ہیں پس تحقیق اون کی شفاعت کی امید کی گئی ہے۔ ۱۲

طریق کا ہو چاہیئے کہ مخالف اس طریق سے اجتناب کرے اور ایسے مجلس بے بنیاد شریعت کی شرکت
سے حذر کرے وصرف نہ این کار می کنم ونہ انکار می کنم کہکر شرکت سے محفوظ رہے۔ گو اس تحریر کے
دیکھنے سے اور سننے سے سب مجھ کو وہابی کہیں گے اور کہتے ہیں مگر بموجب قولِ رسولؐ قُلِ الحق ولا تخف
لومۃ لائم حق کہدینا چاہیئے ملامت خلق سے کچھ باک نہیں اور اول مذہب وطریقہ اس فقیر کا بھی یہی
تھا کہ طریقہ بزرگان سہروردیہ وقادریہ وچشتیہ میں داخل ہو کر تواجد حال وقیل وقال میں مصروف تھا
مگر محض فضل ایزدی رہنمون راہ ہوا وَاللہ یختص برحمتہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم
اور اکثر لوگ جو وہابیوں پر طعن کرتے ہیں کہ نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ مرتبہ رسولؐ یہ لوگ ایسا جانتے ہیں کہ
جیسے بڑے بھائی کا اگر واقعی یہ امر صحیح ہے تو وہ کفر کرتے ہیں کیونکہ ؎ محمد عربی کابروی ہر دوسرا ست
کسے کہ خاک درش نیست خاک برسر او ؎ مگر تاہم اون لوگوں سے باتباع شریعت کسی قدر اچھے
ہیں کن لوگوں سے کہ جو اپنے کو خدا سمجھتے ہیں۔ اور عاشق رسول ہو کر بہ تخیلہ و توہمہ منعکسہ رقیب خدا بنے بعد
چندروز کے جب رقابت نے زور پکڑا تو عمل قرآن یک طرف ایک نامہ قرار پایا اور حدیث
ما عبدناک حق عبادتک وما عرفناک حق معرفتک بالائے طاق کرکے خود اویم وخود اویم
سے مترنم ورقص کناں ہوئے۔ چوں ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند ؎ اگرچہ اس کثرت جمع میں چند کسان
خاص خاص فنائے وجودی سے مشرف ہیں اور اس مرتبہ میں پائے جاتے ہیں مگر یہ امر خلاف شریعت
مثل بزرگان سابقین خفیۃً زیبا تھا نہ کہ طشت از بام الم نشرح ایک فعل قبیح کو جائز بلکہ طاعت کرنا
عوام الناس کو راہ ضلالت میں ڈالنا ہے اور رخنہ انداز شریعت ہوتا ہے آں ایشاں اند من چنیم یارب
جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قرآن پاک میں من عمل صالحاً فلنفسہ ومن اساء فعلیہا و دیگر
ولا تزر وازرۃ وزر اخری ترجمہ جس کسی نے عمل کیا اچھا پس واسطے نفس اپنے کے اور جو برا عمل کیا پس
اوپر اوسی کے نفس کے ہے ۱۲۔ اور نہیں اٹھائیگا اٹھانیوالا بوجھ دوسرے کا آج کو فردا نزدیک ہے
؎ بوقت صبح شود ہمچو روز معلومت ؎ کہ سر کہ باختہ عشق در شب دیجور اس سے اجتناب چاہیئے
اللّٰھم احفظنا من کل اعتقادا تھم السوء واللھم اعطنا من کل ایمانا
اے اللہ بچا ہمکو ہر اعتقاد اُن کے سے کہ جو برے ہیں اور اے اللہ عطا فرما ہم کو سب سے ایمان

ے کہدے تو حق کو اور مت خوف کر ملامت ملامت کرنیوالے کا۔ ۵ے اور اللہ خاص کرتا ہے ساتھ رحمت اپنی کے جسکو چاہتا ہے اور اللہ صاحب فضل بڑے کا ہے ۲ے نہیں عبادت کی ہم نے تیری حق عبادت کا [illegible]

صادقا و یقینا کاملا اللھم انی اعوذ بک من الفقر والکفر بموجب گفتہ
سچا اور یقین پورا ۱۲ اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں ساتھ تیرے بھوک و احتیاج اور کفر سے ۱۲
رسول و مطابق آیہ کریمہ ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک
اے رب ہمارے نہ پھیر دے کر دلوں ہمارے کو بعد اس کے راہ سیدھی دکھائی تو نے ہمکو اور بخش واسطے ہمارے اپنے پاس سے
رحمۃ انک انت الوھاب
رحمت تحقیق تو بڑا بخشنے والا ہے ۱۲

شرط چہارم منع از ربا بحکم آیہ کریمہ الذین یاکلون الربوا لا یقومون الا کما یقوم
شرط چوتھی سود کے بیان میں۔ جو لوگ کھاتے ہیں سود کو نہیں کھڑے ہونگے قبروں سے مگر جیسا کھڑا
الذی یتخبطہ الشیطان من المس ذلک بانھم قالوا انما البیع
ہوتا ہے وہ شخص کہ باؤلا کرتا ہے اسکو شیطان آسیب سے یہ اس واسطے ہے کہ انہوں نے کہا کہ جز این نیست
مثل الربوا واحل اللہ البیع وحرم الربوا و دیگر یمحق اللہ الربوا ویربی الصدقات
کہ بیچنا مثل سود کے ہے اور حلال کیا اللہ نے بیچنا اور حرام کیا سود کو ۱۲ مٹاتا ہے اللہ سود کو اور بڑھاتا ہے خیراتکو
کہ آج کل شایع و ذایع ہوگیا ہے عموم ہیں کہ سب عالم و جاہل بوجہ ضعف اسلام طریق اولین کو چھوڑ کر
ہر کہ و مہ برادران مسلمانان نے ربا کو اختیار کرلیا ہے و من تنتبہ کو نعوذ باللہ خواب خرگوش سمجھا آج کو
فردا نزدیک ہے ڈرنا چاہئے یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون
اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو یعنی مسلمانو ڈرو تم اللہ سے جیسا کہ حق ہے ڈرنیکا اور نہ مرو تم مگر اسحالت میں کہ تم مسلمان ہو
نص قاطع ہے کاغذات رہن نامہ میں بے تکلف بیع خیار اور سود کا نام منافع رکھ کر حاصلات اوس کی سے
داد و ستد کرتے ہیں جو کہ مطلق حرام اور ناجائز ہے اور اگر کسی کو سمجھایا جاتا ہے تو وہ لوگ اکثر علماء
کا حوالہ دیتے ہیں کہ وہ اس میں مبتلا ہیں اور بقوت و استطاعت ان کے دعوی بے دلیل پیش کرتے
ہیں اور در پے ثبوت اس کے ہوتے ہیں اور یہ افترا علی اللہ ہے فمن[1] اظلم ممن افترا علی اللہ
کذبا یہ نہیں جانتے کہ تعدیات دنیہ میں اقبح قبائح اور اشنع شنائع رائے خود ہے اور یہ بات

ترجمہ پچھلے صفحہ کا بقیہ حاشیہ عبادت تیری کا کہ اور نہیں پہچانا ہم نے تجھ کو حق پہچاننے تیرے کا۔

[1] پس کون ظالم زیادہ اس سے ہے کہ تہمت باندھے اوپر اللہ کے جھوٹ کی۔

درگاہ حق سے مردود کر دیتی ہے یاایہا الناس کلوا مما فی الارض حلالاً طیباً ولا
ترجمہ اے وہ لوگو کہ ایمان والے ہیں ان سے خطاب ہے کھاؤ اس سے کہ زمین میں ہے حلال پاک
تتبعوا خطوات الشیطان انہ لکم عدو مبین ۝ یاایہا الذین امنوا اتقوا اللہ
اور نہ پیروی کرو شیطان کی تحقیق وہ تمہارا دشمن ظاہر ہے۔ اے وہ لوگو کہ ایمان لائے تم ڈرو تم اللہ سے
وذروا ما بقی من الربوا ان کنتم مومنین ۝ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اور چھوڑ دو جو باقی رہا سود سے اگر ہو تم ایمان والے۔ فرمایا رسول اللہ نے رحمت اللہ کی اوپر انکے اور سلام
الربوا سبعون جزءا ایسرہا ان ینکح الرجل امہ ویگران الربوا وان کثر فان
سود کی ستر جز ہیں آسان انکا یہ ہے کہ وطی کریگا آدمی اپنی والدہ سے تحقیق سود اگرچہ بہت ہو جاوے پس تحقیق آخر

عاقبۃ بصیر الی قل رواہما ابن ماجہ

اس کا ہوتا ہے طرف احتیاج کے روایت کی اندونوں کو ابن ماجہ نے

اور نیز دیگر احادیث و آیات و استشہادات دلیلی واسطے ممانعت کے بہت وارد ہیں اور اس لئے مقام تشنیع
میں یہ کلمات فرمائے ہیں پس احتراز از منہیات صغیرہ و کبیرہ سے شرط ایمان ہے۔

شرط پنجم در منع تعزیہ داری آیہ کریمہ اتعبدون ما تنحتون ۝ ان اللہ لا یغفر ان یشرک
ترجمہ کیا عبادت کرتے ہو اس چیز کو کہ آپ ہی تراشتے ہو۔ البتہ اللہ نہیں بخشیگا یہ کہ
بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء ومن یشرک باللہ فقد ضل ضلالاً بعیداً
شرک کیا جاوے ساتھ اوس کے اور بخشے گا سوائے اُسکے جس کو چاہیگا اور جس کسی نے شریک کیا ساتھ اللہ کے گیکو پس گمراہ
کہ آج کل کے جہلا اہل اسلام بوجہ صحبت صوفیان خام و اکثر علما رسور بطور مذہب متعصبین اس امر میں
مبتلا ہیں اور بے تکلف بذوق و شوق شریک ہونا یک طرف اور اعتبار کرنا در کنار عمل مثل حکم قرآن وحدیث
بجالا کر عامل ہو گئے ہیں اور تصدیق جانتے ہیں اور اگر تکذیب کی جاتی ہے تو دعوی بے دلیل علاوہ سب
زوری و سرکشی کے قتال و جدال پر مستعد ہوتے ہیں اور احادیث بے بنیاد و مقولہ صوفیان بے اصل
کہ بعد قرن خلفا راشدین و تبع تابعین مثل متعصبین و طرق دیگر پیش کرتے ہیں اور اسکو اپنا ایمان جانتے
ہیں اور من تشبہ بقوم فہو منہم کا بھی خیال نہیں کرتے اور مثل ہنودان پرستش و زیارت کرتے
ہیں اور تماشہ و دودہ و نان و حلوا و شربت و ملیدہ و دعا دست بستہ و ڈنڈوت و سجدہ کھیل و سہو

شرط پنجم منع تعزیہ داری

مثل ہنود ان رواج دے لیا ہے اور روز بروز یہ امر ترقی پر ہے اور تعزیہ و تابوت و تخت دلدل و علم
وبراق و مہندی و علم کلاں عباسی اختراعی و انتزاعی بدل ہائے خود یہ ایک شیوہ پرستش لغیر اللہ مقرر
کرلیا ہے شاید حدیث نہیں دیکھی

فی المشکوٰۃ ایاکم و محدثات الامور فان کل محدثۃ بدعۃ و کل بدعۃ ضلالۃ
بیچ مشکوٰۃ کے ہے بچاؤ اپنے آپکو نئی باتوں سے یعنی جواب نئے پیدا ہوگئے ہیں اس واسطے کہ تحقیق ہر نئی بات بدعت
وکل ضلالۃ فی النار وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یقبل اللہ
ہے اور ہر بدعت گمراہی اور ہر گمراہی دوزخ میں اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں قبول کریگا اللہ تعالےٰ
لصاحب بدعۃ صوماً و صلوٰۃ و لا صدقۃ و لا حجاً و لا عمرۃ و لا جہاد أو لا صرفاً
صاحب بدعت کا روزہ اور نہ نماز اور نہ صدقہ اور نہ حج اور نہ عمرہ اور نہ جہاد اور نہ فرض و
و عدلاً یخرج من الاسلام کما یخرج الشعرۃ من العجین ۃ
نفل اور نہ برابری و نہ انصاف نکالا جاویگا بدعتی اسلام سے جس طرح سے کہ نکل جاتا ہو بال آٹے گوندھے ہوئے سے
اور جو پڑھے لکھے یہاں آتے ہیں اول تو دلائل کا جواب دے کر بوجہ ضعف اسلام کسی کا دل
قبول نہیں کرتا اور اگر ان میں سے بعض بعض یعنی کسی فرد نے قبول بھی کیا کہ واقعی بت پرستی ہے
مگر ہمیشہ سے یہ رواج ہے اور ہمارے بزرگ کرتے چلے آئے ہیں ترک اس کا ہم سے مشکل
ہے اور اکثر علماء این زمانہ خفیہ خفیہ اس فعل میں مبتلا ہیں اگر بظاہر خود نہیں کرتے تو معرفت
عورات خفیہ خفیہ کام ہوتا ہے اور واقعی عورات اس میں سبقت رکھتی ہیں لیکن زنان تابع مردان
ہیں ان سے بزجر و توبیخ بجبر فعل قبیح ترک کرانا چاہیئے ورنہ جواب اس آیہ قرآن کا دینا ہر ایک
کو پڑے گا آیہ کریمہ یاایھا الذین آمنوا قوا انفسکم واھلیکم نارا ط اور یہ بہت بڑا شرک
ہے پرستش لغیر اللہ۔ اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو تم بچاؤ تم اپنے نفسوں کو اور اہل کو آگ سے۔

افرئیت من اتخذ الٰھہٗ ھواہ ولا تشرک باللہ ان الشرک لظلم عظیم۔ قال
النبی صلی اللہ علیہ وسلم سیاتی زمان علی امتی یحبون خمساً و ینسون خمسا

لے آیا دیکھا تو نے اس کو کہ پکڑا اس نے معبود اپنا اپنی خواہش نفس کو اور مت شرک کر ساتھ اللہ کے البتہ شرک ظلم ہے بڑا۔ فرمایا
نبی رحمت اللہ کی ان پر و سلام کہ قریب ہے آوے گا ایک زمانہ اوپر میری امت کے کہ دوست رکھینگے پانچ چیزوں کو اور

یحبون الدنیا وینسون العقبیٰ ویحبون الدور وینسون القبور ویحبون المال وینسون الحساب ویحبون العیال وینسون الحور ویحبون النفس وینسون اللہ

ھم منی بریء وانا منھم بری۔ ہاں فاتحہ خوانی وقرآن خوانی ونذر طعام بعد فاتحہ بذوی القربیٰ والیتامیٰ والمساکین وابن السبیل جو قرآن وحدیث سے ثابت ہے اس کا کون مانع ومزاحم ہے نہ یہ کہ جملہ اشیاء تخت وتابوت وتعزیہ پر چڑھاؤ اور اس سے مراد چاہو اور ہو جانا حاجت کا اس سے جانو یہ بہت بڑی شنیعت ہے اور اللہ کے ساتھ جنگ کرنا ہے ما علی الرسول الا البلاغ وما علینا الا البلاغ المبین۔ نہیں اوپر فائدے کچھ مگر پہنچانا اور نہیں اوپر ہمارے مگر پہنچانا ظاہر ہے۔ ختم

مراتب تعلیم

جس وقت مبائع ان شرائط پر اقرار واعتراف کرے اس وقت نشان طریقہ اسکو بتلاؤ اور جب تک وساوس وخیالات دفع نہ ہوں اور نماز سے بھی خیالات عاطلہ وباطلہ زائل نہ ہوں داخل طریقہ نکرو کیونکہ ہمارے حضور صوفی صاحب کابلی مدظلہ نے ہدایت فرمائی ہے کہ یہ نسبت حضرت شیخ آدم بنوری ہے جس وقت تک طالب کے وساوس نماز سے دور نہ کرلئے جاویں داخل طریقہ نہ کیا جاوے پس خوف تزلزل نسبت کا خیال رہے۔ نیز فرمایا کہ طالب سے کہدو اس طریقہ عالیہ میں اگر تم نے ہمارا ہاتھ پکڑا اور تم کو خیالات عاطلہ وباطلہ نے پھر بھی گھیرا تو جانو تم کہ ہم نے شیخ کا ہاتھ نہیں پکڑا بلکہ ایک شیطان کا ہاتھ پکڑا اور اگر کوئی طالب کسی سے بیعت کرے اور اس شیخ کی خدمت میں دفع وساوس وخیالات عاطلہ وباطلہ نماز سے نہ ہوں تو اس کی رجوع وتلاش شیخ دیگر سے ضرور چاہیے کیونکہ ہمارے حضرت سلطان صاحب خواجہ بہاؤ الدین نقشبند بلاگردان رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ شعر و بدر میرود مد دکو بکو جستجو کن جستجو کن جستجو اور مطابق فرمودہ مجدد صاحب علیہ الرحمۃ یہ بات اس پر دال ہے

بھول جاوینگے پانچ چیزوں کو دوست رکھیں گے دنیا اور بھول جاویں گے آخرت کو اور دوست رکھیں گے گھروں کو اور بھول جاویں گے قبروں کو اور دوست رکھیں گے مال کو اور بھول جاوینگے حساب کو اور دوست رکھیں گے عیال کو اور بھول جاویں گے حور کو اور دوست رکھیں گے نفس کو اور بھول جاویں گے اللہ کو وہ لوگ مجھ سے بیزار ہیں اور میں ان سے بیزار ہوں۔ ۱۲

ترجمہ مکتوب شصت و سیوم جلد ثانی از مکتوب حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کہ باوجود حیات پیر اگر طالب پیش شیخ دیگر برود طلب حق جل و علی نماید مجوز است یا نہ جاننا چاہیے کہ مقصود طالب بوصول حق سبحانہ و تعالے ہے اور پیر ایک وسیلہ ہے بوصول جناب حق اگر طالب رشید باوجود حیات پیر کے دوسرے شیخ کی خدمت میں اس کی فیض صحبت سے اپنے دل کو رجوع بحق جل و علی پاوے اور جمعیت خاطر طالب کے دل میں دلنشین و دلپذیر ہو تو روا ہے کہ حیات پیر میں بے اذن پیر طالب شیخ دیگر کے پاس جاوے اور طلب رشد اس سے کرے لیکن یہ چاہیئے کہ پیر اول سے انکار نہ کرے اور بجز نیکی کے اس کو برا نہ یاد کرے۔ علی الخصوص پیری و مریدی اس وقت کی کہ رسم و عادت ہو گئی ہے کہ پیر اس وقت کے اپنے آپ کی خبر نہیں رکھتے ہیں اور ایمان کو کفر سے جدا نہیں کر سکتے۔ خدا جل شانہ، سے کیا خبر رکھیں گے۔ اور مرید کو کیا راہ دکھلا دیں گے ؎ آنکہ از خویشتن چو نیست چنیں ؛ کہ خبر دار از چناں و چنیں ؛ و وائے بر مرید وہائے بر آں طالب کہ ایسے پیر پر اعتقاد کر کے بیٹھے اور دوسری طرف رجوع نہ کرے و راہ خدا جل شانہ، معلوم نہ کرے یہ سب خطرات شیطانی ہے کہ راہ حیات پیر ناقص سے اگر طالب خسارت بذریعہ نفس ضلالت میں ڈالتا ہے اور طالب کو راہ حق سبحانہ، سے باز رکھتا ہے ہر مسلمان کو مناسب و لازم ہے کہ چہ حیات پیر و چہ ممات پیر طالب کے دل کو جس جگہ رشد و جمعیت پائے جاوے بے توقف و بے تکلف رجوع کرے اور وسواس شیطانی سے پناہ ڈھونڈھے کہ خسارت ابدی سے بچے فقط اور دیگر۔

ہمارے حضور مدظلہ نے فرمایا کہ ہم نے جو نسبت تم کو عطا کی ہے اس کا خاصہ یہ ہے کہ بعد دور ہو جانے خیالات عاطلہ و باطلہ طالب کے رنگ اصحاب کبار کا طالب میں منصبغ ہو گا اور اگر احیاناً کسی کو واسطے حصول دنیا کے تم نے مرید کر لیا اور اس کے وساوس نماز نہ گئے اور خطرات سو میں رہ گیا۔ تو روز قیامت رو برو نے اٹھارہ ہزار عالم کے پیش خدائے عز و جل بہت بڑی خجالت و ندامت ہو گی کیونکہ راہ خدا کے واسطے وہ بیعت کرتا ہے اول بچپن میں والدین نے اس کو صوم و صلوٰۃ سے درست کر دیا ہے شیخ کی حاجت نہیں رکھی

ضرورت پیر

تمہارے پاس وہ علم باطن کے واسطے آیا ہے اتنا تو کرو اور ایسا نشان اس کو بتادو کہ راہ راست پر تو آجاوے اور پھر منہ خدا سے نہ پھیرے شیطان دشمن بین ہے اور عذاب حشر و نشر و قبر و پل صراط و بلقاء اللہ کے یقین اور تصدیق اس کو کامل حاصل ہو جاوے۔ بعد حصول ان مراتب پھر طریقہ میں نہ داخل کرنا اس کو اپنے اوپر کفر جاننا چاہیئے گو کہ عوام الناس کو یہ بات نامقبول و نامنظور ہو گی و باستماع این اعتراضات ہدایت اول با عتراض و مذمت پیش آویں گے۔ اول تو یقین آج کل کے مسلمانوں کو بہت کم ہے بلکہ بجائے یقین و تسلیم لغو کذب وافترا اس کو سمجھیں گے۔ اور کیا عجب کہ ملاقات سے متنفر ہوں اور محترز رہیں کیونکہ راہ حق محال ہے بقول حضور ؎ ہمت بلند دار زدولت نتاب رو؛ ادبار را بجوا وز اقبال سر بپیچ؛ اس راہ مستقیم پر رہنا امر دشوار ہے مگر جس کو اللہ عطا کرے آیۂ کریمہ اَللّٰہُ یَجْتَبِیْ اِلَیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَیَہْدِیْ اِلَیْہِ مَنْ یُّنِیْبُ[1] مگر اس وقت نازک میں میری بات کو ان باور کرے گا۔ ؎ گوئی توفیق و سعادت درمیان افگندہ اند؛ کس بمیدان درنمی آید سواراں چہ شد؛ ہر کہ این افسانہ خواند افسانہ است؛ وانکہ نقدش دید او مردانہ است؛ آب نیل است و قبطی خون نمود قوم موسیٰ را نہ خوں بود آب بود؛ ورنہ این دکان پہن کردن نیست؛ ہم کو اللہ تعالیٰ نے واسطے پیری و مریدی کے نہیں پیدا کیا اور اس وقت میں پیری و مریدی ایک رسم و عادت ہو گئی ہے چنانچہ بہت سی دکانیں کشادہ اور وا ہیں اور طریقہ بیعت کا جاری ہو رہا ہے بیعت کے واسطے اور طالب ہو کر جو آوے اس سے کہو وہاں جاوے اور مرید ہوئے ؎ ہر گدائے مرد میداں کے شود؛ لائق دولت نہ بود ہر سرے؛ باز مسیحانہ برد ہر خرے؛ عوام الناس کی صحبت سے احتراز چاہیئے اور جب عوام اس حل و حرمت اور شرک کے مسئلہ کو دیکھیں گے خود ہی بہت لوگ

---

[1] اللہ برگزیدہ کرتا ہے اپنی طرف جس کو چاہتا ہے اور راہ دکھاتا ہے طرف اپنے اس کو جو قصد کرتا ہے۔

جو منکر ہیں بہ طعن و تشنیع پیش آویں گے اور مقولہ حضور صوفی صاحب ہمارے مدظلہ کا کہ مقبول خلق مردود خدا و مردود خلق مقبول خدا پیش نظر ہوگا ۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ ۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

من کان بالطاعۃ عند اللہ قریباً کان بین الناس غریباً و مفلساً

جو کوئی ہوگا ساتھ عبادت کے نزدیک اللہ کے قریب ہوگا درمیان لوگوں کے غریب اور محتاج اور بعد داخل ہونے طریقہ کے طالبان و مسترشدان سے لازم پکڑو کہ ادب سے پیش آویں در اختلاط درمیان طالبان و مسترشدان وانہو فال صلعم من لا ادب لہٗ لا علم لہٗ ومن

فرمایا رسول کریم صلعم نے بے ادب کیلئے علم نہیں جسکو صبر نہیں اسکو دین نہیں

لا صبر لہٗ لا دین لہٗ ومن لا ورع لہٗ لا قرب لہٗ ۔ شنیدہ کہ ہیچ بے ادبے

اور جس کو پرہیزگاری نہیں اسکو قرب خدا نہیں

بخدا نرسید اختلاط پیری و مریدی میں مانع راہ سالک ہے اور نوٹ دنیوی قاطع و سد راہ راہرو پس باستخارہائے متعددہ یعنی ہفت بار یا یازدہ بشہادت وجدان خود و نگرانی عروج و نزول سالک راہ طالب کو دست بیع کرنا چاہیے کیونکہ بدون رضائے خدائے عز و جل و اذن باری تعالی عمر خود را بطالبان رایگان ساختن مجوز نیست ہر کس مولائے دار دلبر خود نیست طالب کام نہیں آوینگے کار دیگر تمہاری تفویض ہوا ہے از درون شو آشنا و زبرون بیگانہ باش کہ این چنین زیبا روش کم می بود اندر جہان نگرانی باطن و محی غلطی وقات آو دیہ نسبت صد لقیہ عوام کی صحبت سے حذر چاہیے اور شناخت طالب صادق محال ہے مگر انشاء اللہ علم امتیاز وید لگا قال ابو بکر الصدیق حبب الی من الدنیا ثلث النظر الی وجہ رسول اللہ والانفاق مالی علی رسول اللہ

فرمایا حضرت ابو بکر صدیق نے کہ دنیا میں تین چیزیں مجھ کو محبوب ہیں دیکھنا چہرہ مبارک رسول اللہ صلعم دوسری میرا مال آپ کے لئے ہے تیسری

والی کون بین یدی رسول اللہ عالم ہو جاہل جوان ہو یا پیر مومن و چہ مذکر جو محبت و خلوص سے پیش آوے مگر طالب ہو ورنہ اپنی

میرا ہاتھ باندھ کر آپ کے حضور میں ہے

نگرانی باطن میں متوجہ رہو اگر کوئی اہل دل آوے تو یہ حدیث یاد رکھو کہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم من تواضع لغنی لغناہ فقد ذہب ثلثا دینہ

فرمایا نبی کریم صلعم نے جس نے مالدار کی بوجہ اسکی دولتمندی کے تعظیم کی پس تحقیق کھو دیا اپنا تیسرا حصہ دین کا

نقصان در نقصان ہے اور اگر کوئی امیر خواہ عالم و یا جاہل طالب علم خدا ہو کر آوے اور کچھ مال دنیا سوا زبہ خرد اعمدا پیش لے تو خلوص دیکھ کر بکرہ و لجار قبول کرو اگر طالب صادق ہے تو دینی سو اسکے منافع کو ترقی ہوگی اور اگر ناقص ہے یعنی طالب جاہ نہیں بضرورت دنیا آیا تو اس کے دل میں گذرتی جاویگی کہ میں نے بیکار صرف کیا اور پھر ملوث نہوگا اس عقیدہ سے اسکا دو گونہ نقصان دینی اور نذر کرنے سے ہوگا دل را بدال ہیست در ین گنبد سپہر کز مہر مہر خیز دو و ز کینہ کینہ ہا حتی الوسع طمع دنیا کو ہرگز اسکا عین فضل نہ دینا اور اللہ تمہارا خود محمد و معاون ہے و عدو کا و فی السماء رزقکم ما توعدون وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب اور آسمان میں ہے جس کا وعدہ کئے گئے ہو اور نہیں ہے توفیق مجھکو مگر ساتھ اللہ کے اسپر توکل کیا میں نے اور طرف اسکے رجوع کرونگا

نہ زاد دادیم بہ گنج مقصود نشان
گر ما نرسیدیم تو شاید برسی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شرائط در بارہ بیعت نساء قال اللہ تبارک و تعالےٰ یایھا النبی اذا جاءک المومنات یبایعنک علیٰ ان لا یشرکن باللہ شیئا ولا یسرقن ولا یزنین ولا یقتلن اولادھن ولا یاتین ببھتان یفترینہ بین ایدیھن وارجلھن ولا یعصینک فی معروف فبایعھن واستغفر لھن اللہ ان اللہ غفور رحیم[۱] یہ آیہ کریمہ بروز فتح مکہ نازل ہوئی ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت بیعت رجال سے فارغ ہوئے شروع بیعت نساء میں فرمایا اور بیعت حضور کے واسطے نساء کی بمجرد قول ہونے ہوا اور ہرگز ہاتھ حضور صلعم کا ہاتھ بایعات نساء میں نہیں پہونچا اور ذمائم و اخلاق ردیہ نسبت نساء کے بہ نسبت مرد کے بہت ہوتے ہیں اسی واسطے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بہ نسبت مردوں کے شرائط زیادہ رکھے ہیں اور بموجب حکم خدائے عزوجل کے عورتوں کو ان ذمائم و اخلاق ردیہ سے منع فرمایا۔ شرط اول کسی چیز کو ساتھ اللہ کے شریک نہ کرنا چاہیئے چہ در وجوب وجود چہ در استحقاق عبادت کیونکہ جب تک اعمال کسی کے شائبہ ریا سے پاک نہ ہوں اور غیریت سے مبرا نہ ہو ولو بالقول و ذکر الجمیل وہ شخص دائرہ شرک سے باہر نہ ہوا اور موحد اور مخلص نہ شمار کیا جاوے گا بموجب حدیث نبوی قال علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام الشرک فی امتی اخفی دبیب النمل التی تدب فی لیلۃ مظلمۃ علیٰ صخرۃ سوداء[۲] بموجب بیت لاف بے شرکے مزن کان از نشان پائے مور بود در شب تاریک بر سنگ سیہ

---

[۱] اے نبی جس وقت آویں تیرے پاس مسلمان عورتیں تاکہ بیعت کریں تجھ سے اس شرط پر کہ نہ شریک کریں ساتھ اللہ کے کوئی چیز اور نہ چوری کریں اور نہ زنا کریں اور نہ مار ڈالیں اولاد اپنی کو اور نہ لاویں طوفان جھوٹ کہ باندھے ہوں نکو اپنے ہاتھوں و پاؤں کے درمیان میں اور نہ نافرمانی کریں تیری بیچ حکم شریعت کے پس بیعت قبول کر انکی اور بخشش مانگ واسطے انکو تحقیق اللہ بخشنے والا اور رحیم ہے

[۲] یعنی شرک امت میری میں پوشیدہ تر ہے چلنے چیونٹی سے کہ چلتی ہے بیچ رات اندھیری کے اوپر پتھر سیاہ کے ۱۲

پنہاں تراست ۔ قال علیہ السلام واتقوا الشرک الاصغر قالوا ما الاصغر قال الریا اور تعظیم شرک
اور رسم کفر میں اس زمانے میں سب کا قدم راسخ ہے اور شرک مصدق اور بیّن اہل شرک سے
ہے اس واسطے تمام احکام کفر اور شرک سے تبرّا ہو کر اور مذمت کفر تمام شرط اسلام ہے اور
بیزاری توحید سے اور طلب مدد غیر خدا سے دفع مرض میں اور دیگر حاجتوں میں کہ جو آج کل کے
جہلاء اہل اسلام میں شائع و رائج ہے یہ عین شرک و ضلالت ہے اور طلب حوائج سنگہا تراشیدہ
و ناتراشیدہ اور اہل قبور سے نفس کفر و انکار ہے واجب الوجود تقدس و تعالےٰ سے اسی واسطے
فرماتا ہے اللہ تعالیٰ و تبارک شکایتاً عن حال بعض اہل الضلال یریدون ان یتحاکموا الی
الطاغوت وقد امروا ان یکفروا بہ ویرید الشیطان ان یضلہم ضلالا بعیدا
اور اکثر عورتیں بوجہ کمال جہالت کے نادانی سے ان ممنوعات میں مبتلا ہیں اور دفع بلیہ کے واسطے
غیر سے حاجت چاہتی ہیں اور اس وجہ سے مراسم شرک میں گرفتار ہو کر حلقہ اہل شرک میں ہو گئی
ہیں علی الخصوص نیک و بد میں اور ہر ایک زن ہندوستان سے وقت آمد عارضہ جدری کہ
زبان ہند میں اسکو سیتلا اور چیچک کہتے ہیں کم ایسے ہیں کہ دقیقہ شرک سے خالی ہوں اور اس
پر اقدام نہ کرتے ہوں الا من عصمہا اللہ تعالیٰ اور تعظیم کرنا ایام معظمہ ہنود اور بجا لانا ان
کی رسم مشہورہ ہندوان یا رسم یہود کے مستلزم شرک موجب کفر ہے اور جیسا کہ ایام
دیوالی کفار میں جہلاء اہل اسلام خصوصاً عورتیں رسم اہل کفر کے بجا لاتی ہیں اور مطابق کفار کے
اپنی عید کرتی ہیں اور تشبیہاً اہل کفر کے طور پر ہدیہ ہا و تحفہ ہا مثل قوم ہنود کے لڑکیوں اور خواہروں
کو دینا اور موافق اہل شرک کوزہ و ظروف گلی رنگ آمیز کر کے اور سرخ چاول اور نخود بریاں
اس میں بھر کے باہم لینا اور دینا اور اس موسم کا اعتبار بموجب کفار عمل درآمد کرنا یہ سب شرک و کفر
ہے اور خلاف شریعت و طریقت جاننا چاہئے قال اللہ تبارک و تعالےٰ وما یؤمن اکثرہم
باللہ الا وھم مشرکون ۳ اور جیوانوں کو کہ نذر منتا ذبح کرتے ہیں اور ان کی قبروں پر پہنچکر ذبح

۱ یعنی شرک چھوٹے سے پوچھا صحابہ نے کون سا ہے شرک چھوٹا فرمایا ریا یعنی دکھانے کی عبادت ۲ ارادہ کرتے ہیں اس
کا کہ محاکمہ کریں طرف بتوں کی حال یہ ہے کہ تحقیق امر کئے گئے ہیں کہ انکار کریں اسکا اور ارادہ کرتا ہے شیطان کہ گمراہ کرے
انکو گمراہی دور ۳ اور نہیں ایمان لاتے اکثر ان کے مگر حال یہ ہے کہ وہ مشرک ہوتے ہیں ۱۲

کرتے ہیں یہ بھی ناجائز ہے اور حرام ہے اور فقہ والے اس ذبح کو جنس ذبح جن سے لکھتے ہیں۔ کہ ممنوع شرعی ہے اور داخل دائرۂ شرک پس اس سے پرہیز لازم ہے اور صیام نسا رکہ بہ نیت پیران ولی بیباں فلاں وفلاں روزہ رکھتی ہیں اور نام ان کے اپنے دل سے تراشش کر کے ساتھ نام ان کے کے نیت بھی کرتی ہیں اور وقت خاص افطار کے واسطے موعود رکھا ہے اور تعین ایام کرتی ہیں اور شادی وبیاہ میں اکثر حوائج اور مطالب اپنے کو بہ صیام مخصوص مربوط کرتی ہیں اور مانتی ہیں اور بتوسل اس روزہ کے اپنی روائے حاجت سمجھتی ہیں یہ سب شرکت عبادت میں غیر کے واسطے ہے اس فعل کو تشنیع اور برا سمجھنا چاہیئے حالانکہ اور حدیث قدسی میں وارد ہے الصوم لی وانا اجزی بہ[1] پس روزہ فقط اللہ کے لیئے ہے اور پیغمبر کر درمیان عبادت روزہ شرکت نہیں ہر چند کسی طرح کی عبادت میں شرکت اللہ تعالے کے ساتھ جائز نہیں لیکن تخصیص صوم کہ واسطے اہتمام عبادت کے زبردستی بتاکید شریک کرنا غیر کا عبادت میں اور حیلہ ہے نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ چنانچہ بعض عورتیں وقت معلوم ہونے شناعت اس فعل کی کہتے ہیں کہ یہ روزہ ہم نے خدا کا رکھا ہے اور ثواب اس کا فلاں کو بخشنا اگر یہ بات سچ ہے تو پھر تعین اور تخصیص طعام اور مختلف وقت افطار کے واسطے کیوں مقرر ہے اور یہ سب چیزیں کیوں ضروری ہیں کیا ان سے درکار ہے یہ سب محض ان کا حیلہ اور شعبہ ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ وقت افطار ارتکاب محرمات کرتے ہیں اور افطار ساتھ حکم حرام کے کرتی ہیں اور بے حاجت سوال وگداگری کرتے ہیں حالانکہ ذی مقدور اور امیر ہیں اور وقت افطار قضائے حاجت بھی ساتھ اس روزہ کے چاہتے ہیں یہ سب شرک اور ضلالت ہے اور تسویل شیطان لعین ہے واللہ سبحانہ العاصم شرط دوئم دیگر بیعت نساء منع سرقہ سے کرنا ہے کہ یہ کبائر سیئات ہے اور یہ فعل بھی اکثر عورتوں میں متحقق ہے اور کم عورتیں ہیں کہ اس دقیقہ سے خالی ہو بعد ازیں ہے۔ کہ عورتیں مال شوہروں کا بے اذن اُن کے خرچ کرتی ہیں یہ وہ سرقہ ہے اور یہ بات عام عورتوں میں ہے الا من عصمہا اللہ تعالے سبحانہ اس کو اگر سیئہ جانیں اور برا سمجھیں ورنہ دہشت استحلال سیئہ کی ان کے حق میں غالب ہے اور خوف کفر اس راہ استحلال سے دربارہ زنان بہت ہے اور اگر اس سرقہ کی عادت وخوری اور رہے گی تو آئندہ خرابی دیگر متصور ہے کیونکہ جبکہ اپنے شوہر

[1] روزہ واسطے میرے ہے اور میں جزا دوں گا اس کی ۱۲

کے املاک میں بلا اذن تصرف کی عادت ہوئی تو بے تحاشے اموال دیگران میں خیانت اور سرقہ کی متحمل ہوں گی اس واسطے منع از سرقہ حق عورتوں میں اہم مہم اسلام ہے اور شرک و کفر سے دور کرتی ہے بعینے من جملہ تو ابع پہلے کے ہے ایک روز پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم مع اصحاب کبار تشریف رکھتے تھے فرمایا آپ نے اسرق السارقین کون ہے جانتے ہو سب نے عرض کیا کہ حضور فرماویں فرمایا کہ دزدترین دزدان وہ ہے کہ چوری کرے نماز میں اصحابوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کہ نماز میں چوری کیسی ہوتی ہے آپ نے فرمایا کہ ارکان نماز میں تعدیل نہ کرنا یعنے قومہ و جلسہ و سجدہ اطمینان سے تمام و کمال ادا نہ کرنا پس اول بحضور دل نیت کرے زبان سے کہنے کی حاجت نہیں ہے بے حصول نیت دل نماز نامقبول ہے اور پڑھنے والا دزد ہے بلکہ متروک ہے اور قرأت کو درست کرے حتے الوسع خوب ادا کرے اور رکوع اور سجود خاطر جمعی اور اطمینان سے بجا لاوے اور قومہ اور جلسہ میں بھی اطمینان شرط ہے یعنے بعد رکوع اچھی طرح کھڑا ہو جانا چاہیئے بمقدار ایک تسبیح اور درمیان دونوں سجدوں کی بمقدار ایک تسبیح نشست کرے یعنے تامل اور مکث تاکہ اطمینان میسر ہو اور جو ایسا نہ کرے گا میری امت سے داخل قطار سارقان ہوگا۔ اور مورد وعید ہوگا۔ شرط ثالث یہ ہے کہ منع کرنا نساء کو زنا سے خاص بیعت نساء میں یہ شرط لازم و واجب ہے کیونکہ یہ بتوسط حصول رضائے زنان ہے اور سونپنا نفوس اپنے کا اوپر مردوں کے پس اس عمل میں اکثر عورات سبقت لے جاتی ہیں اور رضامندی ان کی کرنی اس عمل پر معتبر ہے پس منع کرنا تاکید اکید سے چاہیئے اور مردان اس عمل میں تابع زنان ہیں اس واسطے اللہ سبحانہ تعالے فرماتا ہے الزانیہ والزانی فاجلدوا کل واحد منھما مائۃ جلدۃ[1] یہ بڑے ٹوٹا دینے والے دنیا و آخرت کے ہیں۔ اور بہت بری ہے اور حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اے گروہ آدمیاں پرہیز کرو زنا سے کہ اس میں چھ خصلتیں ہیں سہ در دنیا و سہ در آخرت اول زنا کنندہ سے بہا اور نورانیت جاتی رہتی ہے دوم زنا مورث فقر ہے بہت جلد تنگ و مفلس کر دیتی ہے سوئم نقصان عمر ہوتا ہے یعنے عمر کم ہو جاتی ہے یہ تین دنیا کی ہیں اور تین آخرت کی یہ ہیں اول سخط و غضب خداوندی جل شانہ دوم سوء حساب سوئم عذاب نار اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

[1] یعنے زنا کرنے والی اور زنا کرنے والا پس درّے مارو انکو سو درّے ۱۲

فرمایا ہے کہ زنا چشم نظر بسوئے محرمات و زنائے دست گرفتن محرمات اور زنا پائے رفتن بہ جائے محرمات قال اللہ تبارک و تعالےٰ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا یَصْنَعُوْنَ ۝ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُیُوْبِهِنَّ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآىٕهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآىٕهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِیْۤ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِیْۤ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآىٕهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِیْنَ غَیْرِ اُولِی الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِیْنَ لَمْ یَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ وَلَا یَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِیُعْلَمَ مَا یُخْفِیْنَ مِنْ زِیْنَتِهِنَّ وَتُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ جَمِیْعًا اَیُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝

یہ خطاب ہوا ہے مسلمانوں کو بذریعہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ تم کو چاہئے چھپاؤ یعنے بند کرو آنکھیں اپنے محارم سے اور نگاہ رکھو شرمگاہ اپنے پس سمجھنا چاہئے کہ دل تابع چشم ہے جب تک آنکھ محرمات سے نہ چھپاوے گا محافظت دل مشکل ہے اور جب چشم گرفتار ہوے دل کو منع رکھنا یہ بہت مشکل بات ہے اور جب دل گرفتار ہوا محافظت شرمگاہ مشکل و متعسر ہے پس آنکھ

ے کہو یعنی اے محمدؐ مسلمانوں سے کہ وہ بند کریں آنکھیں اپنی اور نگاہ رکھو شرمگاہ اپنی پھر پاکی ہے واسطے ان کے تحقیق اللہ خبردار ہے اس سے کہ وہ کرتے ہیں اور کہو واسطے مسلمان عورتوں کے بند کریں آنکھیں اپنی اور بچاویں شرمگاہ اپنے اور نہ ظاہر کریں زینت اپنی مگر وہ کہ ظاہر ہوا اس زینت سے اور ڈالیں دوپٹہ اپنے اوپر گریبانوں اپنے کے اور نہ ظاہر کریں زینت اپنی مگر واسطے شوہر اپنے کے یا باپ اپنے کے یا باپوں شوہروں اپنے کے یا بیٹوں اپنے کے یا بیٹوں شوہروں اپنے کے یا بھائیوں اپنے کے یا بیٹوں بھائیوں اپنے کے یا بیٹوں بہنوں اپنے کے یا بیبیوں اپنے کے یا وہ کہ مالک ہیں داہنوں ہاتھوں ان کے یعنی غلاموں یا تابعدار کہ نہ حاجت رکھتے ہوں مردوں سے یا لڑکوں کے وہ لڑکے کہ نہیں واقف چھپی باتوں عورتوں سے اور نہ ماریں پیر اپنے یعنے زور زور دھمک کر نہ چلیں کہ جانا جاوے وہ جو چھپاتی ہیں زینت اپنی سے اور توبہ کرو اے مسلمانو طرف اللہ کے سب کے سب تاکہ تم فلاح پاؤ۔ ترجمہ

53124

چھپانی محرمات سے ضرور ہے تاکہ محافظت شرمگاہ ہو اور خسارت دینی و دنیوی سے بچے اور اللہ تعالٰے نے قرآن پاک میں فرمایا ہے کہ عورتیں مرد بیگانہ سے کلام نرم و ملائم کریں اونہ در رنگ زنان بدکار کہ مردان بدکار گو سوء وہم میں ڈال کر ان کے دلوں میں طمع خام اور خیالات فاسد اور بد پیدا کرتی ہیں اور منع کیا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یعنی فرمایا آپ نے کہ کہو عورتوں سے برائی محارم کہ زیب و زینت اپنی اس طور سے مت کرو کہ مردان تمہاری طرف ملوث ہوں۔ اور زیور مثل چھڑی و خلخال یعنے پازیب ایسے نہ پہنو کہ مردان دیگر کے دل حرکت میں آویں اور آواز زیور کی ان کے دلوں کو مفتون کرتی ہے کیونکہ مستلزم میل رجال ہے وہ نہ پہنو غرض کہ جو منجر بفسق ہے وہ منہی و مستقبح ہے احتیاط کرنا چاہئے کہ از ارتکاب مقدمات و مبادی محرمات پیدا نہ ہو نا سلامتی نفس محرمات سے میسر آوے واللہ سبحانہ العالم وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ اُنیب۱ه اور واضح رہے کہ زن اجنبیہ عورت کیلئے مثل مرد اجنبی کے ہے اور حق نظر و مس شہوت پہ بھی روا نہیں ہے کہ عورت اپنی کو واسطے غیر شوہر اپنے کی آراستہ کرے غیر شوہر مرد ہو یا اسی طرح مردوں کو ساتھ مردوں یا امرد کی حرام ہے اسی طرح عورتوں کو ساتھ عورتوں کے یہ امر شاہراہ خسارت دنیا و آخرت ہے اس کے بہت احتیاط چاہئے شرط رابع بیعت نساء ہیں منع قتل اولاد ہے کہ اکثر عورتیں لڑکیوں کو قتل کر دیتی ہیں بہ سبب خوف فقر و تنگدستی اور یہ متضمن قطع رحم ہے اور کبائر سیئات سے ہے شرط خامس بیعت نساء منع از بہتان و افترا ہے یہ صفت بھی عموم نساء میں بہت ہے اور یہ بھی اشد مآثم سے ہے کیونکہ سائر کتب میں حرام اور منکر ہے اور متضمن ایذائے مومن ہے اور نص قرآنی سے ممنوع و محظور اور حرام اور مستنکر ہے اور نیز مستلزم فساد فی الارض ہے شرط سادس بیعت نساء نہ نافرمانی کرنا پیغمبر علیہ السلام یعنی منکر اوامر و نواہی پیغمبر کا ہونا چہ در صلوٰۃ و چہ در زکوٰۃ و چہ در صوم و چہ در حج کیونکہ بناء اسلام بعد از ایمان باللہ و بما جاء من عندہ کے ضرور ہے اوپر ان چار رکن کے نماز پنجگانہ بلا کسل و فتور ادا کرنا چاہئے بے ضرورت فوت وقت بھی نہ ہونے پائے ادا کرنا اور زکوٰۃ مال برغبت و منت بہ طیب خاطر یعنے خوشدلی سے ادا کرے اور صوم رمضان

۱ه اور نہیں توفیق میری مگر ساتھ اللہ کے اسی پر بھروسا کیا میں نے اور اسی کی طرف رجوع کروں گا۔

کہ کفارۂ سیئات سالیانہ ہے خوب نگاہ رکھے فوت نہ ہونے دیوے اور حج بیت اللہ
کہ جس کی شان میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے الحج یجب ما کان قبلہ بہ طاقت
واستطاعت ادا اپنے اوپر فرض جانے اور اسی طرح ورع اور تقوی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے ملاک دینکم الورع یعنے قائم رکھنے والے تمھارے دین کے ورع ہے
اور ترک منہیات شرعیہ سے واجب ہے اور تناول مسکرات کہ جنسے عقل وحواس پراگندہ
ہو جاویں حذر چاہیئے کہ ہر مسکرات برنگ خمر حرام ہے اور نیز غنا یعنے گانے بجانے سے
اجتناب ضرور ہے کہ بہ داخل لہو ولعب ہے اور حرام ہے کہ الغناء رقیۃ الزنا اور
غیبت کرنا یعنے پیٹھ پیچھے برا کہنا اور سخن چینی کرنا ممنوع شریعت ہے اور ایذائے مومن بناحق
بہر وجہ کہ ہو ممنوع ہے اجتناب چاہیئے اور شگون بد کا بعیت نسا میں ضرور اقرار لیا
جاوے کہ اس کا اعتبار نہ کریں اور اس کی تاثیر پر عمل نہ کریں اور مرض ایک کا دوسرے
کو لگ جانا جو مشہور ہے اس پر اعتماد نہ کریں کہ مخبر صادق نے منع فرمایا ہے لا طیرۃ ولا عدوی
ایک کا مرض دوسرے کو ہرگز نہیں پہونچ سکتا اور شگون بد اور یہ سب باتیں بالکل حدیث
سے باہر ہیں اور سخن کاہن اور نجومی کو اعتبار نہ کریں ؎ علم غیبی کس نمیداند بجز پروردگار ٭
ہر کسے گوید کہ من دانم ازو باور مدار ٭ مصطفیٰ ہرگز نہ گفتے تا نہ گفتے جبرئیل ٭ جبرئیلش ہم نہ گفتے
تا نہ گفتے کردگار ٭ ہرگز ان سے استفسار نہ کریں اور سحر وساحری کو بھی کام میں نہ لاویں بلکہ اس کا
خیال بھی نہ کریں کیونکہ یہ حرام قطعی ہے اور اس کا اعتبار نہ کریں کہ قدم راسخ کفر میں رکھتا ہے اور
کوئی گناہ کبیرہ سحر وساحری سے زیادہ کفر کا نہیں ہے احتیاط چاہیئے اعاذنا اللہ سبحانہ اور
ایمان اور سحر نقیض یک دیگر ہیں اگر سحر ہے ایمان نہیں اور جو ایمان ہے سحر نہیں خوب اس کی
رعایت چاہیئے تاکہ کوئی خلل طریقہ میں نہ پڑے اور ایمان میں فتور نہ آوے حاصل یہ ہے کہ جو حضور
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو اور جو اپنے علم سے علما کتب شرعیہ محمدیہ حدیث وقرآن سے بیان فرمایا ہو جان و دل سے اسکو قبول کرنا چاہیئے اور اسکے خلاف
سم قاتل سمجھنا چاہیئے ایسا نہ ہو کہ موت ابدی کو پہونچ جاوے اور طرح طرح کے عذاب
میں مبتلا ہو جس وقت زنان بایعات نے ان تمام شرائط کو قبول کیا آں سرور صلی اللہ علیہ وسلم

؎ یعنے نافرمانی منکر ہونا ہے چہ در صلوٰۃ الخ ۱۲ ؎ یعنے اصل دین تمھاری کا پرہیزگاری ہے ۱۲

نے بجبر و قول بیعت میں داخل کیا اور بار حق جل وعلا ان کے واسطے مغفرت چاہی اور استغفار رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام در بارہ ان کے جو وقوع میں آیا امیدواری تمام ساتھ اجابت کے رکھتا ہے اور وہ سب مقبول و مغفور ہوئیں۔ ہندہ زوجہ ابی سفیان اول داخل اس بیعت میں ہوئی ہے بلکہ وہ سرگروہ ان سب عورتوں کی ہوئیں۔ پس جب عورتیں ان شرائط پر اعتراف اور اقرار کریں۔ اُس وقت داخل بیعت کی جاویں اور امیدوار برکات اس استغفار کی ہوں قال اللہ تبارک وتعالیٰ ما یفعل اللہ بعذابکم ان شکرتم وآمنتم یعنے اللہ کا کیا کام جو تم پر عذاب کرے اگر تم شکر کرو اور ایمان ٹھیک رکھو شکر بجالانا عبارت قبول کرنے احکام شرعیہ سے برضا و برغبت اور بمقتضائے اس کے عمل کرنا طریق نجات و راہ رستگاری متابعت صاحب شریعت ہے اور اعتقاد و عمل پیر سے یا استناد سے اس غرض سے کرتے ہیں تاکہ دلالت شریعت پر کریں اور ان کی توجہ کی برکت سے تیسرا اور سہولت یعنے آسانی اعتقاد اور عمل میں ساتھ شریعت کے پیدا ہو نہ یہ کہ مرید جو چاہیں سو کریں اور جو چاہیں سو کھاویں اور حلال و حرام میں تمیز نہ کریں اور پیر سپیران کے ہو کر عذاب سے نگاہ رکھیں اور روز حشر ذمہ وار ان کی شفاعت کے ہوں یہ مرتضٰے ارتضا اس وقت ہو کہ بمقتضائے بشریت شریعت کے عامل ہوا اور بموجب بشریت کوئی ذلت اس سے واقع ہو اس کی شفاعت کا تدارک ممکن ہوگا۔ سوال مذہب کو کس اعتبار سے مرتضٰے کہ سکتے ہیں جواب جب کہ اللہ مغفرت کسی آدمی کی چاہتا ہے اس کا وسیلہ واسطے عفو تقصیر کے درمیان لاتا ہے اگرچہ وہ شخص فی الحقیقت مرتضٰی ہے اور بظاہر مذنب اور یہ وسیلہ بیعت اسی واسطے درمیان ہوا واللہ سبحانہ الموفق ربنا آتنا من لدنک رحمۃ وھیئ لنا من امرنا رشدا

کتاب ہذا مطبوعہ ۱۸۵۰ء سے چونکہ ایک ہزار طبع ہوئی تھی اور کتابیں اکثر یاران طریقت طلب کرتے ہیں۔ کمیابی کی وجہ سے دوبارہ طبع کرادی گئی ہے۔

خطبہ کتاب

روضۃ الجنان فی ذکر اولیاء الرحمٰن

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ واجب الوجود ذِی الکرمِ والفضلِ والجود الاول والاٰخِرُ والظاہِرُ والباطِنُ لم یزل ولایزال ھوالذی لہ نعوت الکمال من صفاتِ الجلال والجمال۔ المنزہ من سِماتِ النقصان والحدوث والزوالِ والصلوٰۃ۔ والسلام علی اکمل مظاہر الحق فی مرائی الخلق۔ نبیّ الرحمۃ شفیع الامۃ ارسلہُ اِلی الخلق رسولاً مبینا۔ وبشّرہٗ بخطاب۔ اِنّا فتحنا لک فتحاً مبینا۔ للرُّوح خیالہٗ انیسُ الخلواتِ۔ لِلعین جمالہ انیس الجلوات۔ اھدا ہ اللہ من صِلاتِ الصلوٰات۔ اضعاف اضاعیف رجال الفلوات۔ وصلے اللہُ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ واتباعہ واحبابہ وجمیع المؤمنین والمومنات الاحیاء منھم والاموات

بعد ابراز گوناں گوں تحمید مر داورے راکہ وجود بشر را از کار خانہ عنایت وافضال خود کسوت حیات پوشانیدہ از کتم عدم بہ لباس وجود آراستہ بر منصۂ شہود جلوہ گر فرمود و بوقلموں علوت سرج شمع سفارت صلی اللہ علیہ وسلم راکہ جانبازان بساط معرفت وکمال را پروانۂ جمال جہاں آرای خود گردانید و طالبان اسرار شریعت وانوار طریقت را شرف صحبت خود بخشیدہ بہ مرائت فنا وبقا اطلاع نمود بالخصوص اسرار حکم معیت راکہ بمصداق آیۂ کریمہ ثانی اثنین اِذ ھُما فی الغار اِذ یقول لصاحبہ لا تحزن اِن اللہ معنا الخ اشارتِ۔ بشارت بداں یافتہ بہ ضمیر معیت تخمیر صدر نشین ایوان شریعت وبدر منیر آسمان طریقت مظہر اسرار جلا واستجلا منبع انوار فنا وبقا ھادی انام مہدیِ خاص وعام مقبول بارگاہ رب العلمین خیر البشر بعد الانبیاء علیہ السلام والمرسلین حضرت امیر المومنین ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ برائے تحصیل اصحاب روحانی وارباب معانی ودیعت فرمود۔ اہل عرفان حسب استعدادات خود از حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ۔ استمداد نمودہ اکتساب علوم عرفانیہ فرمودند لیکن نسبت عالیہ کہ موسوم بہ لباس مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم ونسبت صدیقیہ رضی اللہ عنہما است علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ بتمام وکمال در سلسلہ عالیہ نقشبندیہ رضی اللہ عنہم اجمعین۔ کہ حضرات ایشاں در قطع مراحل ومنازل لاہوتیہ۔ وطے مدارج ومراتب جبروتیہ۔ حکم السابقون الاولون) دارند منتقل شد۔ حضرات ایشاں بفارس مضمار طریقت ومحی آثار شریعت مروج سنت ماحیِ بدعت قمر الاوتاد قطب الارشاد شمس العارفین مراد المشتاقین قبلۂ ارباب معانی وکعبہ اصحاب روحانی شیخ الشیوخ مرشدنا حضرت الشیخ مجدد الف ثانی سرہندی رضی اللہ عنہ قلبی وروحی فداہ رسیدہ بایں عالم کون وفساد جلوہ ریز شد واز حضرت ایشاں قدس سرہٗ۔ بخلیفہ اعظم مظہر الاتم حضرت خواجہ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ۔ ضو فشاں گشتہ بوساطت پیران عظام ومشائخ کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ بجناب قدس آشیان فردوس مکان مخزن معارف معدن عوارف قطب دوراں غوث زماں واقف اسرار خفی وجلی حضور پر نور حضرت سید حافظ وزیر علیؒ شاہ صاحب سندیلوی مجددی نقشبندی قدس سرہٗ واصل ومتواصل گشت چوں حضرت ایشاں قدس سرہٗ نشر واشاعت این نسبت بہیہ فرمودہ بجوار حق عزاسمہٗ بمقام عِند ملیکٍ مقتدر اقامت گزین شدند حلقہ بگوشان این خانوادہ بزرگ را تمنای پردۂ غیب بظہور پیوست کہ حسب ارشاد رب العباد

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ الخ از برائے آگاہی خلق اللہ وحصول فیض شمۂ از اخلاق کریمۂ حضور بخند واقعات حیات طیبۂ حضور پر نور بلباس الفاظ مزین ساختہ از قلم اخلاص بسواد دیدۂ قلب بر صفحۂ اوراق ثبت نمودہ در سلک تحریر آوردہ شود۔ اما بلند نظرے باید کہ از نظارۂ واقعات طیبۂ حضور دلرا کلغونچۂ پر وگیان قدس است پیرایۂ نورانی پوشاند وچشم راکہ نابداں کاخ دماغ است از آفتاب جمال احوال حضور پر نور پرتو رنگینی رساند وسلیم فطرتے را شاید کہ از ملاحظۂ ایں حدیقۂ دلکشا و روضۂ جانفزا مشام قلب قالب را معطر ساختہ ونظیر بسوی صحرو اعتلاء مفاہیم الفاظ ومعانی بہ تعمق وتدبر انداختہ بہرۂ وافی ونصیب کافی بر داشتہ بضمیر صافی وخلوص قلب درحق مسودِ ایں دیباچۂ سعادت نیاز مہمات محمد حیات ابن مولانا الحاج المولوی بہاؤ الحق صاحب ڈیروی مغفور وبرروی دعائیکہ باعث تحصیل ایں نسبت عالیہ وتکمیل مدارج عروج وارتقاء وبموجب حصول درجات فنا وبقا باشد فرمایند۔

ونیز التماسے بیاران طریقت وبرادران شریعت آنکہ زلاتیکہ در تسوید ایں دیباچۂ سوانح طیبہ از قلم سست رقم اضعاف العباد ضعیف البنیاد بظہور پیوستہ بآب عفو وتصحیح اغلاط زلات رامحو گردانیدہ در طلب ایں نسبت بہیمیہ کہ دریں ایام انقلاب التیام بہ علت آنکہ دَور قحط الرجال وکثرت وبال است زکاسل وتانی غفلت وبے اعتنائی راکہ قطاع الطریق ایں طریق غنیق اند بر تیغ سعی واخلاص وسنان صداقت دور نمودہ بہمت بلند وفکر ارجمند بر مرکب برق رفتار تصور وقوت تخیل سوار شدہ جدّ وجہد بلیغ نمایند وبحسب ارشاد مقتدای مجاذیب عالم اوستا ولاریب حضرت لسان الغیب خواجہ حافظ شیراز قدس سرہٗ ؎ حضوری گرہمیں خواہی ازو غائب مشو حافظ ؛ متٰی ما تلق من تہوی دع الدنیا واہملہا لباس حیوانی وفانی خودرا بلباس نورانی وباقی رہبر کامل مبدل کردہ وخودی را بہ بیخودی وہستی را بہ نیستی متغیر ساختہ بصوب لذائذ وحظوظ حیات ابدی وبقاء سرمدی شتافتہ از صفت مریدیت بوصف مرادیت آمدہ چاشنی گیر وبہرہ اندوز شوند وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

آغاز کتاب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

قولہ تعالیٰ۔ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْھَا مِصْبَاحٌ۔ اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَۃٍ اَلزُّجَاجَۃُ کَاَنَّھَا کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ یُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ زَیْتُوْنَۃٍ لَّا شَرْقِیَّۃٍ وَّلَا غَرْبِیَّۃٍ یَّکَادُ زَیْتُھَا یُضِیْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْہُ نَارٌ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ یَھْدِی اللّٰہُ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ وَیَضْرِبُ اللّٰہُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ الخ

دیباچہ شیون کدہ

خدائے ست نورِ زمین و زماں — چراغ منیرِ مکین و مکان
برد غم دہد دل بشوریدگان — شدہ نور آید چو در دیدگان
ہماں شمع در شیشہ رخشان بود — چو کوکب ہمان شیشۂ تابان بود
چو زیتون فرخ کہ خورشید اوئے — نتابد ازو بلکہ تابد بروئے
بود زیت سرگرم افروختن — بسوزد بس و بیش ازسوختن
ازاں روشنی رہ نیابد کسے — بسے حیف گر رہ نیابد بسے
دہد جوش آہِ سحر خیز رائے — بتوسن زند نوک مہمیز رائے
کہ دل دادگاں را غمِ یارِ شان — خوشی می شد و مید ہد خوش نشان
نہ بینی کہ در حق خارش خوش است — خراش است زشت اندریں دلکش است
نمی شد گر از نشۂ وصل مست — نہادے چساں سر بخطِ الست
چناں ماند ذاتش بہ پروردگار — چناں آمدش آب بر روئے کار
ہوائے خدا کرد در وے اثر — شد از خاک و از آب بالا گذر
جو کالای انسانی آتش بسوخت — دگر شمع چوں ماہ زاں برفروخت

چو در ذات او بیشتر گشت تاب | بزد گام بر مسند آفتاب
خدا ساخت با او و اُو با خدا | جدائی ازاں جا چو اینجا جدا

از حضور پر نور رح

نور ہے اللہ کا ارض و سما ؎ | اوس کی قدرت سے ہر کل شے کی بنا
ہیں مشکوٰۃ کے معنے صاف صاف | طاقچہ ہے نور کا صاف و شفاف
آسمانوں اور زمینوں میں ہے نور | مجھ میں اور تجھ میں بھی ہے پرتو ضرور
بہ تیرہ دلاں روشنائی ازو | بہ بیگانگاں آشنائی ازو
بماند بقندیلے آں نور پاک | کہ شمعے فروزد دراں تابناک
چو خورشید روشن برافروختہ | چو زیتونش روغن درافروختہ
نہ شرقی کہ جوید رخ خور نگاہ ؎ | نہ غربی کہ پوشد نقاب سیاہ
جدا روشن او شیشہ روشن جدا | بود نور بر نور ذات خدا
از و روشنی گر نہ بیروں شدے | بدیں تیرہ جا بستگی چوں شدے
یکی در دو دشمن محال آمدہ | مگر ایں چنینش مجال آمدہ ؎
نمکہائے زخمی جدائی جدا | بود خوشتر از لذت وصلہا ؎
چو از وعدۂ وصل تسکین بداد | دریں جا نجی پائی تسکین نہاد
باغاز دل داد انجام او ؎ | کشید از خوشی تلخی جام او
کہ آمیخت خود را بدوار عرش | لطافت کشیدش ازیں خاک فرش
بدینگونہ تنزیہ بالا گرفت | کہ باز آتش شوق کالا گرفت
جو از نار نورش لطافت نمود | چنیں رفتہ رفتہ لطافت فزود
سوئے عرش تنزیہ دستش گرفت | ترقی بہ بالا نشستش گرفت ؎
بسے سوختن شد بیک ساختن | نہ سہل است اے عشق دل باختن
بے ستوں ہے آسمانوں کا قیام | ہے یہ قدرت اوسکا ہے یہ انتظام
ایک چراغ اوس میں منور ہے دھرا | لو سے اوسکی سب نے پائی ہے ضیا

نور کے ظل سے بنایا ہے چراغ | کب سمجھ میں آئے سب کی یہ سراغ
ہر زمین و آسماں کہ وہ نہین | دور سب سے اور سب سے ہم قرین
ہے زجاجہ یعنی ایک شیشہ دھرا | ہر جگہ پر عکس اوسکا ہے پڑا
مثل دُر شفاف ہے اور ہے سفید | جس کو ہوئے شوق بر آوے امید
ہے نہ مشرق میں نہ مغرب میں کہیں | جز دلِ مومن کسے جا پر نہیں
در زمین و آسمان و عرش نیست | اونمی گنجد دریں بالا و پست ہے
وہ ہے روشن ایک چراغ نور بیں | جا نہیں سکتی نظر بے دور بیں ہے
نور ہیگا نور ہیگا نور نور ہے ہے | ہے تجلّیٰ صفا نے سے وہ دور
مثل اوسکی کوئی دنیا میں نہیں | ہے مثال اوسکی سمجھ آوے نہیں
آدمی جو ہے وہ دیکھے گا اوسے | عشق میں آکر کے جو اسمیں پھنسے
کل تمامی شے کو ہے وہ جانتا | اور مومن کا ہے دل پہچانتا ہے
جسطرح سے ہوئی چمنی لالٹین ہے | نور اوسکا دیکھو تم ہر جا بہ نین ہے
ہے ستارہ نور بہہ تو جان لے | دل سے تو اوسکی قدر پہچان لے
شجرۂ زیتون کا ہے اوس میں تیل | روغنِ دنیا سے ہے اوسکا نہ میل
سجدۂ گاہ کا اندرونِ اولیا ست | سجدہ گاہِ جملہ ہست آنجا خدا ست
در دل مومن بگنجد اے عجب ہے | گر دریا جوئی دران دلہا طلب
آگ نے اوسکو چھوا بالکل نہیں | نار سے ہے دور جا نو بالیقین
ذات اوس کی نور ہے وہ نورِ پاک | نور سے اوس ظل کی ہے ارض و سماک
ہے خدا نے خود یہ فرمائی مثال | دیکھ لے پر تو نہ کر اس میں مقال
ہے یقین و حب کا اس جا قیام | جو کہ ہے محبوب دیکھے گا تمام
جو کرے تصدیق اوس کو وہ ملے | دو جہاں میں کب پتہ اوسکا لگے

ترجمہ

اللہ تعالےٰ آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے اس نور کی مثال ایسے ہے جیسے ایک چراغدان ہو اور اوس کی اندر ایک چراغ ہو اور وہ چراغ ایک شیشہ میں ہو اور وہ شیشہ گویا ایک چمکدار ستارہ ہے۔ وہ چراغ جو زیتون کی مبارک درخت سے روشن کیا گیا ہو جس کی لئے نہ شرق ہو نہ غرب اور اوسکا تیل آگ کے بغیر ہی روشنی دیتا ہو۔ اس آیۂ کریمہ میں ان معارف کی طرف اشارہ ہے کہ عالم کبیر یعنے عالم علوی کی اجزا میں سے اشرف جزء حضرت رحمٰن کا عرش ہے۔ جو حضرت ذات جامع صفات جل شانہ کی انوار جلالیہ و جمالیہ کے ظہور کا مقام ہے۔ اسی وجہ سے رب العالمین نے استوٰی کے بھید کو عالم کبیر کے اجزا میں سے عرش مجید کے ساتھ جو اوسکی اجزا میں سے افضل و اشرف ہے مخصوص کیا ہے کل ظہور ذات ظہور عرش کے انوار سے مقتبس ہیں پس جس طرح عالم کبیر میں سب سے افضل و اشرف جزء عرش مجید ہے۔ اسی طرح انسان عالم صغیر یعنے عالم سفلی میں سے افضل و اشرف ہے اور اس میں افضل و اعلیٰ جزو قلب ہے اور وہ مشابہ عرش مجید کے ہے اور ظہور ذات کا آئینہ بلا آمیزش صفات کے ہے کیونکہ صفات کا شریک نہ کرنا انسان کی ہئیت وجدانی اور انسان کی ارضی جزو کا نصیب وحصہ ہے۔ انسان میں دو چیزیں ایسی ہیں جو عرش میں نہیں ہیں یہی خصوصیت ایسی ہے جو انسان میں ہے جس نے بار امانت کو اوٹھالیا ہے وہ عشق۔ اور کمال عبدیت ہے ؎

آسماں بار امانت نتوانست کشید قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند ؎

یعنے جس طرح عالم کبیر میں عرش مجید حضرت ذات مجمع الصفات کا مظہر ہے اوسی طرح عالم صغیر میں انسان کامل۔ ذات احد کا مظہر اتم ہے اللہ اس نور کی ہدایت جس کو چاہتا ہے کرتا ہے اوس نور کا پہلا ظہور حقیقت محمدی جو حقیقت الحقائق ہے یعنے کہ دوسری حقائق کیا انبیائے کرام علیہم السلام کی حقائق اور کیا ملائکہ عظام کے سب اوس کی ظلال کے مانند ہیں۔ اور وہ تمام حقائق کی اصل ہے۔ رسول مکرم نے فرمایا ہے۔ اول ما خلق اللہ نوری۔ اَوَّلُ ما خلق اللہ العقل۔

ان دونوں حدیثوں کا ایک ہی مطلب ہے یعنے نور بھی اور عقل بھی۔ اور فرمایا خلقت من نور اللہ والمومنون من نوری ترجمہ: میں اللہ کے نور سے پیدا ہوا ہوں اور مومن میرے نور سے

تو ماہ کون و مکانی چرا سیاہ رخی — کہ نور روئی زخورشید حق طلب مکنی

پس وہ حقیقت باقی تمام حقائق اور حق تعالےٰ کے درمیان واسطہ ہے اور آنحضرت صلعم کے واسطہ بغیر کوئی مطلوب تک نہیں پہنچ سکتا کیونکہ حقیقت محمدی مرکز ہے۔ تعین اول کا اور اسی مرکز کو حب یا عشق کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے اور حضور سرور کائنات صلعم قبل وجود وظہور عالم کے اور بعد بعثت نبوت کے آپ حبیب اور معشوق رب العالمین ہیں۔ اسی طریق سے حضرت صدیق رضہ جو اونکا مبدء تعین ہے بغیر کسی توسط کے حقیقت محمدی صلعم کا ظل ہے۔ جو کچھ اس حقیقت محمدی میں موجود ہے اس ظل میں بھی بہ تبعیت وراثت کے طور پر ثابت ہے۔ اسی واسطے حضرت صدیق رضہ اس امت کے وارثوں میں سے اکمل وافضل ہیں۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے مَا صَبَّ اللّٰہُ فِی صَدرِی اِلّا وَقَد صَبَبتُہٗ فِی صَدرِ اَبِی بَکرٍ جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے میرے سینہ میں ڈالا اوسی چیز کو ابوبکر کے سینہ میں بھی ڈالا! ملاحظہ ہو رقعہ ۱۳۲ جلد سوم مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ۔ دوسری حدیث۔ لَم یَفضُلِ اَبُوبَکرٍ بِکَثرَۃِ صَلٰوۃٍ وَّلَا بِکَثرَۃِ صَومٍ اِنَّمَا فُضِّلَ بِشَیئٍ وُّقِرَ فِی صَدرِہٖ مکتوبات ۲۸ بست ہشت مخدوم جہاں رحمتہ اللہ علیہ۔ رقعہ میں حدیث ما صب اللہ فی صدری کا بھی ذکر ہے اِنَّ اللّٰہَ یَتَجَلّٰی لِلخَلقِ عَامَّۃً وَّلِاَبِی بَکرٍ خَاصَّۃً مکتوب بست وہشتم مخدوم جہاں حضرت یحییٰ مخدوم جہاں قدس سرہٗ اپنی مکتوبات ہفتاد و چہارم میں فرماتے ہیں کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ آن مرد باادب بود کہ صد و بست و چہار ہزار پیغمبر آمدند و رفتند ہیچ کس را مرید چوں صدیق رضہ نہ بود۔ آپ فوائد رکنی میں فرماتے ہیں۔ پیر چوں محمد صلی اللہ علیہ وسلم باید کہ تا بگوید مَا صَبَّ اللّٰہُ شَیئًا فِی صَدرِی اِلّا وَقَد صَبَبتُہٗ فِی صَدرِ اَبِی بَکرٍ خَلِیلاً حضرت عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہ در مکتوب ۴۹ چہل و نہم فرماتے ہیں در خدمت کفش صدیقی باید شد کُونُوا مَعَ الصّٰدِقِینَ فرمان ست و حکمت را آں نشان است کہ در حضرت سلطان بے اعانت خواصان و بے مصاحبت آشنایان بار دشوار است اگرچہ کرد اوصد ہزار ست و آں صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ ور عہد محمد صلعم و بعد او متابعان او بند۔ مکتوب ۷۳ ہفتاد و سوم میں آپ فرماتے ہیں کہ صدیق اکبر رضہ یار غار بود کمال و جمال او

این مقدار بود کہ ہیچکس از اولیاء اولین وآخرین بمرتبہ اونمی رسد آپ اپنے مکتوب ہشتاد وچہارم میں فرماتے ہیں نوشتہ بودند کہ گاہ گاہ بندہ صورت خود را بطریق صورت حضرت پیر دستگیر می بیند ای برادر این دولت مفتاح کنوز تجلیات احدیت وانوار صمدیت است درین مقام صدیق اکبرؓ چنان بلند رفت کہ دست ہیچ ولی از ابتدائی عالم تا انتہا گرد دامن اعلائے او نگشت صورت او بصورت محمد صلعم در سحرای دل پدید گشت کہ شئ وقر فے قلبہ شاہد بر آنست۔ لو کنت متخذا خلیلا لاتخذت ابابکر خلیلا بیان آنست کہ وی از صورت خود در گذشتہ بود بصورت پیر خود در انمودہ بود وبا پیر خود یکی گشتہ محمد رسول اللہ صلعم در قاب قوسین او ادنی۔ واو بادی بیک معنے لاجرم اتخاذ خلت بصورت حاجت نیامد کہ در معنی ہر دو بیک معنے آمد۔ فکفے خلت اللہ المحمد صلی اللہ علیہ وسلم وابوبکر ھو الا ھو فھو ھو فذالک معنی الفناء فی الشیخ والبقاء بہ ای برادر این دولت بکمال سعادت ربط با شیخ بود ہر چند خود را بجوید شیخ را بیابد تا بجای رسد کہ خود را طلبد خدای را یابد

از منطق الطیر خواجہ فرید الدین عطار رحمتہ اللہ علیہ

صدر دین صدیق اکبر قطب حق — در ہمہ چیز از ہمہ بردہ سبق
انچہ حق از بارگاہ کبریا — ریخت در صدر شریف مصطفےٰ
آں ہمہ در سینۂ صدیق ریخت — لاجرم تا بود از تحقیق ریخت

رشحات کہ ملفوظ خواجہ عبید اللہ احرارؒ است قدس سرہٗ در معنی حدیث الیوم تسد کل فرجۃ آپ نے فرمایا کہ مسجد نبوی صلعم جس میں نماز ہوتی تھی کئی دروازے تھے آنحضرت صلعم نے مرض آخری میں فرمایا کہ کل دروازے بند کر دیئے جاویں لیکن وہ دروازہ جو صدیق اکبرؓ کے خانہ مبارک کا تھا چھوڑ دیا گیا بند نہیں ہوا اور فرمایا الیوم تسد کل فرجۃ الا فرجۃ ابی بکرؓ) ارباب تحقیق نے اس میں نکتہ ظاہر فرمایا ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت صدیقؓ کو کمال نسبت حبی حضرت رسول کریم صلعم کے ساتھ تھی حضور اکرم نے اس حدیث میں اشارہ فرمایا کہ سب نسبتیں اور طریقی نسبت حبی کے مقابلہ میں مسدود ہیں۔ رابطہ مراد ایسے نسبت حبی سے ہے جو صاحب دولت اسکی لائق ہوں

ہیں دریچہ سوئے یوسف باز کن — واز شگافش فرجۂ آغاز کن

غرضکہ نسبت نقشبندیہ عالیہ ایسے حبیب پروردگار کے خلیل حضرت سیدنا امیر المومنین و

امیر الصادقین حضرت ابابکر الصدیق رضی اللہ عنہ کہ جو جانشین اول رسول اکرم صلعم پر منتہی ہوتی ہے جو ہم
غلامان حلقہ بگوش آستانہ حضور یہ عالیہ بنوریہ رضی کے واسطے فخر در فخر ہے۔ اول ایسے مالک کے
بندے کہلائے جو رب العالمین ہے۔ اور ایسے نبی کی امت میں ہوئے کہ جو رحمۃ اللعالمین اور
خاتم النبیین ہے۔ نسبت بھی ایسی پائی جو امیر الصادقین یار غار سید المرسلین صلعم تک پہونچتی ہے
اس سلسلہ میں حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبندؒ اور خواجہ عبید اللہ احرارؒ و خواجہ محمد باقی باللہؒ ایسے نامور
اور فخر اولیاء زمانہ ہوئے جنہوں نے نسبت صدیقیہ کو اپنے اپنے زمانہ میں تازہ کر کے عوام میں شہرت
دی اور چار دانگ عالم میں معروف ہوئے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی سیدنا شیخ احمد
فاروقی سرہندی علیہ الرحمۃ کو بھی اسی نسبت کا فخر حاصل ہے اور آپ سے حضرت خواجہ سیدنا
آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ نعمت خاصہ تفویض ہو کر سینہ بسینہ ہمارے سرکار نامدار سیدنا و مقتدانا
حضرت سید حافظ وزیر علی شاہ صاحب سندیلوی قدس سرہ العزیز کے سینہ اطہر میں اطراف
کابل سے تابان و درخشاں ہو کر طالبان مخلصین کے قلوب میں پرتو افگن ہوئے اور اس وقت بھی ہمارے
مولائی و مرشدی سیدنا حضرت خواجہ محمد عثمان صاحب فرزند اکبر سجادہ نشین و جناب خلیفہ محمد صدیق صاحب
فرزند ثانی مدظلہما دو آفتاب و ماہتاب اپنی اپنی باطنی روشنی مطابق فیاضی حضور کے طالبان صاحب خلاص
کو حلاوت قرآنی و لذائذ عبادات رحمانی سے قلوب طالبان حق پر ضیا بخش ہیں۔

پارہ ۶ سورہ مائدہ۔ یٰایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ وجاھدوا
فی سبیلہ لعلکم تفلحون ۔ ترجمہ مسلمانو اللہ سے ڈرتے رہو اور نیز اوس تک پہونچنے کے ذریعہ
کی جستجو کرتے رہو اوس کے راستہ میں جان لڑا دو تاکہ فلاح پاؤ۔ مثنوی شریف

معنی الترک راحت گوش کن — بعد ازاں جام بقا را نوش کن
قد رجعنا من جہاد الاصغریم — با نبی اندر جہاد اکبر ایم ؎
سہل شیرے دان کہ صفہا بشکند — شیر آن است آنکہ خود را بشکند
تا شود شیر خدا از عون او — وارہد از نفس و از فرعون او

آیہ کریمہ میں حکم ہے کہ اللہ سے ڈرو اور خود فرمایا کہ جستجو کرو کہ وہ ذریعہ حاصل ہو جس سے
خدا کو خدا جان کر ڈرو یہاں تک اس طلب میں جان لڑا دو اگر اپنی فلاح چاہتے ہو مولانا روم صاحب

بھی اسی کی وجاہت فرماتے ہیں۔ پس ہر وقت اور ہر زمانہ میں جہاد اکبر فرض ہے جو نزک ارادت کے اسلحہ پر موقوف ہے۔ یہی جہاد تھا جس کے غازی امیر الصادقین سیدنا ابو بکر صدیقؓ اپنے مرشد خواجۂ کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلعم کے ذریعہ سے فتح یاب ہوئے۔ اور معیت حضور سرورِ عالم صلعم کے ساتھ وہ پیدا کی کہ بحالت حیات معراج شریف میں رفیق رہے اور بعد ممات بھی جدا نہ ہوئے اس وقت بھی ہم آغوش حبیب ہیں

ندادم دستت از دامن بجیز در خاک آندم ہم بخاکم چوں گذار آری بگیرد دامنت گردم

غرض یہ کہ حضرت سیدنا امیر المومنین خلیفۃ المسلمین نے عملی طریق سے ہم گم گشتگان صراط مستقیم اور تشنہ لبان آب حیات کو حکم ربانی کا صحیح ذریعہ اور وسیلہ بتلا دیا کہ خدا تک پہونچنے اور حیات سرمدی حاصل کرنے کا یہی صحیح اور سچا اور قریب راستہ ہے اور اسی راستہ سے اب تک کل شیران خدا اپنے مقصود تک پہونچے ہیں اس سلسلہ صدیقیہؓ نقشبندیہ عالیہ میں بعد امیر المومنین حضرت صدیق اکبرؓ حضرت سلمان فارسیؓ صحابی رسول اکرم صلعم ہیں۔ آپ کا وطن شہر اصفہان ملک ایران ہے آپ کے آباؤ اجداد مجوسی آتش پرست تھے۔ آپ نے عمر طویل پائی ہے اولاً دین موسوی اختیار کیا۔ بعد ازاں دین نصاریٰ میں آئے اور راہب بصری کی پیشین گوئی سے جب راہب نے وفات پائی تو سمت مدینہ عازم ہوئے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ حضور رحمۃ للعالمین ہادی المضلین کی تبلیغ اسلام مکہ معظمہ میں شروع ہو گئی تھی۔ اثنا ءِ راہ میں آپ کو ایک یہودی کا غلام بننا پڑا جب حضور رسول اکرم صلعم مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ چونکہ حضور کے دیدار فیض آثار معجز نما کے کمال مشتاق تھے۔ اکثر اوقات بحالت غلامی بھی شرف ملازمت حضور اکرم صلعم سے فیض یاب ہوتے رہے بالآخر حضور رحمۃ اللعالمین نے تھوڑا سونا آپ کو مرحمت فرمایا جس کی وجہ سے یہودی نے آپ کو آزاد کر دیا اور آپ خدمت حضور تاجدار مدینہ کی صحبت میں رہنے لگے حضور صلعم نے فرمایا ہے کہ اسباقؓ اربعۃ اَنَا سَابِق العرب۔ حبیب سابق الروم۔ سلمان سابق الفرس۔ بلال سابق الحبشۃ۔ بروز خندق آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والتحیات نے آپ کے حق میں فرمایا کہ (سلمانُ من اھل البیت) عمر شریف آپ کی دو سو پچاس ۲۵۰ سال کی ہوئی۔ آپ نے

عہد خلافت حضرت امیر المومنین سیدنا عثمان غنی رضہ شہر مدائن میں وفات پائی۔ تکمیل نسبت باطنی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔

حضرت امام قاسم بن محمد بن سیدنا ابی بکر صدیق رضہ آپ کبار تابعین اور اعاظم فقہاء مدینہ منورہ سے ہیں اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنی پھوپھی کے گھر میں تربیت پائی ہے۔ یحیٰی ابن معاذ رضہ نے فرمایا کہ میں نے اس وقت آپ سے افضل تر علم و عمل و فضل و فقہ و حدیث و تفسیر و علوم طریقت و حقیقت میں کسی کو نہیں دیکھا آپ کی عمر شریف سو سال سے زیادہ ہوئی ہے

حضرت امام جعفر صادق رضہ آپ ائمہ اہل بیت سے ہیں آپ سے نسبت کا سلسلہ دو طرف منقسم ہوتا ہے نسبت ولایت جو وراثتاً حضرت سیدنا امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ تک پہنچتا ہے اور نسبت صدیقیہ حضرت قاسم رضہ سے بہ تبعیت روش سلوک راہ کمالات نبوت عطا ہوئی۔ حضرت بایزید بسطامی قدس سرہٗ آپ اولیائے طبقۂ اولین خاندان عالیہ نقشبندیہ سے ہیں آپ کی جد گبر تھی جو مسلمان ہوئی آپ کو تعلیم باطنی حضرت امام جعفر صادق رضہ سے ہوئی آپ کا قول ہے کہ میں نے اللہ پاک کو خواب میں دیکھا میں نے سوال کیا کہ تیرے ملنے کا راستہ کونسا ہے فرمایا کہ از خود گذشتی رسیدی) آپ جب نماز ادا کرتے تھے سینہ کی ہڈی باہر آجاتی تھی۔ اور اس سے آواز سنائی دیتی تھی۔ آپ کو بعد مرگ لوگوں نے خواب میں دیکھا دریافت کیا کہ تمہارا کیا حال ہے فرمایا کہ مجھ سے سوال ہوا کہ اے پیر کیا لائے۔ میں نے کہا کہ وہ شے کہ جو تیری درگاہ میں نہیں ہے یعنی عجز و نیاز

چھٹی حضرت ابوالحسن خرقانی قدس سرہ آپ کا نام علی بن جعفر ہے آپ کو نسبت تصوف میں سلطان العارفین حضرت شیخ بایزید بسطامی رضہ سے ہے اور آپ کی تربیت سلوک میں شیخ ممدوح کی روحانیات سے ہوئی جیسا کہ مولانا فرماتے ہیں

زخرقان بہ بسطام بو یافت عارف — کہ مشموم شد بعد چند سال جائی

آپ اپنے زمانہ میں یکتا اور غوث اور قبلۂ وقت تھے خرقانی کا لقب بعد وفات آپ کے ہوا۔ آپ کا قول ہے کہ صوفی برقعہ و سجادہ سے نہیں ہوتا نہ رسوم عبادات سے صوفی وہ ہے کہ باوجود موجود ہونے کے اوس کے ہستی باقی نہ رہے۔ یہ بھی قول ہے کہ صوفی وہ ہے کہ جس کو دن میں آفتاب اور رات میں چاند کی حاجت نہ ہو آپ نے فرمایا رسول اللہ صلعم کا وارث وہ ہے

کہ جو آپ کے فعل کی اقتدا کرے نہ کہ آپ کے اخلاق اور عادات میں کاغذ سیاہ کرے

بوعلی فارمدی قدس سرہٗ۔ آپ کا اسم گرامی فضل بن محمد ہے آپ خراسان کے شیخ الشیوخ ہیں۔ آپ کو نسبت شیخ ابوالقاسم گرگانی اور دوسرے بزرگوار ابوالحسن خرقانی سے ہے ابتدا میں آپ کی صحبت شیخ ابوسعید ابوالخیر قدس سرہٗ سے رہی اور مجلس سماع میں آپ شریک ہوتے تھے اور ان کی نسبت سے آپ کو فائدہ ہوا ہے

خواجہ یوسف ہمدانی قدس اللہ سرہٗ۔ آپ کی کنیت ابو یعقوب ہے آپ اپنے زمانہ کے امام وعالم وعارف ربانی صاحب الاحوال وکرامات ومقامات جلیلہ تھے آپ کو نسبت تصوف میں شیخ ابوعلی فارمدی سے ہے۔ نویں حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہٗ آپ کی روشن طریقت میں حجت مانی جاتی تھی۔ اور جملہ فرقوں میں آپ کی چال مقبول ہے۔ ہمیشہ آپ اتباع سنت ومطابقت شرع شریف میں کوشاں اور بدعت کی مخالفت میں سرگرم رہے آپ کو جوانی میں ذکر قلبی کی تعلیم حضرت خواجہ خضر علیہ السلام سے ہوئی اور اس تعلیم سے بہت کچھ کشادکار ہوا۔ آپ خلق اللہ کے نزدیک نہایت مقبول اور عزیز تھے خواجہ خضرؑ پیر سبق وخواجہ یوسف پیر صحبت وخرقہ تھے۔ خواجہ یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے بعد آپ ریاضت میں مشغول ہوئے۔ آپ احوال کا ستر بہت کرتے تھے آپ کی ولایت اس درجہ تھی کہ ایک وقت نماز کعبہ میں پڑھتے تھے۔ اور واپس آتے تھے آپ کے مرید زیادہ تھے ایک بار ایام عاشورہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اور انبوہ کثیر آپ کی خدمت میں جمع تھا۔ آپ ان لوگوں سے علم معرفت کے متعلق گفتگو فرمارہے تھے۔ کہ ایک جوان زاہدوں کی صورت بنائے ہوئے خرقہ بغل میں اور سجادہ کندھے پر ڈالے ہوئے ایک کونے میں بیٹھ گیا حضرت نے اس پر ایک نظر ڈالی تھوڑی دیر کے بعد وہ جوان اٹھا اور کہا کہ حضرت رسول اکرم صلعم نے فرمایا ہے کہ اتقوا فراسۃ المومن فانہٗ ینظر بنور اللہ عزوجل اس حدیث کا کیا مطلب ہے خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس حدیث کا یہ راز ہے کہ تو ایمان قبول کر اور زنار علیحدہ کر۔ جوان نے کہا کہ نعوذ باللہ منہا۔ کہ میرے پاس زنار ہوئی۔ خواجہ نے خادم کو اشارہ کیا۔ خادم نے اوٹھ کر جوان کے سر سے خرقہ کھینچ لیا تو نیچے خرقہ کے زنار ظاہر ہوا۔ اس جوان نے فوراً زنار کاٹ ڈالا اور ایمان لایا اوسوقت حضرت خواجہ نے فرمایا کہ اے یاران طریقت آؤ تاکہ ہم بھی موافقت اس نوجوان کی

کریں اور نیا عہد کر کے زناروں کو قطع کریں اور ایمان لاویں۔ جیسا کہ اونے زنار ظاہری کاٹا ہم بھی زنار باطنی کہ عبادت عجب سے ہے کاٹیں تاکہ جیسے وہ جوان بخشدیا گیا ہم بھی بخشے جاویں۔ اور ایک عجیب حالت اوسوقت مجمع پر طاری تھی اور حضرت خواجہ کے قدموں پر سر ڈالتے تھے اور تجدید توبہ کرتے تھے دسویں حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ خواجہ عبدالخالق کے تین خلیفہ تھے خواجہ احمد صدیق اور خواجہ عارف ریوگری اور خواجہ کلاں سلسلۂ نقشبندی اس جماعت سے خواجہ بہاؤالدین نقشبند بلا گردان رحمۃ اللہ علیہ تک خواجہ عارف سے پہنچتی ہے۔

گیارہویں ۔ خواجہ محمود رحمۃ اللہ علیہ آپ خلیفہ خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں۔

بارہویں خواجہ علی رامتینی قدس سرہ آپ خلیفہ حضرت خواجہ محمود کے ہیں آپکا لقب اس خاندان میں عزیزان ہے آپ کی کرامات ظاہرہ و مقامات عالیہ بکثرت ہیں۔ آپ کا پیشہ بافندگی ہے جیسا کہ مولانا جلال الدین رومی قدس سرہ اپنی غزل میں تحریر فرماتے ہیں۔

گر علم حال فوق قال بودے کے شدے ۔ بندہ اعیان بخارا خواجہ نساج را

آپ کی قبر خوارزم میں مشہور ہے آپ سے ایمان کی بابت دریافت کیا گیا۔ آپ نے فرمایا کندن و پیوستن ۔ تیرہویں ۔ خواجہ بابا محمد سماسی رحمۃ اللہ علیہ آپ خلیفہ حضرت عزیزان کے ہیں۔ حضرت خواجہ بہاؤالدین کو اپنی فرزندی میں لیا تھا۔ آپ کو قبل تولد حضرت خواجہ بہاؤالدینؒ معلوم ہو گیا تھا کہ ایک صاحب ولایت محلہ ہندواں میں عنقریب پیدا ہونے والا ہے جب آپ پیدا ہو چکے تو فرمایا وہ مرد پیدا ہو چکا ہے چنانچہ جب آپ کا نزول دنیا میں ہوا تین روز گذر جانے پر آپ کے جد بزرگوار بہ نیاز تمام آپ کو حضرت خواجہ کی خدمت میں لائے اور حضرت خواجہ نے فرمایا کہ یہ میرا فرزند ہے اور ہمنے اسکو قبول کیا۔ اور اصحاب سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہ وہ شخص ہے کہ جس کی خوشبو ہمنے قبل تولد پائے تھے۔ اور یہ مقتدائے زمانہ ہو گا اور امیر سید کلالؒ سے فرمایا کہ میرے فرزند بہاؤالدین کی تعلیم و تربیت میں دریغ نہ کرنا حضرت امیر نے فرمایا کہ میں آپ کی وصیت میں قصور نہ کرونگا۔ حضرت خواجہ بہاؤالدینؒ فرماتے ہیں کہ جب میں اس نسبت کا اہل ہوا میری جد نے مجھ کو حضرت خواجہ بابا سماسی رح کی خدمت میں بھیجا کہ اون کی برکات قدوم سے اس منزل میں فلاح ہوا اور اس وقت بابا سماسی رح کے فیض سے مشرف ہوے

چودھویں ۔ حضرت خواجہ امیر کلالؒ آپ خلیفہ خواجہ محمد بابا سماسیؒ کے ہیں ۔ خواجہ بہاء الدینؒ کو نسبت صحبت و تعلیم آداب سلوک و طریقت و تلقین ذکر آپ سے حاصل ہوا ۔

پندرہویں ۔ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند بلاگردان قدس اللہ سرہ العزیز آپ کا اسم گرامی محمد ابن البخاری ہے ۔ آپ کو شرف قبولیت فرزندی حضرت خواجہ محمد بابا سماسیؒ سے حاصل ہوا ۔ اور تعلیم آداب طریقت حضرت خواجہ امیر کلالؒ سے ہے جیسا کہ گذر چکا ہے لیکن آپکو نسبت اُویسے حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رح کی روحانیت سے ہے ۔ آپ سے سوال کیا گیا کہ آپ کے طریقہ میں ذکر جہر و خلوت سماع ہوتی ہے فرمایا نہیں اور فرمایا کہ ہمارے طریقہ کی بنا خلوت در انجمن یعنے بظاہر با خلق و بہ باطن با حق سبحانہٗ و تعالیٰ ہے

از دروں شو آشنا و از بروں بیگانہ باش ۔ کایں چنیں زیبا روش کم می بود اندر جہاں

آیۂ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللَّهِ ۔ اشارہ اس مقام کی طرف ہے فرمایا کہ ہمارا طریقہ محبت پر ہے خلوت میں شہرت اور شہرت میں آفت قربت جمعیت میں ہے اور جمعیت محبت میں ہے بشرطیکہ ایک دوسرے میں گم ہو کر بیٹھے ۔ اگر اس راہ کے سب طالب آپس میں محبت رکھیں بہت خیر و برکت اور اسیطرح ملازمت و مداومت رکھیں ۔ امید ہے کہ مشرف بایمان حقیقی ہوں ۔ فرمایا کہ بسبب مطابعت حضرت رسالت صلعم و اقتدا بآثار صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اس طریقہ میں تھوڑے عمل سے فتوح بہت ہے لیکن رعائیت مطابعت سنت ایک مشکل کام ہے ۔ جو شخص اس طریقہ سے روگردانی کرے اوس کے دین میں خطرہ ہے ۔ فرمایا کہ جس وقت طالب کسی اللہ کی ولی سے تعلق پیدا کرے اوس وقت اپنی حال کی جانچ کرے کہ قبل صحبت اس درویش کے اور اب موجودہ حالت میں کیا فرق ہے ۔ آیا کوئی فرق پیدا ہوا یا نہیں ۔ اگر پہلے سے کچھ فرق پائے تو اوسی اللہ کے دوست سے صحبت غنیمت جانے آپ نے شب دوشنبہ تین ربیع الاول ۷۸۱ھ میں وفات پائی ہے ۔

سولہویں ۔ حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار قدس اللہ سرہٗ و روحہٗ ۔ آپ کا نام محمد ابن البخاری ہے آپ حضرت خواجہ بہاء الدین رح کے خلیفہ ہیں ۔ حضرت خواجہ نے اپنی حیات میں فرمایا تھا کہ علاؤ الدین نے میرا بہت بوجھ ہلکا کر دیا ہے حضرت خواجہ زیادہ تر

طالبوں کو بنا بر تعلیم آپ کی حوالہ کر دیتی تھی - امام الجرجانی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے سلک اصحاب میں ہیں اور آپ کو نیاز و اخلاص حضرت خواجہ سے کمال درجہ تھا - آپ نے اکثر فرمایا کہ جب تک میں شیخ زین الدین کی صحبت میں نگیا رقص سے نہ چھوٹا - اور جب تک حضرت خواجہ علاؤالدین کی صحبت میں نہ پہونچا خدا کو نہ پہچانا - آپ نے فرمایا کہ طالب خدا کو تین خصلتوں سے خالی نہ رہنا چاہیئے - نگہداشت خطرات اور مطالعہ ذکر دل اور مشاہدہ احوال جو دل پر گذریں ہر سانس میں خطرات کا دفعیہ کرتا رہے اس کو از خود رفتن کہتے ہیں اور اصل خود رفتن سے اوسکی علامت غیبت از خود و حضور با حق سبحانہ و تعالے بقدر مرتبہ عشق کے ہے جس قدر عشق زیادہ ہوگا اسی قدر غیبت زیادہ یہاں تک کہ ملک و ملکوت بھی طالب پر پوشیدہ ہو جائے اسکو فنا کہتے ہیں - یہاں تک کہ سالک کی ہستی سالک پر پوشیدہ ہو جائے اسکو فنا در فنا کہتے ہیں - انتھی کلامہٗ ستر ہویں حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ چرخ ایک گاؤں علاقہ غزنین سے ہے جو آپ کی جائے سکونت کا نام ہے آپ خلیفہ حضرت خواجہ علاؤالدین قدس سرہ العزیز کے ہیں اٹھارہویں حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ آپ کو نسبت باطنی حضرت خواجہ یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ سے ہے - آپ نے آیہ کریمہ کُونُوا مَعَ الصَّادِقِین کے معنے اس طور پر فرمائے کہ کینونۃ مع الصادقین کے دو معنے ہیں - ایک تو معنے ظاہری یہ ہیں کہ مجالست و مصاحبت اہل اللہ کی لازم وقت کرے تاکہ بسبب اوسکی دوام صحبت سے باطن کے انوار و صفات و اخلاق سے منور ہو جائے اور دوسرے معنے یہ ہیں کہ طریق رابطہ کی دوام رعایت کرے ؎

با عاشقاں نشیں و ہمہ عاشقی گزیں ۔ با ہر کہ نیست عاشق با او مشو قرین

اور جس وقت رابطہ کا بیان فرماتے یہ بیت مثنوی کے پڑھتے ؎

آں یکی روئی کہ بلند سوئے دوست ۔ واں یکی را روئی او خود روی اوست

روی ہر یک می نگر میدار پاس ۔ بو کہ گردی تو ز خدمت رو شناس

در میان جان ایشان خانہ گیر ۔ در فلک خانہ کند بدر منیر

اہل رابطہ کو بعد صوری مانع قرب معنوی کا نہیں ہے اور فرماتے ؎

گماں مبر کہ بہ تقسیم مہرت از دل رفت ۔ بخاک پائی عزیزت کہ ہمچناں باقیست

اکثر اوقات ضعف ارادت طالبان میں یہ شعر فرماتے

مگوار باب دل رفتند شہر عشق خالی شد　　　جہاں پُر شمس تبریز است کو مردے چو مولانا

نوٹ۔ اکثر لوگوں کا ذوق ترک ادب سے جاتا رہتا ہے اوسکی متعلق آپ شعر فرماتے ہیں ؎

ہر چہ بود سے زدادت آمدہ بود　　　چوں تو کج باختی کسے چہ کند

ترغیب صحبت اور منع عزلت ہیں فرماتے۔

شکر تنہا مخور با گل بیا میز　　　کہ در ترکیب باشد نفع بسیار

صفات بشری مقتضای طبع بشری ارباب کمال واصحاب نفوس قدسیہ کو اس عالم میں جو شہود مقصود ہے وہ مانع و مزاحم نہیں ہے فرماتے ہیں۔

موسےٰ اندر درختے آتش دید ؎　　　سبزہ میشد آں درخت از نار ؎

شہوت حرص مرد صاحب دل　　　ایں چنیں داں وانچنیں انکار ؎

آپ نے فرمایا کہ مرید وہ ہے کہ جوش ارادت میں جیسا کہ چاہئیے بالکل سوختہ ہو رہا ہو اور اپنی مرادات سے بالکل خالی ہو اور آئینہ دل میں جمال پیر کے سوا دیدہ مراد تمام اطراف سے پھیر کر جمال پیر کو اپنا قبلہ بنائے اور اطاعت پیر میں فارغ ہوکر سر نیازمندی آستانہ پیر پر جھکا دے اور ہر طرف سے مُڑ کر اپنی سعادت پیر کی رضامندی پر چھوڑ دے اور اپنی شقاوت کو ہر وقت ملحوظ رکھے بلکہ اپنے وجود کی مستی میں ایسا منہمک ہو جائے کہ اوسکو شعور غیر کا باقی نہ رہے ؎

آں را کہ در سرای نگاریست فارغ است　　　از باغ و بوستان و تماشائے لالہ زار ؎

توحید۔ تخلیص دل۔ تجرید۔ ما سوی کی آگاہی بجز حق سبحانہ وتعالے نہ رہے، وحدت دل کی خلاصے علم و شعور سوائے حق سبحانہ وتعالے کے۔ انجام ہستی حق سبحانہ وتعالے میں استغراق سعادت۔ خلاصی از خود بدید حق سبحانہ وتعالیٰ۔ شقاوت۔ خود عاجز ہونا اور حق تعالے کی طرف سے پھرنا۔ وصل۔ نسیان خود نمائندہ نور وجود حق سبحانہ وتعالے۔ فصل۔ جدا کرنا دل کا غیر حق سبحانہ سے شکر۔ دل پردہ حالت ظاہر ہونا کہ دل اوس حال کو چھپا نہ سکے جبکا چھپانا کہ شکر کے پہلے واجب ہے

آپ نے فرمایا کہ روش اس طریق کے جیسا کہ خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ و دیگر خواجگان اس خاندان کے اقوال واحوال سے پایا جاتا ہے کہ اول درستی عقائد اہل سنت والجماعت۔ اور اطاعت احکام شرعیہ اور اتباع سُنن سید المرسلین صلوٰۃ اللہ علیہ من الصلوٰۃ انتہا موافق اجماع علمای ارای اہل سنت والجماعت

و دوام عبودیت کہ عبارت ہے دوام آگاہی بجناب حق سبحانہٗ وتعالیٰ بے مزاحمت شعور بوجود غیرے ہونا چاہئیں۔

نظم

نقشبندیہ عجب قافلہ سالارانند | کہ برند از رہِ پنہاں بحرم قافلہ را
از دل سالک رہ جاذبہ صحبت شان | میبرد وسوسۂ خلوت و فکر چلہ را
قاصرے گر کند ایں طائفہ را طعن و قصور | حاشا للہ کہ برآرم بزبان ایں گلہ را
ہمہ شیران جہاں بستۂ ایں سلسلہ اند | روبہ از حیلہ چساں بگسلد ایں سلسلہ را

خواجہ[19] حضرت محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ خلیفہ حضرت خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں

بیسویں[20] حضرت خواجہ محمد درویش صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ اپنے ماموں مولانا محمد زاہد وخشواری کے مرید ہیں۔ اکیسویں[21] حضرت خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ آپ اپنے وقت کے مشہور و معروف مشائخ میں سے تھے۔ اور سلسلہ نقشبندیہ کے بزرگ ترین اور قابل تقلید یادگار تھے۔ اپنے زمانہ میں ایک آپ ہی کی ہستی ایسی تھی کہ جو خواجہ بزرگ کے طریقہ پر پہاڑ کی طرح مستقیم او ر ثابت قدم تھے آپ کا سلسلہ نسب صرف دو واسطوں سے خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ تک پہونچتا ہے یعنے آپکو اپنے والد بزرگوار مولانا محمد درویش امکنگی رحمۃ اللہ علیہ سے ارادت حاصل تھی اور مولانا درویش اپنے محترم ماموں مولانا زاہد وخشواری کے مرید تھے

بائیسویں[22] حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ آپ جب تک خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں نہیں پہونچے۔ سالکوں اور مجذوبوں کی تلاش میں انتہا درجہ کی کوشش کی اور بہت سے پاک دلوں کی صحبت میں رہ کر فوائد عظیم حاصل کئے آپ نے فرمایا کہ پیر تین طرح کے ہوتے ہیں ایک[1] پیر خرقہ دوسرے[2] پیر تعلیم۔ تیسرے[3] پیر صحبت۔

پیر خرقہ وہ ہے جس سے خرقہ ارادت پہنا ہو۔ پیر تعلیم وہ ہے جو ذکر و اشغال کی تعلیم دیتا ہو۔ پیر صحبت وہ ہے کہ جس سے لوگ صحبت رکھتے ہوں۔ اور اوسکی صحبت سے مدارج علیہ میں ترقی ہو۔ لیکن ہندوستان کے چشتیوں و سہروردیوں کے سلسلہ میں صرف پیر خرقہ کو پیر مطلق کہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایک شخص کے لئے کئی پیر کرنے کی اجازت نہیں دیتے۔ پیر علم و پیر صحبت کو مرشد کہتے ہیں۔ فرمایا کہ میں نے وہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ جو ٹھیک خدا کی طرف پہونچا دیتا ہے۔ وہ

طریقہ محبت وانجذاب کا ہے۔ کیونکہ انکا رخ بجز ذات خدا کے اور کسی طرف نہیں ہے۔ بخلاف اور طریقوں کے کہ اونکا رخ انوار کی طرف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض لوگ صرف انوار کی حد تک پہنچکر ٹھیر جاتے ہیں۔ آپ جس پر توجہ فرماتے اکثر طالب تو پہلی صحبت میں بے خود ہوکر اپنی جگہ ٹھیر جاتے تھے۔ اور اونہیں حرکت وشعور کا اثر باقی نہیں رہتا۔ پھر جب تک آپ اون کے اندر حسب مصلحت طالب میں صلاحیت جس قدر دیکھتے تھے۔ اوسے حالت بیخودی میں چھوڑ دیتے تھے۔ اور یہہ حالت بعضوں پر اس طرح گذرتی کہ حاضرین مجلس انہیں مردہ خیال کرتے تھے۔ پھر اس کے برعکس تصور کر کے اونہیں ہوش میں لے آتے تھے۔ اس حالت بیخودی وبے شعوری کی طاری ہونے کے بعد وہ طالب بہت سے اخلاق ذمیمہ سے پاک وصاف ہوجاتا تھا۔ اور اوسمیں شکستگی ونیاز کی صفت ظاہر ہونے لگتے تھے چنانچہ لوگ اوسکو دیکھکر یقین کر لیتے تھے۔ کہ اوسکے اندر مذکورۂ بالا باتیں حاصل ہوگئیں۔ آپ شروع شروع میں طالب کو عادات واطوار کی تبدیلی کا حکم نہیں فرماتے تھے۔ وہ بیخودی کی لذت چکھنے کے بعد خود بخود ناز یبا اطوار ناشائستہ عادات سے متنفر ہوکر صراط مستقیم پر آجاتا تھا۔ آپ سے حضور قلبی کی بابت دریافت کیا گیا۔ فرمایا کہ جس وقت تک سالک وجود جسمانی کی قید سے رہائی نہیں پاتا۔ اوسوقت تک غیریت اور تفرقہ باقی رہتا ہے اور روح فنا واضمحلال کے درجہ تک نہیں پہونچتے کیونکہ ہر چیز میں امتیاز صرف روح سے حاصل ہوسکتا ہے۔ جب روح میں اضمحلال اور فنا یئت حاصل ہوجاتی ہے اس وقت وہ اس آیہ کی عبارت سے دلیل حاصل کرتا ہے۔ (وَاللّٰہ من ورائھم محیط) اور مزاحمت نفی واثبات کے گنجائش اس کے واسطے نہیں رہتی۔ مصرعہ۔ از علم گذشتیم نمودیم رسیدیم۔ آپ نے فرمایا کہ ہمارے طریقہ کا دارو مدار تین باتوں پر ہے۔ اہل سنت والجماعت کے عقیدہ پر جمار ہنا۔ دوسرے آگاہی۔ تیسرے عبادت آپ ہمیشہ ستر احوال فرماتے اور بغایت درجہ کی انکساری تھے۔ تکلم کم فرماتے اگر ضرورت کسی مسئلہ کے بیان کے پڑتی تو واضح طور پر بیان فرماتے تاکہ طالب کو تشفی تمام حاصل ہوجائے۔ تعظیم سادات وعلما میں مبالغہ فرماتے اگر کوئی طالب خدا ہوکر آتا آپ اس سے نہایت انکساری فرماتے اور عذر بہت فرماتے اگر صادق ہے اور اپنے کو سپرد آستانہ مبارک کرنا چاہتا آپ کی انکسار کے پڑنے سے اس کے طلب اندرونی میں ھل من مزید اضافہ ہو

اور کیفیت عروج حاصل ہوئی وہ بزبان حال کہتا ہے

اگر از دو عالم گذر کردہ ایم ؎ ازیں در نداریم روئے گذر

حوالہ بریشں جگر کردہ ایم ؎ بیانِ نمکہائے ایں مے گسار

آپ کا طریق بیعت یہ تھا۔ کہ جس کو آپ قبول فرماتے پہلے اسکو توبہ کراتے اگر طالب میں عشق و محبت بہت پاتے بطریق رابطہ نگہداشت صورت خود فرماتے جس سے طالب کو احضار و نگہداشت صورت شریف سے بہت کشائش ظاہر ہوتی آپ کی توجہ باطنی کا یہ زور تھا۔ کہ آپ کے چہرۂ مبارک کے مقابل جو آجاتا بیہوش ہوجاتا۔ چنانچہ میر محمد نعمان صاحب خلیفہ حضرت اقدس سے رمضان شریف میں اپنے خادم کو فالودہ لے کر حضرت کی خدمت میں بھیجا۔ رات کا وقت تھا خادم دروازۂ خاص پر پہونچا اور کواڑ پر ہاتھ مارا حضرت خواجہ رح آواز سنکر خود باہر تشریف لائے۔ اور کسی خادم کو بیدار نہیں کیا۔ اور ظرف فالودہ کا خادم سے لیکر فرمایا کہ تمہارا نام کیا ہے۔ اس نے کہا بابا۔ بمجرد اس کے اس خادم پر جذبہ سکر و نسبت کا ایسا غلبہ ہوا کہ فریاد کناں اُفتاں و خیزاں حضرت میر محمد نعمان صاحب کی خدمت میں واپس گیا۔ آپ نے دریافت کیا کہ تیرا کیا حال ہے۔ بشورش و مستی تمام کہنے لگا کہ ہر جگہ کیا شجر کیا حجر و کیا زمین و کیا آسمان ایک نور بیرنگ بیغایت و بے نہایت دیکھتا ہوں۔ کہ بیان نہیں کر سکتا۔ آپنے فرمایا کہ حضرت خواجہ اس بیچارے کے مقابل ہوگئے ہیں کہ اوس آفتاب کا پرتو اس ذرہ پر پڑ گیا ہے۔ دوسرے دن حضرت میر محمد نعمان بخدمت خواجہ تشریف لائے اور یہ شعر پڑھا

تبسمی کن و خاموش کن زبان ہمہ ؎ بروز حشر شہیداں چو خونبہا طلبند

اسی طریق کے چند واقعات لوگوں پر گذرے ہیں جو زبدۃ المقامات میں درج ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ کلمۂ استعاذہ کہ قرأت قرآن پاک کے پہلے پڑھنے سے یہ ہے کہ بندہ اپنے مالک سے پناہ چاہتا ہے اور اپنے عجز و کمزوری محسوس کرتا ہے۔ اور حق سبحانہ و تعالے کو واسطے دفع وسواس وکیل پکڑتا ہے۔ پس چاہیئے کہ تمامہ مستغرق انوار ہوجائے اور ادائے کلمات بہ تدبر معانی توجہ خود پراگندہ نکریں کہ حق سبحانہ تعالے خود حافظ و وکیل ہے جیسا چاہتا ہے ظہور میں لاتا ہے آپ نے فرمایا کہ اگر درویش سے محبت پیدا ہوگئی اور غیبت میں اوسکی صورت متخیلہ تجھکو

نصیب ہے۔ اور طریقہ رابطہ حاصل ہوگیا۔ تو ورزش طریقہ رابطہ اختیار کرے لیکن اسکا نہایت درجہ خیال رہے۔ کہ ایسے صاحب رابطہ کی طرف سے طالب کے دل میں کسی نوع کی کراہت نہ پڑے اور نیز ہمہ تن جز مراد پیر اپنے کوئی مراد باقی نہ رہے۔ اپنے مرادات کو درمیان سے بالکل اٹھا دینا چاہئے۔ مدار طریق ارتباط جانبین پر ہے۔ جو صورت کراہت کے پیدا ہوگی۔ در فیض بستہ ہو جاویگا نیز ہے اور درویش کے باطن کی مثال آئینہ اور آفتاب کی ہے جیسا کہ آئینہ آفتاب کے مقابل ہونے پر حرارت حاصل کرتا ہے اسی طرح بوقت ارتباط پیر باطن بھی بوجہ حرارت اندرونی گاہی حق حاصل کریگا اور حجابات اور نقوش وصور جل جائیں گے۔ اور درویش کی برزخیت سے توجہ اعلی پاتا ہے۔ اوس وقت آتش محبت کے شعلہ سے خرمن ہستی کا جلنا شروع ہو جاتا ہے۔ اوسوقت مثال طالب و درویش صاحب رابطہ کی اس طرح ہو جاتی ہے جیسے پنبہ منفوش و آئینہ آتشیں یہ طریقہ حقیقت میں طریقہ حضرت صدیق اکبرؓ کا ہے۔ اس لئے کہ آپ کو کمال محبت و نسبت حبی بحضرت خیر الانبیاء والمرسلین علیہ من الصلوٰۃ انمہا و اکملہا تھے۔ اور فرمایا کہ طریق خواجگان قدس اسرار ہم وار واھم کہ جو صدیق اکبرؓ سے منسوب ہے اسی حیثیت حبی سے ہے کس لئے کہ طریقہ ان حضرات کا حقیقت میں نگہداشت اس نسبت حبی کا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ معاملہ برزخ وحشر کیا خوب دوری و درازی کا ہے اوس۔ کے بعد آپ نے سکوت فرمایا اور بعد قدرے تامل فرمایا کہ کوئی سعادت اس کے برابر نہیں کہ جس کسی کو محبت بحضرت حق سبحانہ و تعالے ہو۔ اور دوام انس حاصل ہو جائے اوس کے واسطے انتظار کی ضرورت نہیں رہتی۔ سبحان اللہ آدمی خاص الخاص اخلاص و محبت کے لئے مامور ہے۔ اور خاصیت محبت سوختن غیر محبوب خود ہے۔ اسی خیال سے تکالیف شرعیہ اوس پر رکھے گئے ہیں۔ ؎

خلاف شریعت کسے رہ گزید ٭ کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید۔ انتھی کلامہ

چوبیسویں[۲۴] حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی خواجہ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ آپ خلیفہ حضرت خواجہ محمد باقی باللہ صاحبؒ کے ہیں آپ کا نام نامی احمد لقب بدر الدین کنیت ابو البرکات منصب خزینۃ الرحمت قیوم زمان مجدد الف ثانی المعروف امام ربانی محبوب صمدانی مذہب آپ کا حنفی طریقہ مجددیہ جامع کمالات جمیع طرق قادریہ سہروردیہ۔ کبرویہ۔ قلندریہ۔ مداریہ۔ نقشبندیہ چشتیہ

نظامیہ - صابریہ ہے - نظم

نسب تحریر کیا ہو اوس شہ گردوں مقامی کا — شرف خورشید پا سکتا نہیں جس کی غلامی کا
شہنشاہوں کے دل ہیبت سے جس کے ہو گئے پانی — وہی فاروق اعظم نام ہے جد گرامی کا

ولادت باسعادت اوس تاج الاولیا سلطان الاصفیا غوث المحققین قطب المدققین واقف اسرار متشابہات قرآنی ماہر رموز مقطعات فرقانی محبوب صمدانی قیوم زمانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ بتاریخ ۱۴ شوال روز جمعہ بوقت نصف شب ۹۷۱ھ میں بمقام سرہند ہوئے جس کا مفصل تذکرہ ترجمہ مکتوبات امام ربانی مطبوعہ لاہور میں مفصل درج ہے اتفاقاً آپ اکبر آباد عرف آگرہ میں تشریف لائے یہ مقام اوس وقت دار الخلافت تھا اس وجہ سے بڑے بڑے عالم رہتے تھے وہاں آپ کے علم کا نہایت چرچا ہوا اکثر لوگ مشتاق ہو کر حضرت کی ملاقات کو آتے فیضی و ابوالفضل بھی شہرت سن کر شوقمند ہوئے اور چاہا کہ اپنے مکان پر لے جائیں لیکن حضرت نے یہ امر منظور نہیں کیا۔ آخر کار وہ خود حاضر ہو کر نہایت اخلاص اور خصوصیت سے پیش آئے اور بتقریب دعوت حضرت کو اپنے مکان پر لے گئے اور کمال مہمان نوازی سے تین روز رکھا اس کے بعد اکثر آپس میں ملاقات ہوتی رہتی آخر میں حضرت اُن کی بے دینی سے ناخوش ہو گئے اور جانا چھوڑ دیا بلکہ ترک سلام کر دیا۔ پھر حضرت کے والد بزرگوار آگرہ تشریف لائے اور اپنے ہمراہ مکان پر واپس لائے اُس وقت اپنے والد بزرگوار سے نسبت خاندان چشتیہ و قادریہ حاصل کی حضرت مخدوم نے بوقت وصال آپ کو بلا کر خرقۂ خلافت چشتیہ جو کہ اُن کو شیخ عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے اور قادریہ حضرت شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ سے ملا تھا عطا کر کے قائمقام اور جانشین اپنا مقرر کیا۔ حضرت کو شوق زیارت بیت اللہ اور روضۂ مطہر رسول اکرم صلعم از حد تھا لیکن بوجہ رعایت خدمت والد بزرگوار تامل رہتا تھا۔ جب ۱۰۰۷ھ آپ کے والد ماجد کا اس جہان سے انتقال ہو گیا تو حضرت نہایت مشتاق زیارت حرمین شریفین ہو کر مکان سے بہ نیت کعبۃ اللہ شریف تشریف لے چلے۔ کعبۃ اللہ شریف جاتے ہوئے جب حضرت دہلی پہنچے تو مولانا حسن کشمیری سے کہ جو دوستان قدیم میں سے آپ کے تھے ملاقات کی اُنہوں نے حضرت خواجہ باقی باللہ نقشبندی رحمہ کے مناقب و مآثر بیان کئے چونکہ حضرت کو نسبت عالیہ نقشبندیہ کے حاصل

کرنے کا کمال شوق تھا بے اختیار ہو کر اُن کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت خواجہ بکمال شفقت و عنایت پیش آئے اور استفسار عزم کیا۔ حضرت نے ارادہ سے آگاہ کیا حضرت خواجہ نے فرمایا کہ اگر ایک ماہ یا ایک ہفتہ یہاں قیام کرو تو کیا مضائقہ ہے۔ حضرت نے قبول فرمایا اور ٹھیر گئے ابھی تین روز نہ گزرے تھے کہ حضرت کے دل میں داخل طریقت ہونے کا شوق پیدا ہو گیا بلکہ غالب ہوا اور اس امر کا اظہار حضرت خواجہ سے کیا۔ ہر چند حضرت خواجہ نہایت دیر آشنا تھے اور بعد استخارہ لیت و لعل بسیار تلقین طریقہ نہ فرمایا کرتے تھے۔ مگر حضرت کو بلا تامل خلوت میں طلب کر کے توجہ فرمانے لگے اور ہنگام تعلیم سلطان الذکر تعلیم فرمایا۔ جس سے آپ پر ابتدا میں انوار و تجلیات کا ظہور ابتدا ہی میں شروع ہو گیا۔ تعلیم میں جمعیت و التذاذ بخوبی پیدا ہو گیا۔ اور اُس کے بعد دن دونی اور رات چوگنی ترقی شروع ہو گئی۔ اور اسی تعلیم میں عروجات عالیہ و ارادات متعالیہ پیش ہوئیں کہ عقل و فکر سے باہر غرض کہ جو حالات اوروں کو سالہا سال میں پیش آتے ہیں حضرت کو آناً فاناً بہ سیر محبوبی و مرادی حاصل ہوئے۔ بارہا حضرت خواجہ نے فرمایا کہ یہ محبوب و مراد ہیں اور تھوڑی مدت میں حضرت خواجہ نے آپ سے فرمایا کہ ابتدائی تعلیم میں عموماً سلطان الذکر کا اجرا ہو جانا اور جذب پیدا ہو جانا ہمارے خواجہ کے انعامات و برکات میں سے ہے۔ ہر چند کہ پہلے سے یہ معمول تھا۔ مگر ابتدائی تعلیم میں اس قدر عموماً نہ ہوتا تھا۔ اور یہ اس وجہ سے حضرت خواجہ نے معمول رکھا تھا کہ اس وقت چونکہ طلباء حق کی ہمت بہ نسبت سابق کے بہت کم ہو گئی ہے۔ اس وجہ سے یہ بات اختیار کی گئی ہے تاکہ بلا مجاہدہ و مشقت اُن کو یہ بات حاصل ہو جائے کہ اُن کی برودت مبدل بحرارت ہو جائے۔

فرمایا کہ یہ لوگ ہوس ریاضت و مجاہدات رکھتے ہیں۔ حالانکہ کوئی ریاضت اتباع سنت و ملحوظ رعایت آداب شریعت کے برابر نہیں۔

خصوصاً ادائے نماز جس طرح شارع علیہم السلام نے فرمایا نہایت دشوار ہے حق سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے۔ "اِنَّہَا لَکَبِیْرَۃٌ اِلَّا عَلَی الْخَاشِعِیْنَ" فرمایا کہ حضرت خواجگان نے فرمایا ہے کہ ہماری نسبت سب نسبتوں سے فوق ہے وجہ اس کی یہ ہے کہ مطابقت سنت سنیہ و رعایت عزیمت میں سب سے پیش قدم ہیں۔ اس وجہ سے ان کی نسبت بھی سب طریقوں سے

فوق ہوئی۔ فرمایا کہ لوگ جانتے ہیں کہ ریاضت بھوک۔ اور روزہ رکھنے پہ منحصر ہے۔ اور یہ نہیں جانتے کہ توسط احوال کھانے اور پینے میں دوام صیام سے افضل ہے مثلاً کسی شخص کے سامنے طعام لذیذ رکھا ہے اور اس نے آدھی بھوک کھانا کھا کہ ہاتھ اٹھا لیا یہ مستحب ریاضت بہ نسبت اس کے کہ کسی طعام نادیدہ سے امساک کیا۔

پچیسویں ۲۵ حضرت خواجہ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ آپ خلیفہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی ہیں۔ آپ سید حسینی ہیں آپ کی خانقاہ میں ایک ہزار طلباء افغان دو وقتہ لنگر سے کھانا کھاتے تھے۔ آپ کے ساتھ جمعیت کثیر دیکھ کر شاہجہان بادشاہ کو خدشہ ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ ہماری سلطنت لے لیں جب آپ نے بادشاہ کی بدگمانی کو مفہوم فرمایا تب آپ مدینہ شریف تشریف لے گئے اور وہیں ارتحال فرمایا۔

آپ کا مزار مبارک قریب روضۂ حضرت امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضؓ کے ہے۔ یہ واقعہ بھی مشہور ہے کہ آپ جب سرکار مدینہ کے روضۂ مبارک پر پہنچے سرکار کے دونوں ہاتھ واسطے مصافحہ حضرت خواجہ آدم بنوری رح نکلے ہوئے تھے آپ کی تبعیت میں کل ہمراہیوں نے بھی مصافحہ سے شرف حاصل کیا (کذا فی المقامات)

ایک لاکھ مرید آپ کا تھا جس میں چالیس ہزار صاحب ارشاد تھے اور خاص الخاص ایک سو تھے (بنورؒ علاقہ سرہند میں ہے)

آپ ۱۰۵۲ھ میں لاہور تشریف لائے آپ کے ہمراہ مجمع کثیر افغانان وسادات ومشائخ عظام کا تھا۔ مولانا بدر الدین مصنف کتاب الحضرات فرماتے ہیں کہ حضرت آدم بنوریؒ باوصاف اتباع سنت و رافع بدعت موصوف بکمال استقامت شریعت و طریقت مشہور تھے۔ ہزاروں طالبان حق بتوجہ گرامی بکمالات ولایت پہنچے۔ آپ کا یہ واقعہ مشہور ہے کہ جس کسی کا آپ ہاتھ پکڑتے اور مصافحہ بیعت فرماتے اسی وقت اس کو مقام فنائے قلبی پر پہنچا دیتے۔ ایک دن آپ کے پاس ایک فاسق بارادۂ بیعت آیا آپ نے فرمایا کہ اول اپنے کو شریعت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے آراستہ کر اس کے بعد ہمارے پاس آ وہ شخص بیدل ہو کر چلا گیا آپ کو الہام ہوا کہ تم نے یہ کیا کیا ہمارے طالب کو محروم واپس کیا اور

تعلیم نہ کی آپ نے ایک شخص سے فرمایا کہ جلد اُس مرد کو لاؤ وہ شخص اُس مرد کے پاس بسرعت تمام گیا اور کہا کہ آؤ تم کو حضرت شیخ بلاتے ہیں۔ اُس مرد نے کہا کہ میں نہیں آتا۔ پھر دوسرے شخص کو بھیجا لیکن وہ شخص نہیں آیا۔ آخر الامر تیسرے شخص کو بھیجا اور اُس سے فرمایا کہ اُس کے کان میں میری طرف سے لفظ (تبارک اللہ کہو) وہ شخص دوڑ کر نزدیک اُس مرد کے پہنچا اور کہا کہ ذرا توقف کرو مجھے کچھ تم سے کہنا ہے۔ اُس مرد نے توقف کیا۔ اُس شخص نے اُس کے کان میں جو حضرت شیخ آدم نے فرمایا تھا لفظ (تبارک اللہ) کہا اُس مرد پر یہ پیغام سنتے ہی خرق وجبۂ ولایت نقشبندی حاصل ہو گئے۔

آپ جس کسی کو مرید کرتے اُسی وقت فنا قلبی تک پہنچا دیتے۔ آپ امی محض تھے۔ علم لدنی سے فائز تھے۔

۲۶ حضرت شیخ سعدی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ خلیفہ حضرت آدم بنوری رح کے ہیں۔ آپ کا مزار لاہور میں ہے آپ ولی مادرزاد تھے عہد خوردی میں آپ اپنے پیر کے سایہ عاطفت میں رہے آپ کی توجہ آسیب زدہ پر موثر ہوتی تھی جنات آپ کے نام سے بھاگتے تھے لاہور میں آپ کے مزار کو اس وقت تک کوئی نہ جانتا تھا کاشتکار اپنے کھلیان اور مویشی اپنے وہاں قرب وجوار میں باندھتے تھے اگرچہ اب ۱۹۳۱ء سے وہاں آبادی ہو گئی اور مکانات پختہ کہ جو کسی وقت میں قبرستان تھا تیار ہو گئے اور راستہ بھی روضۂ مبارک تک پہنچنے کا تنگ ہو گیا۔ جس وقت سے ہماری سرکار روحی وقلبی فداہ بطلب طالبان لاہور پہنچے اور وہاں آپ کے مریدان ومعتقدان کی کثیر تعداد ہوئی ایک روز بغرض تفریح اُس طرف گزر فرمایا تمام طلبا ساتھ تھے اس مزار پر طلبا کو بٹھایا اور کوائف سے اُن کو بطور باطن آگاہ کیا کہ یہ حضرت خواجہ آدم بنوری رح کے خلیفہ ہیں طلبائے سرکار از حد خورسند ہوئے اور وہاں وقتاً فوقتاً حاضری دینے لگے۔ اور احترام اُس جائے مزار کا جو ایک پیلوؤں کے چند درختوں کے درمیان ایک عمارت کھلی ہوئی بنی ہے کرنے لگے اور اُس کی صفائی وروشنی کا انتظام کر دیا گیا۔ اور وقت فرصت خصوصاً پنجشنبہ کو وہاں طالبان یعنی بابا الہ بخش مستری و بابو غلام رسول اور اُن کے کل بچے و بابو سراج الدین ومیاں مستری فضل الدین صاحب نظیر وغلام قادر فقیر و تمامی طالبین ذکر و

اناث بموجب دستور لاہور حاضری دیتے ہیں اور فائدہ ظاہری و باطنی سے مستفیض ہوتے ہیں
لاہور میں ہماری سرکار کے عقیدت کیش اکثر عورت و مرد اور چند لوگ نسبتِ آشنا اور اخلاص تام
رکھتے ہیں یوں اُس جگہ تعداد مریدین غیر متناہی ہے اور اکثر حضور پُر نور بہ وقت روانگی افغانستان
یاران طریقت لاہور کے پاس ضرور قیام فرماتے تھے چنانچہ یہی دستور العمل بموجب تقلید حضوری
صاحب سجادہ حضرت خواجہ محمد عثمان صاحب بھی اُسی طرح ایک ہفتہ دو ہفتہ بوقت روانگی
افغانستان بنا بر تشفی و تسکین یارانِ طریقت باسرار مزید قیام فرماتے ہیں۔ اور میاں محمد نظیر صاحب
کہ جو غلام رسول کے برادر ہیں اگرچہ تعلیم یافتہ حال اور وضع حال میں منہمک اور غرق ہیں مگر
اخلاص تمام رکھتے ہیں اس خاندان عالیہ کے شیدا و فریفتہ ہیں آپ کے والد بزرگوار کے بھی
اخلاص اور عقیدت حضوری میں سرگرم ہیں اور آپ کے جملہ صاحبزادگان اخلاص سے لبریز
ہیں جو خاصہ وہاں کی آب و ہوا کا ہے اگرچہ بظاہر وضعاً اتباع سُنت میں نہیں۔ طالبان حضوری
کی وہ یا دلی و مستعدی و اخلاص یکجا ن و زنان و مرد ان کا یہ حال ہے کہ ہر سال عرس سالانہ سرا حوض
شریف پر با خلاص تمام حاضری دیتے ہیں اور گنبد خضرای حضوری ان مخلصین کی سعی بلیغ کا
ثمرہ ہے چنانچہ چینگیری چوبی کہ جس میں بابا الہ بخش نے اپنی دستکاری کو ختم فرما دیا اور
قابل دید ہے اور مسہری اندرونی میں بھی آپ کی کاریگری کا نمایاں اثر ہے اور قبہ شریفہ کہ جو
نئی انداز کا تعمیر ہوا ہے۔ یعنی ٹائیلیں ملتانی منقش کہ جس میں اشعار حضوری و آیات و احادیث ثبت
ہیں قابل دید بے نظیر انہی لاہوری حضرات کی بلیغ کوششوں کا نتیجہ ہے بہر تقدیر سابقہ لوگوں میں
غلام رسول کے والد بزرگوار جو ہمارے حضور کی خدمت میں بوساطت مولوی محمد جان صاحب
وغیرہ کہ جو تکمیل تعلیم درسیات نظامیہ لاہور میں کر رہے تھے اور خاص عقیدت کیش اور طالب
سرکار تھے انہوں نے والد غلام رسول سے تذکرہ کیا کہ ایک بزرگ سنیلہ میں ہمارے پیر ہیں
اور کمالات حضوریہ کا اظہار کیا۔ اُن کو چونکہ ضرورت تھی کہ غلام رسول پر ایک جن مسلط تھا
اور کسی فقیر کو جہاں تک اُن کا امکان تھا کوشش کر کے مزارات وغیرہ پر بھی لے گئے اور افاقہ
نہ ہوتا تھا۔ جب سرکار نے افغانستان کا سفر کیا تو مولوی محمد جان صاحب کے اصرار سے
ایک دن کے لیئے لاہور میں اُتر گئے وہاں پہنچ کر والد غلام رسول صاحب نے اپنے بچے یعنی

بابو غلام رسول کو پیش کیا اور وہ بچہ اُسی وقت اچھا ہو گیا۔ تمام لوگ خاندان والی چونکہ بڑا کنبہ ہے اور معزز لوگوں میں قدیم باشندے اور رئیس لاہور ہیں اس نسبت عالیہ میں یکے بعد دیگرے داخل ہو گئے عجب عجب جان نثاری و جان سپاری ہیں کامل لوگ ہیں کہ اُن کے اخلاص اور محبت کو دیکھ کر ہر طالب خود بے چین ہوتا ہے اور اپنی محبت کو ہیچ میرزی و ہیچ مدانی پر تاسف کرتا ہے ہماری سرکار نے اُن کے اخلاص تام کی وجہ سے دعائے کثیر فرمائی الحمد للہ کہ سب کنبہ ببرکت حضوری خوشوقت و خوشحالی ہیں۔ اور صاحب سجادہ پر دل و جان سے مع زن و فرزند فدا ہیں۔ اللہ اُن کے اخلاص میں یوماً فیوماً ترقی کرے اور صاحب ایمان ہمیں حضوری رکھے اور صاحب ایمان اس دنیا سے ببرکت نسبت عالیہ و محبت خاندان علیہ لے جائے آمین

عرس مجدد الف ثانی جو سنت حضوری ہے اور سرکار ہمیشہ یاران طریقت کو اسی عرس کے لئے طلبی عام دیتے تھے لہذا وہی عرس آج بھی بجنسہٖ قائم ہے اور اُس میں سارے مستفیدین حاضر ہو کر زیارت سراحوض و صاحب سراحوض و فیوضات نماز حضوری و برکات نسبت بالنوری سے بہرہ اندوز ہو کر باآہ و نالۂ و فغان افتاں و خیزاں بے چین و بے آرام مفارقت حضوری سے۔ و مجلس مطمئنہ کے ترک سے مجبوراً ریل پر سوار ہوتے ہیں اور زبان حال سے بذوق و شوق کہتے ہوئے ؎

گماں مکن کہ بر فتیم و شوقت از دل رفت | بخاک پائے عزیزت کہ ہم چناں باقیست

وطن مالوف کو روانہ ہوتے ہیں۔

ستائیسویں[۲۷] حضرت خواجہ یحیٰی اٹکی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ خلیفہ حضرت سعدی لاہوری کے ہیں۔ آپ کا وطن اٹک ہے۔

اٹھائیسویں[۲۸] حضرت عبد الشکور نوشہری رحمۃ اللہ علیہ آپ خلیفہ حضرت شیخ یحیٰی رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں۔

انتیسویں[۲۹] حضرت محمد جی رحمۃ اللہ علیہ آپ خلیفہ حضرت شیخ عبد الشکور نوشہری کے ہیں۔

تیسویں[۳۰] حضرت خواجہ شیخ سعد اللہ کابلی رحمۃ اللہ علیہ آپ خلیفہ حضرت شیخ محمد جی رحمۃ اللہ کے ہیں۔

اکتیسویں ۳۱ حضرت عزیز احمد شاہ صاحب مندروری کابلی آپ خلیفہ حضرت شیخ سعد اللہ رح کابلی کے ہیں۔

بتیسویں ۳۲ حضرت سیدنا صوفی سید گل صاحب رحمۃ اللہ علیہ آندوری کابلی۔ آپ ہمارے حضور پُر نور انور اللہ مرقدہٗ کے مرشد ہیں۔ آپ ہیں جیسا کہ اس طریقہ عالیہ کا دستور ہے۔ خلائق سے اپنے کو پوشیدہ رکھنا اپنا نصب العین جانتے تھے۔ سوائے چند خاص طالبین کے آپ کی شہرت اُس دیار میں نہیں ہوئی آپ کا ذریعہ معاش پیشہ کلالی یعنی کاسہ گری تھا کہ جس کو آپ تیار کر کے گرد و نواح کے بازاروں میں ظروف گلی اپنے گدھوں پر لاد کر لیجاتے تھے جس سے آپ پر کوئی گمان صاحب نسبت ہونے کا نہ کرتا تھا خاص خاص لوگ جانتے تھے آپ کا گذر اکثر توکل پر تھا حضور فرماتے تھے مکان کے کونے میں شفتالو رکھے رہتے تھے بوقت اشتہا اوسی پر اکتفا کرتے۔

غلام حیدر خان امیر عبد الرحمٰن خاں صاحب امیر کابل کے جرنیل حضرت صوفی صاحب رح کے خاص مرید تھے جرنیل صاحب نے ایک بار صوفی صاحب رح سے فرمایا کہ آپ برتن بنانا چھوڑ دیں میں آپ کو پچیس روپیہ ماہوار دیا کروں گا کیونکہ آپ ضعیف ہو گئے ہیں۔ لیکن صوفی صاحب رح نے انکار کردیا اور لوگ کابل و اطراف کابل کے آپ کی خدمت میں بغرض خود آتے اور یقین اس بات کا رکھتے کہ حضرت صاحب موصوف کو سلب امراض میں کمال حاصل ہے بالخصوص جانوروں کے۔ چنانچہ کسی کے کہیں درد ہوا یا کوئی جانور لنگ کرنے لگا تو صوفی صاحب رح کے پاس آتے اور آپ صرف اُس پر دست مبارک پھیر دیتے اور وہ اچھا ہو جاتا۔ اس امر میں اُس طرف آپ کی شہرت تھی تعلیم نسبت کے لیے کوئی شخص حضور کے پاس نہیں آتا تھا کیونکہ کابل میں ہر زمانہ میں خصوصًا امیر صاحب کے وقت میں سیکڑوں صوفیوں کی جاگیریں مقرر تھیں اور مشہور تھے صوفی صاحب جیسے کمہار کے پیشہ کی وجہ سے کون پوچھتا اور کس کو گمان ہوتا کہ صاحب نسبت ہیں۔

ایک روز امیر عبد الرحمٰن خاں صاحب کہ جو نہایت باوصاف اوقات امیر تھے بعد تہجد آپ نے ایک نور دیکھا کہ جو آسمان سے زمین تک پھیلا ہوا ہے اور انوار کی آمد رفت تا سحر

قائم رہی اور شہر سے باہر وہ نور آپ کو دکھائی دیا صبح کو تمام بڑے صوفی نمک خواران امیر کو اطلاع ہوئی حسب معمول حاضر ہوئے۔ امیر صاحب نے کسی کی پیشانی میں ویسے نور کی ضیا نہیں پائی اگرچہ ہر ایک صوفی بزعم خود اپنے خیال میں تھا کہ میری کیفیت غالباً ہوگی۔ امیر نے کچھ توجہ نہ فرمائی۔ بعد وصال حضرت صوفی صاحب امیر صاحب کو پتہ چلا بذریعہ غلام حیدر خان بہت افسوس فرمایا۔ کہ تم نے ہم کو اطلاع نہ دی آپ نے یہ شعر پڑھا۔

گوشت از بار دُر گراں شدہ است نشنود نالۂ و فغان مرا

ہزارہا صوفی جناب کے خوان نعمت پر نمک خوار ہیں یہ دولت خاک نشینان بادیۂ عزلت کو نصیب ہے۔ آپکے وصال کا سبب ظاہری یہ ہوا کہ ایک مرتبہ عبدالرحمٰن خان طالب ہرات نے آپ کو طلب کیا مع اہل وعیال آپ تشریف لے گئے اور بوقت واپسی راستہ میں ملک ہزارا کے لوگوں نے آپ کو نہایت بیرحمی سے شہید کیا۔ جب غلام حیدر خان کو خبر ہوئی تو امیر عبدالرحمٰن صاحب سے واقعات بیان کئے اور امیر صاحب کے حکم سے ہزارے والوں پر چڑھائی کردی اور ملک ہزارا فتح کر لیا چونکہ وہاں عموماً قوم متشیع آباد تھی اور اُن کو اہل اللہ سے نفرت تھی کچھ یہ بھی وجہ ہوئی اور کئی وجوہ جو غلام حیدر کی عداوت سے بھی ملحق ہیں اس واقعہ کا سبب پڑی۔ المختصر ایک ہفتہ کی نہلت ساکنان ہزارہ کو دے کر ہلاک کردیا اُس ہفتہ میں کچھ لوگ ایران چلے گئے اور کچھ ملتان چلے آئے اور کچھ لاہور اور بقیہ فنا کر دیئے گئے۔

گر صد کفنم بود ز اطلس بے خلعتِ حضرتِ تو عورم من ہدہد تو تو ام سلیماں بکدم نگزارے حضورم زود آ کہ بانتظار تو ایم شاد آ کہ رسولِ لامکانی اللھم صل وسلم علی سیدنا ومولانا محمد وعلی آل سیدنا ومولانا محمد کما تحب وترضے یاں تصلی علیہ سایۂ یار بہ کہ ذکر خدا ایں چنیں گفتہ اند صدر کبار خار بیگانہ را تو کیسو کن خار گل راجائے گل مپندار عشق کار نازکان ونرم نیست۔ عشق کار پہلوان است اے پسر۔ اے خیالت در دل من ہر سحور خوش خراماں ہمچو مہر یک پارہ نور نقش چونت در میانِ جان ما سوز و سودا افگند انگہ چہ سودا اے تو پاک از نقشہا در روئے دو ہزرماں یوسف رخے تو در صدور آتشے کردی و گوئی صبر کن من ندانم صبر کردن در تنور

ابیات و سلام مصنفہ مولانا الحاج مولوی حاجی محمد مہر داد صاحب چشتی کیپی علاقہ ٹانک ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خاں مرحوم
خلیفہ حضور پر نور نور اللہ مرقدہٗ

از ناقصاں جہاں پُر ناید ز ناقصاں دُر   دارد نگار ما دُر اے طالباں بیائید

سلام

اے حضور پیشوائے ما سلام   رحمتِ حق بر تو بادا صبح و شام   السلام اے صاحب حلم وحیا
السلام اے منبعِ جود و سخا   السلام اے سالکِ راہِ ہدے   السلام اے مالکِ ملک بقا
السلام اے قبلۂ ما السلام   السلام اے کعبۂ ما السلام   السلام اے صوفی صاحب کمال
از ہمہ خوباں توئی برتر جمال   السلام اے جد عرفان ورفیق   السلام اے اب عثمان وصدیق
السلام اے شاخے از گلشن نبی   السلام اے سید آلِ نبی   من شوم قربان بر اقدام تو
نیز بر اقدام فرزندان تو   من بنازم بر مہربانی تو   تو مرا نی از درِ خود کو بکو
من ندانم بل ندیدم در دگر   فی سبیل اللہ بکن بر من نظر   من سگم درگہ مرا خوشی غرور
ہست مارا از دگر درہا نفور   السلام اے پیشوائے عارفاں   السلام اے رہنمائے سالکاں
السلام اے قبلۂ ارباب دین   السلام اے ہادیٔ حق الیقین   السلام اے درد دلہارا دوا
السلام اے زخم دلہارا شفا   السلام اے طالباں را دستگیر   السلام اے مرشدِ روشن ضمیر
می تپم در ہجر اے محبوب من   ماسوائے خلق تو مرغوب من   التجا دارم ز تو اے پیشوا
بر مرادِ خود رسد ایں بے نوا   ہجر آسا وصل کن للہ عطا   سوزِ دل راکن فزوں اے شہ مرا
دردِ دل خواہیم اے مولائے ما   کن فزوں نورِ دروں آقائے ما   از ظلالِ مرشدِ قلب سلیم
از خدا خواہیم راہِ مستقیم   نیستی ہستی نماند در خیال   ایں حسینی فانی توکن اے ذوالجلال
من نباشم تو بمانی در نہاں   من شوم گم تو بمانی در عیاں   سوزِ دل پنہاں بماند اے خدا
راز حق در دل بماند اے خدا

مناجات

شاہا معین تو ہے میرا میں تیرا گدا   اسباب علتوں کے ہجوموں سے کر جدا
گم کردہ راہ ہوں تو میرا دستگیر ہو   آوارہ وطن کا تو ہی ہمسفیر ہو

یہ دیوانگی یہ مجنونانہ بڑھ بے سرو پیر کی مانگتا ہوں ہر چند طبع کو قابو میں لانے کی فکر کرتا ہوں
جنون میں ترقی پاتا ہوں کسی محبوب دلربا کی یاد یا کسی ہوشربا معشوق کے وعدہ وصل کا انتظار ہے
یا ذکر حبیب بہ از وصل حبیب کا خیال ہے۔ آج ذکر خیر سیدنا و مرشدنا ملجانا و ماوانا غریب نواز
مطلوبنا و مقصودنا سرکارنا مدار مظہر آیات پروردگار شمع جمال نبوی حضرت شاہ سید حافظ
وزیر علی شاہ صاحب نقشبندی بنوری سندیلوی قدس اللہ ارواحہم حوالۂ قلم کرتا ہوں۔
گو مجھ ناکارہ و ہیچ مدان کو کیا لیاقت ہے کہ اُس گوہر یکتائے زمانہ کے مایۂ اوصاف مشتریان
صاحب بصارت کے روبرو پیش کر سکوں۔ ہاں جوہر شناس خود ہی قدر دُرِّ گرانمایہ کی جان
سکتے ہیں کہ جنہوں نے صدہا میل کی مسافت طے کر کے اُس بحر زخار کے انوار سے فیضیاب
ہو چکے ہیں جس طرح یوسف علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خریداروں میں ایک پیرزال تھی۔
میں بھی محبت کے جوش میں جو کچھ کہوں میری بساط کے موافق ہی ہو گا۔ اُس سے کہیں زیادہ اعلیٰ و
ارفع پایہ اُس بحر شناور عرفاں کا ہے۔ ولولۂ شوق چاہتا ہے کہ خانۂ دل میں محبوب رعنا کا
نظارہ پیش نظر رکھوں۔ تصویر جاناں سے ہمکلام رہوں ناز معشوقانہ و کرشمۂ حسن کی دلفریبیاں
کب فرصت دیتی ہیں خال و خط ظاہری کا نقشہ کھینچوں ؎

دَر دیدہ فگندی مَن از ناز نگاہے — قربان نگاہے تو شوم باز نگاہے

غزل

آشفتہ می سازد مرا زلفِ سمن بوے کسے — خاموش می دارد مرا لعلِ سخن گوے کسے
گرد سرِ بوے مرا از شوق بوسم چوں صبا — ہر صبحدم روے کسے ہر شام گیسوے کسے
از لطفِ تو چوں جاں شدم وز خویشتن عریاں شدم — از ہستِ خود پنہاں شدم در مستیٔ پنہاں کسے
زاہد مقیمِ جنت و من ساکنِ کوے کسے — عابد بخواند مصحفے من بیتِ ابروے کسے

میری یہ روش گو گستاخانہ اور اُس محبوب بارگاہ الٰہی کے شایاں نہیں ہے ورنہ جو کچھ دیوانہ وار اظہار
جوش کیا جاوے مجبور و معذور ہوں۔ چونکہ کسی کے حکم کی تعمیل کرنا بھی داخل ادب ہے کہ آپ
کے حالات بابرکات بطریق سوانح اپنے برادران و مشتاقان دیدار ادائے حضوری پر
ضیا بخش ہوں سپرد قلم کردں۔

ہمارے حضور پرنور قدس سرہٗ گو نسبت نقشبندیہ کے کامل فرد تھے، لیکن مزاج میں نسبت قلندریہ کا بھی بعض وقت جوش ہوتا تھا جو آپ کے آبائی وخاندانی نسبت کا اثر تھا کیونکہ نسبتِ قادریہ چشتیہ و قلندریہ میں بزرگ حضرات آپ کے خاندان میں نہایت کامل گزرے ہیں چنانچہ حضرت بسم اللہ شاہ صاحب و حضرت فزل میاں صاحب قدس سرہٗ قادریہ و چشتیہ ہیں ان کے جدِ اعلیٰ میں شاہ مدثر میاں صاحب علیہ الرحمۃ و حضرت قل ہو اللہ شاہ صاحب قدس سرہم یکے بعد دیگرے جانشین و صاحب سجادہ علیہ ہوئے بسم اللہ شاہ صاحب کے بعد سے نسبت قلندریہ بھی آگئی حضور کے والد بزرگوار حضرت عنایت علی شاہ صاحب نسبت چشتیہ رکھتے تھے ہمارے حضور سرکار گنجینۂ معرفت کی ولادت باسعادت ۱۸۔ ذی الحج یوم پنجشنبہ بوقت صبح آٹھ بجے ۱۲۴۶ھ میں بمقام سندیلہ ہوئی۔ یہ ایک تحریر جو صاحب سجادہ مدظلہ نے پیش کی اس سے دریافت ہوا۔ آپ حافظ کلام پاک ربانی تھے۔ فارسی میں استعداد کامل تھی آپ کی تحریرات آئندہ کسی موقعہ پر درج ہوں گی حضرت امام ربانی مجدد صاحب علیہ الرحمۃ سے بالکل ملتی جلتی ہوتی تھی عربی میں گو پوری دستگاہ نہ تھی لیکن آیات قرآنی کے مطالب و معنی نہایت خوبی اور واضح طور سے روبروئے علما بیان فرماتے تھے نماز میں آیات ترغیب و ترہیب کے پڑھنے سے معلوم ہوتا تھا کہ آپ پر کبھی ضعف طاری ہو گیا ایسا ہی آیات ترغیب سے بھی وہ اثر جو اس کے لیئے ہے طاری ہو جاتا تھا کہ اُس کیفیت کا اثر معتقدیوں پر بھی ہوتا تھا جو آپ کے خاص طالب اور آشنائے نسبت ہوتے تھے اُن پر رقت اور آثار مختلفہ مرتب ہوتے تھے غرض کہ جب تحصیلِ علوم سے فارغ ہوئے آپ کو اتفاق ملازمت سرکار کا پڑا قریب دس سال ملازمت کرتے رہے لیکن یہ زمانہ آپ کا بھی نہایت بے چینی اور طلب حق میں بحالت اضطراب گزرا آپ فرماتے تھے کہ ملازمت کی حالت میں بھی فقرا سے محبت اور ملنے کا شوق تھا اکثر درویشوں کی خدمت میں حاضری کا موقعہ ملا اور اُن سے بجستجوئے حق ملتا رہا اور بہت جگہ مرید بھی ہوا بزرگواران چشتیہ و قادریہ و نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہم جس نے جو کچھ تعلیم دی کرتا بھی رہا اور اثر بھی اس کا فی الجملہ ہوتا تھا مگر دل مطمئن نہ ہوتا تھا حال قال بھی مجلس سماع میں آتا تھا جب میری تسکین ان باتوں سے نہ ہوئی اور بے چینی طلب حق کی بڑھتی گئی اسی

تلاش میں سرگرداں اور پریشان تھا اور بہ منت دعا نیم شبی و دعا سحری میں جناب حق سے صراط مستقیم کا طالب تھا کہ مجیب الدعوات و مسبب الاسباب نے قدرتی سامان کیا کہ ایک شب بمقام جبل پور بحالت ملازمت تحصیلداری اسی پریشانی و بیقراری میں بارگاہ حق میں نہایت الحاح وزاری و تضرع کرتا رہا اور روتے روتے سوگیا خواب میں حضرت صوفی صاحب رحم تشریف لائے اور فرمایا کہ اگر تجھے صراط مستقیم کی تلاش ہے۔ تو میرے پاس چلا آ یہ جملہ فارسی کا تھا میں بیدار ہوگیا۔ سرکار ہمارے فرماتے ہیں کہ میں نے صوفی صاحبؒ کے لباس اور ہیئت سے قیاس کیا کہ یہ صاحب کابلی ہیں میں نے ملازمت ترک کردی اور سیدھا کابل کی طرف روانہ ہوا۔ پشاور تک ریل پر گیا آگے پیدل چلنا پڑا چونکہ پہاڑ اور پہاڑیوں کی وجہ سے مجھے سخت تکلیف کا سامنا ہوا بوجہ شوق کامل سب کچھ برداشت کرتا ہوا ایک پہاڑ کے غار میں فقیر مولوی عبدالکریم شاہ صاحب جو چند سالوں سے وہاں رہتے تھے اور بڑا خوفناک مقام تھا کچھ دنوں اُن کی خدمت میں رہا اور ایک مزار جو وہاں تھا اُن کے حکم سے میں وہاں ایک شب بیٹھا یہ مقام قبرستان اور نہایت خوفناک جگہ تھی تمام رات تلاوت کلام پاک حسب ارشاد شاہ صاحب موصوف کرتا رہا وہاں مجھ پر ایک واقعہ گزرا جس کی اطلاع صبح کو میں نے مولوی عبدالکریم صاحب سے کی وہ واقعہ یہ ہے کہ بحالت تلاوت قرآن مجید آدھی رات گزرنے پر دو شخص اپنے سروں پر تانبہ کی دیگیں رکھے ہوئے اُس قبرستان میں آئے اور اُن دیگوں کو پانی سے بھرا تھوڑی دیر میں ایک گیسو دراز رنگیں لباس میں تشریف لائے اور اُن دیگوں میں سُرخ رنگ ڈال کر ایک مکلف فرش سفید جو زمین پر بچھا تھا اُس پر بیٹھ گئے اُس کے بعد چند لوگ جن کے آگے ایک بڑے قد آور جوان تھے اُن کے پیچھے بہت سے لوگ کہ جو کل ایک ہی لباس میں تھے اُس فرش پر حسب مراتب بیٹھ گئے اور محفل سماع منعقد ہوئی جا قوال سے مجلس گرم رہی بعد فراغ سماع اُن حضرات نے ایک دوسرے پر رنگ ڈالنا شروع کیا ایک شخص نے لوٹے میں رنگ لے کر میرے اوپر ڈالنا چاہا چونکہ میں اُس مجلس سے علیحدہ قبر پر بیٹھا ہوا تھا بحین توجہ اُس شخص کے ایک بزرگ نے اُس کو مجھ پر رنگ ڈالنے منع کیا کہ خبردار یہ حافظ ہے اس کا ادب کرو۔ جب مولوی عبدالکریم نے یہ واقعہ سنا

[رو]یات میں دیکھا تھا۔ فرمایا۔ کہ جناب حافظ صاحب آپ کو کسی مقام سے بہت بڑی نعمت ملنے والی ہے یہاں سے آپ کا حصہ نہیں ہے یہ کہہ کر مجھ کو رخصت کر دیا پھر میں کابل کی طرف چلا کچھ وقت مجھے تلاش میں گزرا کابل و نواح کابل میں جس کو لباس صوفیت میں پایا سرگردان تلاش صوفی صاحب میں رہا یہاں تک کہ ناکام و مایوس اُس دلبر رعنا کی یاد میں ایک دیہات کی مسجد میں مایوس وحیران بیٹھا تھا اس خیال میں کہ ؎

ہمچو مجنوں ساختم نے خانہ در راہِ امید   کہ گہے ساز دگزر آں یوسف کنعان ما

اُسی دن عصر کے وقت ایک شخص حضرت صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا فرستادہ گھوڑی لئے ہوئے مسجد کے دروازہ پر آیا اور آواز دی کہ کوئی ہندوستانی مسجد میں ہے اُس کے یہ الفاظ سنتے ہی میں باہر نکلا اور پیغام حیات بخش سُن کر گھوڑی پر سوار ہوا۔ اُس جگہ سے حضرت صوفی صاحب رح کا موضع المسمی بہ پنج نوت تخمیناً دو کوس تھا ؎

نمی گویم کہ در حشمت عزیزم "در کنیزانِ ترا کمتر کنیزم فہ   چہ باشد گر کنیزے را نوازی" ز بندِ محنتش آزاد سازی

الغرض کششِ جنبی وطلب صراطِ مستقیمی نے اُس تاجدار مخزن کمالات ولایت و نبوت کے چہرۂ انور کی زیارت سے ایک کوردہ ہندوستانی کے گوشہ عزلت میں رہنے والے کو مشرف و معزز و متحر بعد کشاکش بسیار والتہاب نائرۂ الفت سے بے چینی کی سخت سے سخت گھاٹیاں اور مشکلات رنج و تعب کے طے کرنے کے بعد جو محض موہبت اور فضل ربی کے سوا اور کچھ کہا نہیں جا سکتا اُس گنج مقصود حقیقت و معرفت تک پہنچایا (و للارض من کاس الکرام نصیب) صوفی صاحب رح کو اُسی شکل میں پایا جو کہ جبلپور میں عالم رویا میں دیکھی تھی۔ آپ نے بوجہ سرگرم طلب حق و طے سفر دور و دراز میری بہت خاطر مدارات کی اور ہمیشہ تا قیام ملحوظ فرماتے رہے۔ اور تیسرے دن کار نسبت تعلیم فرمایا۔

اسی ابتدائی تعلیم میں چند روز کے بعد مجھے حکم دیا کہ حضرت لمک علیہ السلام کے مزار پر جا بیٹھو چنانچہ تین روز میں وہاں رہا خور و نوش نہ کیا تھا چونکہ دستیاب ہی نہ ہوا تیسرے دن حضرت صوفی صاحب رح بنا بر خبر گیری فقیر پہنچے اور موجب دستور کابل کچھ روٹی خشک آپ کے ساتھ تھی وہ مجھ کو کھلائی اور مجاوروں پر بظاہر غصہ ہوئے۔ کیونکہ مقصود صرف وہاں بھیجنے کا یہی تھا کہ فاقہ سے اس کام میں مُعوت بہت ہوگی ؛ خلاصہ یہ کہ تمامی مقامات جو علم باطن میں اس کام کے متعلق تھے ڈھائی مہینہ میں طے کرا کر خلوت گزینی میں سرگرم رکھا اور فائز المرام کر کے بجبر و تشدد ان الفاظ سے رخصت وطن مالوف فرمایا:۔

(بر و در زن و بچہ خود بگیر خدا الطلب و اخلاص مخفعہ تو ترا محض بفضل نسبت صدیقیہ عطا کرد زود برو ورنہ ایں کابلیان اگر ترا شناسند بکشند)

فقیر نے عرض کیا کہ حضور کے گدھے کی لید کو اٹھانا اور آپ کے بچوں کی خدمت اپنے سر کا تاج سمجھتا ہوں براہ خدا غلامی میں رہنے دیجئے مگر ساعت نہ ہوئی۔ اور میرا اصلی مقصود یعنی تکمیل مقام صدیقیہ کا بظاہر یہ سبب ہوا کہ میں بیمار ہو گیا اور مجھے اس قدر کثرت سے دست آئے کہ تین روز بے ہوش پڑا رہا اور اُسی بدحواسی کی حالت میں کہ ایک کھیت میں پڑا ہوا تھا اور صوفی صاحب کچھ فاصلہ پر مجھ سے بیٹھے ہوئے تھے میں کام میں مستغرق تھا اسی حالت بے ہوشی میں جب ایک کیفیت مجھ پر گزری کہ جس کے اظہار کی مجھے اجازت نہ تھی۔ فرمایا کہ مبارک ہو اور دو رکعت نماز شکرانہ ادا کرو یہ حالت دائمی رہے گی اور اس کی شاخیں ترقی کرتی رہیں گی۔

جب صوفی صاحب نے رخصت کیا راستہ میں کچھ روز سرہند شریف امام ربانی صاحب کے مزار پر کہ جو اس نسبت عالیہ کے امام الطریق ہیں۔ مزار شریف پر ان کے کوائف باطنی و شئے حاصلہ کے مشق و التذاذ و حلاوت حضوری میں معروف رہا اس کے بعد اُس نواح میں چند اہل اللہ کے مزارات جو کہ براتش کے نام سے مشہور ہیں (اور جن کی بابت حضرت صوفی صاحب رح سے فقیر کو حکم ہوا تھا کہ وہاں ضرور جانا) گیا۔ اور چند دن وہاں قیام کر کے وطن مالوف خود پہنچا۔

چونکہ مکان میں انعکاس غیر سے تکلیف ہوتی تھی میں نے مسجد میں رہنا اختیار کیا اور اپنے مالک پر توکل کر کے بیٹھ گیا جو مسجد کہ قریب مکان قدیمہ محلہ منڈی میں واقعہ ہے یہ واقعات متذکرہ حضور اقدس روحی فداہ کے ابتدائے تشریف آوری کابل کے ہیں جو آپ سے وقتاً فوقتاً اکثر سنے گئے اور جس کو مولوی مقیم الدین صاحب نے بھی فیضان حضوری میں کچھ تحریر فرمائے ہیں درج کتاب ہذا ہوئے اس مسجد سے بوجوہ اٹھنے کے بعد آپ نے اپنی آبا و اجداد کی جگہ کہ جو بکثرت بسم اللہ شاہ کے نام سے موسوم ہے قیام فرمایا اور وہاں خام مکان چاہ پختہ اور درخت انبہ بنا بر دلچسپی خود نصب کئے وہاں سے بھی کئی سال قیام کے بعد بوجہ اختلاف اعزا خود بوالد بزرگوار خود ترک اقامت کیا اس سے پہلے ایک دوسری مسجد میں جو متصل قصبہ تھی دو تین سال قیام کیا تھا کہ جو مسجد قیسر کے نام سے مشہور ہے پچھے چلے گئے اور مسجد میں رہنا پسند نہ کیا بلکہ سے اٹھ کر پانچ چار سال تک دہلی و آگرہ و مراد آباد و لاہور وغیرہ میں اشاعت نسبت میں سرگرم رہے چونکہ حب الوطن جزو من الایمان بعد سفر پھر وطن مالوف تشریف لائے چونکہ لوگوں کے اختلاط سے طبیعت مکدر ہوتی تھی اور چند طبائع قصبہ کہ جن میں فطری مادہ حسد موجود تھا مخالفت حضوری پر سرگرم ہوئے حضور نے سفر مدتہائے دراز تک کرنے کے بعد واپسی پر سر احوض نامی ایک ٹیلہ بالکل ناہموار سابق میں جو جگہ کنارے تالاب کے تھی سکونت فرمائی اور ایک چھپر ڈال کر قیام فرمایا بعد چند روز کے جس صاحب کی وہ زمین تھی بدعا و برکت حضوری ایک مقدمہ میں اُن کو کامیابی ہوئی اور اس کے صلہ میں اس دو بیگہ اراضی کا بیعنامہ حضور کے نام کرنا چاہا حضور نے اپنے توکل میں کونا ہرج دیکھتے ہوئے اپنے تینوں بچوں کے نام یعنی محمد عثمان و محمد صدیق و محمد عمر ۱۸۹۲ء میں کہ ہنوز صاحبزادگان نابالغان تھے کرا دیا اس کے بعد ایک مدت تک پھر سفر کیا اشاعت نسبت فرما جب پھر واپس تشریف لائے اسی مقام مذکور پر ایک کوٹھڑی خام و ایک چھپر ڈالا گیا تھا اور بعد چلے جانے حضور کے بوجہ بارش کثیر و عدم قیام کسی شخص کے وہ جگہ ویران و منہدم ہو جایا کرتی تھی متعدد مرتبہ کرنے اور بنیا مکان خام گرنے سے رفتہ رفتہ مکان بجوار سر احوض بہت بلند ہو گیا وہی مقام آج ایک پُر فضا باغ اور عالیشان کوٹھی اور چاہ پختہ سے دیکھا جاتا ہے اور جانب جنوب میں مکان کے ایک عالیشان قبہ حضر یعنی وہ ہستی کہ جس کے حالات لکھنے کے لئے قلم فرسا ہوں بنا ہے جس زمین پر ہزار ہا روپیہ ہمواری سطح میں صرف کیا گیا اس عاجز کو بھی شرف غلامی اسی متقدس مقام پر حاصل ہوا اس وقت حضور اقدس کی خدمت میں مولوی مقیم الدین و مولوی تاج الدین صاحب و مولوی رحمت اللہ صاحب جن میں سے اب کوئی بقید حیات نہیں ہیں اللہ اُن کو اپنے جوار رحمت میں داخل فرمائے مولوی عبد الجلیل صاحب ساکن سندیلہ بھی متقدین متقدمین سابقون الاولون حضوری ہیں ان میں سب صاحبان علم اور اخلاص و توجہ تام کے خاص نمونہ تھے اور طالبین جدید کے لئے حجت بالغہ جن کے حالات انشاء اللہ آگے کے صفحات پر درج کئے جائیں گے غرض کہ ابتدائی زمانہ کابل سے واپسی کا بھی عجیب پُر لطف زمانہ تھا حضور اقدس نے ایک کتاب شرائط پیری مریدی لکھی جس میں خاص طالبان کو جو اس نسبت سے مستفید ہونے یا ہونا چاہتے اُن کے واسطے ہدایات تھیں چونکہ روحی مسئلہ سماع کے متعلق و نیز مولود خوانی بطرز راگنی و راگ تعزیہ داری و رسمی پیری مریدی جیسا کہ فی زمانہ عادت ہو گئی ہے بحوالہ آیات و حدیث و مطابق آرا مذہب اہل سنت و جماعت ممانعت بیان فرمائی تھی جو سراسر خلاف احکام شریعت مصطفوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام بحوالہ رقعہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ لکھا چونکہ کتاب ہذا صاحبان سندیلہ کے طرز عمل کے متضاد و مخالف تھی بہت شور و غوغا مولود خوانان رسمی و قوالان وغیرہ اور تمام مخلوقات میں رکھا اور باب کج فہمی و ملامت صادقین کا دلخراش کان دوز کھل گیا اور تعصبات نے کمال غلو کیا

چنانچہ مولوی محمد رضا صاحب درگاہی مولود خوان مخدوم زادہ درگاہ شریف کو سب سے زیادہ اعتراض و رش کتاب پر ہوا ہماری سرکار نے اُن کے اعتراض کا جواب نہایت مدلل و مبرہن

دیا۔ وہ چونکہ معمولی قابلیت کے آدمی تھے خاموش ہو کر بیٹھ رہے اور یہ تحریری مکالمہ تھا میری مختلف جگہ کے تبادلۂ ملازمت میں وہ پرچہ تلف ہو گئے۔ اور اسی مبحث پر مولوی محمد رضا صاحب اور ہمارے صاحب سجادہ سے خیرآباد میں روبروئے حکیم مشرف حسین صاحب مرحوم مکالمہ ہوا تھا وہاں بھی بہ معاونت حکیم مشرف حسین صاحب مرحوم مولوی محمد رضا موصوف کو بجز سکوت کچھ نہ بنا۔

مولوی احمد رضا مرحوم نے بھی لفظ القا پر بذریعہ تحریر اس طرح اعتراض کیا کہ اہالیان سندیلہ آپ کی کتاب دیکھ کر سخت معترض ہیں اُن کو بھی حضور نے مع حوالۂ کتب جواب تسکین بخش دیا۔ چونکہ صاحب موصوف ہمارے حضور سے حسن ظن رکھتے تھے اُس وقت بھی باوجود مخالفت عامہ اشاعت میں اس نسبت عالیہ کے آپ سرگرم اور کوشاں رہے۔ کسی معترض و حاسد کے حاسدانہ اعتراض و برتاؤ پر توجہ نہ کی اور کچھ اثر نہ لیتے تھے اور نہایت مستقل اور ثابت قدم اپنے مالک کے توکل پہ جمے رہے کچھ عرصہ کے بعد اہل غرض باشندگان سندیلہ آنے لگے۔ ہماری سرکار بھی جو جس خیال کو لے کر آتا اُس کی ویسی ہی خدمت حسب استطاعت خود انجام دے کر رخصت فرماتے اکثر پُر جوش لہجہ میں فرماتے۔ گوہرے دارم و صاحب نظرے می جویم۔ لیکن اس مذاق کے طبائع آج کل کہاں اور اس گوہر نایاب عنقا صفت کے طالب کہاں جو آتا اپنی اغراض دنیوی لے کر آتا اور حضور کا وقت ضائع کرتا۔ حضور کو اُس وقت اپنے پیر کی جدائی کا صدمہ و قلق بدرجۂ غایت تھا۔ چنانچہ جو خط حضور نے حضرت صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو تحریر فرمایا ہے درج کیا جاتا ہے۔ جو طالبان حضور کے لیئے باعث ہدایت و ازدیاد محبت ہوگا کہ مرید کو پیر کے ساتھ ایسی محبت ہونا چاہیئے۔

نقل خط بنام صوفی صاحب رح

پیشوائے عارفاں و مقتدائے رہنماء ناپاکاں حضرت صوفی صاحب مدظلہ العالی

بعد از تمناء قدمبوسی و شوق و ذوق و زیارت صورت حضوری دست بستہ گزارش و التماس اینکہ ازاں وقت کہ از تو رسیدہ ام آنچہ از مفارقت تو بمن گزشت شمہ ازاں بیان کردن نمی توانم۔ و بارہا خواستم کہ خود را بتو رسانم مگر از آب و خورش و نیز مشیئت ایزدی محروم و ناکام ماندم۔

شومی طالع نارسایم و بدبختی نصیب بدسگالم چناں کرد کہ از تو دور ماندم ۔ خیر مرضی خدا ۔ ایدون
برائے خدا با ما لبساز کہ مسبب الاسباب سببے سازد کہ مرا بتو رساند ۔ یک کس مولوی تاج الدین صاحب
ویک مولوی مقیم الدین صاحب ویک مولوی رحمۃ اللہ خاں صاحب ویک مولوی عبد الجلیل صاحب
سندیلوی داخل طریقہ ایں چہار کس شدہ اند ۔ ازیں ہا کسے از منزل رابطہ بعروج نرفتہ است وکسے
برابطہ وکسے بمنزل حقت رسید ۔ کار تاج الدین خوب است در اجرا ذکر نسبت مثل حضرت شیخ آدم
بنوری رحمۃ اللہ علیہ دارد ونیز عروج وتنزل بہ فہم رسید ۔ مگر پیش رفتگی وپیش بردگی از حضور التماس وامید
دارد ۔ و مولوی مقیم الدین صاحب بمقام تجلی برقے محبوس است و در ینجا بخانہ یک رئیس سندیلہ بشاہرہ
پنجاہ روپیہ ملازم است ، حب جاہ و ریاست بسیار دارد و طامع از بس ۔ مگر با تنیان شریعت پابند
و ہادی و مرد صالح با تقوی است ۔ برائے ترقی او دلکار باطن از رغبت لوث و قطع طمع امیدوار
توجہ دعا از تو ہستم عبد الجلیل را تلوث دنیا بسیار مانع راہ است کار خوب دارد ۔ مولوی رحمۃ اللہ بحصیل
کمال علم منطق ونیز بلوث دنیوی خود را تلف ساختہ است از رابطہ و عروج و نزول و نگرانی و جدان
کمال مہارت پیدا کردہ است سن و عمر قریب سی سالہ دارد اوائل عمر است بلہو ولعب بسیار مشغول
از شہر عظیم آباد پٹنہ است آبا و اجداد او مولوی و ملائے کلان و کرم گذشتہ اند ۔ مگر از حال بے نوائی
مجبور است دعا از حضور برائے او طمع دارم ۔ ونیز دیگر یاراں کسے اینجا برابطہ وکسے بہ تصور مشغول
اند و من اینجا بیک بادیہ دور از شہر معروف بسرا حوض است سکونت انزوا گزیدہ ام جز تو واز خدا
کریم خود از دیگراں کارے ندارم مگر از گرد آمدن خلق بحالت بیماری ونیز دیگر ضرورت دنیوی کہ ما را
تنگ می کنند از جان بہ تنگ آمدہ ام امیدوار از تو ہستم کہ مطالب دنیوی ایشاں بچگونہ برآورم بجز
مجبوری و ندامت و ملالت دیگر کارے نیست ۔ مردماں بعض اوقات مثل شیر و ببر بہ نظرم آیند
را ابتر و خراب می سازند جائے فرار نیست ۔ و بغیر خاطر داری اوشاں گزر نا چہ کنم و چہ تدبیر سازم جز
ندامت می بردارم و حوالہ بخدا میکنم برائے خدا و رسول برائے ما ہمیں دعا کن کہ بزود بتو رسم ۔ و
من زیر قدم تو شدن امید دارد ۔ و برادر آغا گل مدظلہ ونیز بی بی ۔ بی بی گل صاحبہ ہمشیرہ خورد
دعا بگوئی و بوسہ بسر و چشم کنی و دایا یعنی والدہ ما را سلام بہ تمنائے قدمبوسی بفرمائی کہ دعائے حال
بخدمت خود بکنند ونیز محمد عیسی خاں صاحب را سلام بعد اشتیاق و بزرگان او را دعا ونیز دیگر

کاراں مارا سلام بدرجۂ اتم رسانند و بملک یعنی (مالک دیہ) آندو شریف را و جملہ سکنائے آندو شریف را چہ زن و چہ مرد و چہ خورد و چہ بزرگ ہمگناں را سلام باد ب از ما قبول باد و بآں ہر کس بگوئید کہ برائے ما دعائے خاتمہ با خیر گردانند و سلامتی ایمان او یان من ہم از خدائے کریم میجوئیم کہ پروردگار عالمین از دین و دنیا آں ہمہ را خوش دارا و بجز بہائے ماضیہ انتقام نفرمایاد - واز عطیت و موہبت خود ہمہ را بہ بخشا یاد والسلام من الاکرام خادم و ناپاک خاکپائے سید گل وزیر علی از سندیلہ ضلع ہردوئی اودھ مقام سراحوض -

قبل اس کے کہ حضرت اقدس اپنی حالت بے چینی و اضطراب کو بحضور صوفی صاحب علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ایک خط جناب صوفی صاحب علیہ الرحمۃ کا بطرف حضور پر نور آگیا جو درج کیا جاتا ہے۔

نقل خط بہ لفافہ حضرت صوفی صاحب آمدہ کابل -

مشفق مہربان حافظ جی صاحب وزیر علی در امان حق بودہ شاد کام دائم باشند - بعدہ معروض میدارد کہ جناب صوفی صاحب مارا مقرر کردہ بود کہ خواہ مخواہ احوال حافظ جی صاحب را بیارند و چند سخن زبانی ہم گفتنہ کہ بعین ملاقات گفتہ شود - و نیز بذریعہ تار برقی احوال شما فرستادیم جوابے نرسید موانع بخیر بود می باید کہ احوالات سلامتی خود را نویسیاں دارند کہ دانستہ شویم - ہر گاہ کہ ارادہ رفتن ملک لغمان و شہود دارند جواب نکنید - اگرچہ شوق ملاقات شما داریم اگر مرضی خدا است خواہد آمدیم و الا جواب خود بمع کارڈ خیریت کہ باشد نویسیاں دارند کہ دانستہ شویم - باقی والسلام - سلام مارا برادر زادہا خود بہ مجمع متعلقہ خود علے حسب مراتب سلام برسد با خواستہ خدا بحق ما رہش شدہ باشد از خوش و ناخوش بیامدن ما دانستہ شویم - مرسلہ محمد رفیق خاں برادر محمد فاروق خاں بشہود واقع شہر جلال آباد برائے حافظ وزیر علی پسر عنایت علی ساکن سندیلہ برسد -

مہر حضرت صوفی سید گل صاحب چہار شنبہ | محمد رفیق خاں | محمد فاروق خاں

جواب منجانب حضور پُر نور سندیلہ سرا حوض

برادر مہربان کرم فرمائے بے فرمان - اخوان ظاہری و اخوان باطنی محمد رفیق خاں و محمد فاروق خاں سلمکم و سافاکم بعد سلام علیک و اشتیاق ملاقات سامی دیدہ انتظار کہ تمنائے قدمبوسی حضور

جناب صوفی صاحب مدظلہ و نشتر دل زخم مہجور است و ریش قاطع این بیمار است واللہ باللہ تاللہ ثم باللہ کہ از مفارقت او اندرون حجرۂ لطون مے تپیم و شکستہ دلی و حزن و اندوہ جدائی ہائے او بکسے گفتن نمی توانم بے حیائی و بے غیرتی خود این عمر گران مایہ را بتفریق تلف می سازم ۔ پس من می دانم یا خدائے من ؎

زندگی در گرو تم افگندہ بے دل چارہ نیست   شاد باید زیستن ناشاد باید زیستن

ہاہا مجبور و مایوس محروم و ناکام بغیر خدا از کسے حال خود را اکنوں گفتن نمی توانم ۔ بخلاصہ مطلب آمدم کہ از آں والا جنابانم نقد ترخیص گرفتہ بہ تکلیف گوناگوں و تسبیبات راہ پرانوں حال این مسکین تخفیف گشتہ بود خواستہ بودم کہ بنگارم مگر بوجہ بدانتظامی ڈاک و نیز عدم رسی حال مایوس نشستہ بودم کہ یکایک خبر تار برقی مملوکہ صوفی صاحب مدظلہ آں صاحب ارسال داشتہ بودند انتخار رسانات گشت ہموں دم جواب تار برقی معرفت اسٹیشن انگریزی کردہ بودم مگر شومی طالع نارسایم کہ بشما اطلاع نگشت چراکہ از بخت نافرجام باآں گرامی از سہو و نسیان شیطان رجیم پتہ و نشان مقام تار برقی نہ نگاشتہ بودند بدیں وجہ بہ تساہلی تار فرستادم آن ہم بیکار او فتاد ؎

کہ بہ بارگاہ سلطاں برساند این دعا را   کہ بشکر پادشاہی بہ نوازد این گدا را

بعد چندے خط آں شفیق بغایت اضطراب و پریشانی بہ دریافت حال این پلید و ناپاک از طرف صوفی صاحب مدظلہ برائے خبر گیری این کناس بہ تاکید اکید بہ ڈاک انگریزی نشان از مقام پشاور فرستادہ بود دیدیافتم مطمئن گشتم و خیر و عافیت شمایان دانستم مگر بہ نوشتن حال خود بعض ہم مایوس و دلفگار ماندم ۔ چراکہ نہ بنا بر نوشتن خوب پتہ و نشان شما خطوط بشما نرسیدند ۔ تاہم دو چہار خط روانہ نمودم ہمہ واپس آمدند ازیں ممر از ڈاک منشی سنڈیلہ بہ نزاعے افتادم و مقدمہ طویل گشت و ہیچ نشد صبر و جبر بخود داشتم ۔ بارہا خواستم کہ خود را بتو رسانم مگر از مرضی خدا لاچار و مجبور ماندم ۔ یک سال گشت کہ یک طفل خوردم کہ اسمش محمد عمر داشت کہ صوفی صاحب او را می دانند لقمہ فوت خود دیگر یک بار صاحب زادہ قطب الدین صاحب این جا بہ سنڈیلہ آمدہ بود بدست وے یک خط بجناب صوفی

صاحب فرستادہ بودیم واللہ اعلم رسانید یا نا - اکنوں مضطر و حیران بودم کہ اتفاقاً مولوی عبدالحکیم نواسہ ملا بشیر صاحب مرحوم بہ نہج فرازے از کابل آمدند و آں ہا از خیریت تو شادمان ساختند و نیز اورا خدائیکی دہد کہ از نشان و پتہ تو خبردار ساختند کہ ازیں پتہ بنویسند خط بآں خواہد رسید پس ایں خط نگاشتہ ام خدا بتو رساند و ترا ہم باید کہ نشان و پتہ معقول معہ نام از کسے آشنایان خود کہ پشاوری باشد بنگارند - المکتوب نصف الملاقات نصوم - اگر زندگی ما باشد چہ عجب کہ بتو رسم - براہ خدا تساہلی نہ ورزند و مرا خادم از خدا مان اونارِ خود شمارند و پشت خط تو کہ صوفی صاحب را بآں تصدیع دریں امر می دہم و برائے خدا از تقصیرم بذریعہ خود از صوفی صاحب عفو گردانی چرا کہ واللہ اعلم بہ او زندہ رسم یا نا - تو ہم مارا برائے خاتمہ بخیر از دعائے خیر خاتمہ غافل نہ باشی خیریت و حال ریزگان خود و نیز از خویشان اقربائے خود اطلاع دہی تا کہ اطمینان و تسکین حاصل گردد - والسلام علیکم و علی من لدیکم

فقط فقیر حقیر تقیر وزیر بادیہ نشین ۲۰ راحوض سندبلہ

حضور پر نور و حضرت صوفی صاحب قدس اللہ سرہ العزیز کے جو خطوط بتوسط محمد عیسیٰ خاں و محمد رفیق خاں پشاور سے ہوتے رہے اور جو بسبب عدم رسی خطوط و تار بوجہ نامعلوم ہونے ٹھیک پتہ کے جانبین کو تھی یہ شکایت رفع ہو کر حضور پر نور نے جو آخری تحریر روانہ فرمائی اُس کے بعد خبر شہادت صوفی صاحب علیہ الرحمۃ ہرات سے واپسی پر معلوم ہوئی - حضور کو وصال صوفی صاحب سے جو صدمہ ہوا اُس کیفیت کو وہی صاحبان جان سکتے ہیں جن کو تعلق نسبتی اپنے پیر سے ہوگا اور وصال حضرت صوفی صاحب سے سلسلہ خط و کتابت بند ہوگیا - صوفی صاحب کے وصال کے بعد جو زور نسبت حضوری میں پیدا ہوا کیا عرض ہو - جو شخص ایک بار حضور کی زیارت سے مشرف ہوتا پھر وہ آپ کا آستانہ عالی نہ چھوڑتا - آپ کے چہرہ مبارک سے انوار کی وہ کرنیں نمایاں ہوتی تھیں کہ آفتاب کی گرم اور تیز روشنی ناگوار معلوم ہوتی تھی - طالبین خاص محبت حضوری کا ضمیر (دل) ہی جانتا تھا کہ یہ مصحف روئے مبارک نوری ہر وقت پیش نظر

رہے۔ اور یہی وجہ تھی کہ اس مصحف روئے پاک سے جب کسی شیفتہ پروانۂ شمع حضوری
کو علیحدگی کا اتفاق ہوتا کمال رقت طاری ہوتی۔ حضور کی ابتدائی تعلیم اسی برزخ
نوری کا سامنے رکھنا تھوڑے عرصہ کے لیئے کہ جس سے طالب میں تڑپ و گریہ کی
صلاحیت پیدا ہو جاوے۔ اور آثار شکستگی و عاجزی طالب میں پائے جانے
لگیں اور حضور کی محبت کا غلبہ طالب پر ہو جاوے۔ یہی وجہ تھی کہ اس چہرۂ نورانی
کے انوار کی تڑپ غیبت حضوری میں طالب کو بے چین کرتی اور جس وقت
حضور کے روبرو آجاتا ایک شور و بکا اُس سے ظاہر ہوتا۔ یہی وجہ تھی کہ طالب کو تعلیم
دینے کے بعد دو تین روز حضور کی خدمت میں نہیں لایا جاتا تھا۔ اس کیفیت کی
لذت۔ مولوی ابو محمد صاحب بہاری پر قریب ایک ہفتہ رہی کہ تنہا کوٹھے پر روتے رہتے
تھے۔ بعد سکون گریہ و اضطراب تعلیم (رابطہ) فرماتے اس سے بقدر عشق و محبت
طالب حسب استعداد فائدہ اٹھاتے۔ خاصہ اس نسبت عالیہ حضوریہ نوریہ کا
یہ ہے کہ طالب میں عجز و انکسار پہلی ہی تعلیم سے آجاتا ہے۔ جس کی زندہ نظیر مولوی
مقیم الدین صاحب و نیز دیگر طالبین کا طرز عمل ہے۔ اکثر دیکھا گیا کہ یہ حضرات باوجود
شان مولویت حضور کے لیئے بوریا زمین پر بچھاتے اور آپ ادباً بلا کراہت زمین پر
بیٹھ جاتے اور اُس کو اپنا فخر سمجھتے۔ علیٰ ہذا عام لوگ بھی جن کو اس کام کی کچھ چاشنی
حاصل ہو جاتی عاجزی و انکساری اس میں بڑھ جاتی۔ حضور پُر نور میں ابتدا سے تا حیات
جو صفت انکساری و عبدیت کی رہی اُسی کا پرتو تھا کہ طالب میں خاص بحالت نماز گریہ
و تقلب قلب پیدا ہو جاتا۔ باوجود مہیا ہونے سامان آرام و آسائش کے ہمیشہ بوریا
زمین پر بچھا کر نشست کرتے اور طالبان بھی شمع انوار نبوت کے روبرو مثل پروانہ زمین
پر بیٹھ جاتے۔ علےٰ ہذا کھانے و پوشاک میں بھی یہی لحاظ رہا۔ جب تک باصرار حضور
پُر نور سے عرض نہ کیا جاتا نہ کپڑے تبدیل فرماتے نہ اصلاح خط فرماتے۔ کھانے میں
جو لنگر میں ہوتا کل طالبین کے ہمراہ آپ بھی تناول فرماتے۔ باوجود اس سادگی و
انکساری کے شان تمکین بھی نہ جاتی تھی۔ جب کوئی رئیس یا بڑا آدمی آجاتا تو اُس کی خاطر

اُس کی عزت کے موافق فرماتے اور کمال اخلاق برتتے۔ اور اُس کی خاطر و مدارات بھی فرماتے۔ جس سے اُس رئیس کو آپ کی عظمت و علو ہمتی کا اندازہ ہوتا اور رعب آپ کا اس آنیوالے پر بہت ہوتا۔ اپنے طالبان کے ساتھ وہ حسن اخلاق کا برتاؤ فرماتے کہ ہر طالب کی جان و دل سے بے ساختہ نکلتا کہ مجھ کو حضور تمام لوگ یہاں تک کہ اپنے فرزندوں سے بھی زیادہ چاہتے ہیں۔ اور محبت کرتے ہیں۔ کوئی لفظ طالبوں سے ایسا نہ فرماتے کہ جس سے اپنی فضیلت و بڑائی پائی جاتی۔ باوجود اس مساوانی برتاؤ کے طالبین کو ادب سے رہنے کی تعلیم فرماتے۔ اکثر طالب جو اپنی کم عقلی و گستاخی سے جنہوں نے ادب مجلس مراتب حضوری کا نہیں کیا دینی و دنیوی دونوں فوائد سے محروم رہے اور نقصان اٹھا گئے۔ اُن صاحبان کا نام ظاہر کرنا مناسب نہیں معلوم ہوتا لیکن میرے اوپر جو کیفیت گزری اور مجھ کو منجانب اللہ تنبیہ ہوئی اُس کا اظہار بنا بر عبرت یاران طریقت کرتا ہوں۔

میں رائے بریلی میں ملازم تھا حضور نے ۱۹۱۳ء میں بنگال سے بذریعہ خط مجھے اطلاع دی کہ میرا ارادہ سنڈیلہ جانے کا ہے اور تمہارا قیام چونکہ راستہ میں ہے۔ میں چاہتا ہوں تم سے بھی ملتا جاؤں۔ خط پہنچنے پر نہایت مسرت ہوئی اُس خط کا تذکرہ میں نے اپنی عورت سے کیا (چونکہ ابتدائے ملازمت سے آج تک بوجہ کثیر العیالی و اتفاقات زمانہ فارغ البالی ایسی نہ ہوئی کہ مجھ کو اطمینان ہوتا اور گھر میں للّٰہ فی اللّٰہ روپیہ یا دس روپیہ پس ماندہ رہتا) عورت نے کہا کم از کم دس بارہ روپیہ حضور کی تشریف آوری میں صرف ہوں گے۔ میں خاموش رہا۔ اس فقرہ کو سن کر عورت کے دل پر کچھ بار گزرا کہ جس کو میں خود محسوس کرتا تھا۔ حضور پُر نور کے خط کا جواب بھی نہ دینے پایا تھا کہ دوسرے دن ایک حکم ڈپٹی کمشنر رائے بریلی کا پہنچا کہ قرق امین تحصیل رائے بریلی فوراً ڈلمئو جا کر چارج لے لیویں اور قرق امین ڈلمئو بریلی کا چارج لیں۔ غرض کہ اُسی حالت میں دوسرے دن ڈلمئو چلا گیا۔ ۸-۷ روز کے بعد عیال و اطفال بھی ڈلمئو پہنچ گئے۔ اور حضور کو ان واقعات کی بذریعہ خط اطلاع دے دی۔ یہاں پر واقعہ پیش آیا کہ عورت کو بخار آ گیا۔ سرسام ہو گیا۔

اسقاط حمل ہوگیا - غرض کہ ایک ہفتہ کے اندر یہ سب واقعات گزرے - اس کی بھی اطلاع دی - چنانچہ حضور صاحب کی تحریر سے معلوم ہوا کہ میری پہلی اطلاع پر بھیا محمد صدیق صاحب نے اشارۃً خیال دلایا کہ حضور کے طالب ایسے ہی ہیں کہ جن کو حضور کا ایک دن کا قیام بھی اُن کے لیئے بار عظیم ہے - اس کی تصدیق بھیا صاحب نے بہ وقت ملاقات زبانی فرمائی اور افسوس ظاہر کیا - حضور نے صرف یہ تحریر فرمایا کہ فقیر کا خیال تمہاری طرف سے بالکل خراب نہ تھا - لیکن صرف بھیا صاحب کے کہنے پر میرے سینہ میں قدرے جنبش ضرور ہوئی - غرضیکہ مشیّت ایزدی یونہی تھی میرے اعتقاد میں کچھ فرق نہیں آیا - اور واپسی میں حضور سے ملاقات کی حضور کی شفقت قدیما نہ پائی - غرض اظہار سے صرف یہ ہے کہ فقرا کے اداب بھی نہایت دقیق ہیں - شاہان دنیا کے آداب آدمی سیکھ سکتا ہے اور یہ بادشاہ خدائی جس کی بابت حافظ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

میں حقیر گدایان عشق راکیں قوم　　شاہان بے کمر و خسرواں بے کلہ اند

ان کے آداب اللہ جل جلالہ کا جن کے اوپر کرم ہوتا ہے وہی سمجھ سکتا ہے - عاشق صادق کا خاصہ ہوتا ہے کہ ہر ایک ناز و انداز محبوب کو اتار لیتا ہے اور آخر میں اپنے کو ذات پیر میں فنا کر دیتا ہے اور مراد پیر کو اپنی مراد جانتا ہے - اُس وقت پیر کے ادب کا راز کھلتا ہے (اللھم احفظنا من غضب اللہ و غضب الرسول و غضب اولیاء الکرام) اکثر رؤسائے سنڈیلہ بنا بر خوش نودی حضور کوئی شے لطیف حلوا وغیرہ کی قسم سے خدمت میں پیش کرتے کہ حضور اس تحفہ سے خوش ہوں گے - بعد ادائے شکریۂ خدا و منت شے آورندہ کسی خاص طالب کو حکم فرماتے کہ دیکھو لنگر خانہ میں کوئی شے ہے - کبھی حلواء بعینہ و کبھی لڈو یا جو شے کہ موجود ہوتی اُس کے ساتھ پیش کرتے اور بکمال اصرار کھلاتے - تحفہ لانے والے کا خیال بدل جاتا - کہ میرے تحفہ سے حضور کے دربار میں اعلےٰ چیزیں موجود ہیں - اور جو شخص محبت و عقیدت سے اگرچہ وہ شے قلیل المقدار ہوتی بطریق تحفہ پیش کرتا اُس کو نہایت خوشی سے

قبول فرماتے اور کمال منبسط ہوتے۔

ایک صاحب طالب مسمٰے یعقوب ساکن موضع کنتاں جو سنڈیلہ سے قریب ہے۔ ہر پنجشنبہ کو ان کا دستور تھا کہ مکان سے ایک موٹی روٹی اور دہی جس میں لسن مرچ پڑا ہوتا لاتے۔ حضور نہایت خوش ہوتے اور ان کے لیئے دعائے برکت فرماتے۔ اور ان کے اخلاص کی وجہ سے اگرچہ کھانے کا وقت نہ ہوتا کچھ تناول فرماتے غرض یہ ہے کہ خلوص آپ کو پسند تھا۔ اور یہ بھی دیکھا گیا کہ جو اخلاص سے کوئی شئے لاتا اُس کو فائدہ پہنچتا اور اگر کسی کی یہ نیت ہوتی کہ میں حضور کو نذرانہ یا کسی چیز کو ہدیتہً پیش کر کے راضی کر لوں گا اکثر دیکھا گیا کہ اُس کو نقصان پہنچا۔ عقیدت میں فرق آگیا اور کام اس کا نہیں ہوا۔

عجب نازک کام ہے کہ ایک صاحب حضور سے بیعت ہوئے اور کام نے بھی اُن پر اثر کیا اور نماز میں بھی رقت اور کیفیت گریہ و لرزہ بہ اندام پیدا ہوا ان کی عورت نے جب یہ حال دیکھا۔ اُس نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ گھر بار چھوڑ کر فقیر ہو جاو گے اُس کے اس کہنے سے کچھ سوءِ ظنی حضور کی طرف پیدا ہو گئی تھی۔ کیفیت نماز جاتی رہی اور ان کا لڑکا بیمار ہوا اور دفعتہً مر گیا۔ اُسی دن سے اُن صاحب نے سراحوض پر آنا جانا چھوڑ دیا اور کہا کہ پیر صاحب نے لڑکے کو کیوں نہ بچایا۔ ہمارے حضور کا معاملہ ابتدا سے انتہائے حیات تک توکل پر رہا۔ لنگر بھی جاری تھا اکثر اوقات دس بیس مہمان دستر خوان پر ہو جاتے اور وہی کھانا جو مہمانوں کے سامنے پیش ہوتا ہمراہ ان کے بکمال سادگی و بے تکلفی سب کے ساتھ تناول فرماتے۔ جب تک حضور کی بینائی میں فرق نہیں آیا تھا۔ مہمانوں کے ہمراہ کھاتے رہے اکثر ایسا اتفاق بھی ہوا کہ حضور کے لنگر خانہ میں جو بقال کہ جنس دیتا تھا اُس کے دو چار سو روپیہ ہو گئے۔ جب اُس نے عرض کیا اُس کے اس خیال نے حضور کو تشویش میں نہیں ڈالا صرف قرضدار کی بے چینی ظاہر ہوتے ہی اللہ جل جلالہٗ غیب سے سامان کر دیتا اور کل قرضہ ادا ہو جاتا۔ حضور کی اخلاقی کیفیت یہ تھی کہ طالبانِ حق جو باہر سے تشریف لاتے

جب تک وہ خود ارادہ واپسی نہ کرتے حضور اپنی طرف سے نہ کہتے کہ چلے جاؤ۔ اگر کوئی شخص جس دن آیا اسی وقت جانا چاہتا اُس کو روکتے بھی نہ تھے۔ کھانے پینے میں اسراف کا کمال لحاظ تھا۔ دال۔ چاول۔ گوشت ترکاری کے سوا روزانہ لنگر میں کچھ نہ پکتا تھا۔ کبھی فصلی چیزوں کو مثل انبہ و خربوزہ طالبین کے لیئے بازار سے منگا کر پیش کیا جاتا۔ غرضیکہ جب آپ کی بینائی بہ سبب کبرسنی نہ رہی اور آپ کو ضعف زیادہ ہو گیا تو صاحبزادگان یا جو خادم کہ لنگر کا تحویل دار رہتا حضور کے لیئے پرہیزی کھانے کا خاص انتظام کرتا چنانچہ وصال سے ایک سال قبل آپ کی خدمت میں بنگالی شاہ بہ مسمیٰ عبدالکریم بحالت معذوری حضور رہا اور اُس نے خدمت حضوری سے بہرہ وافر حاصل کیا غرض یہ کہ مساوات کا لحاظ تو خاص تھا۔ غریب و امیر سب ایک ہی دستر خوان پر بیٹھتے حضور خود و نیز صاحبزادگان کو تاکید فرماتے کہ طالبین کی نگہداشت کھلانے پلانے میں کافی رکھنا ایسا نہ ہو کہ کوئی شخص شرم لحاظ کی وجہ سے اپنی زبان سے اپنی ضرورت کو نہ کہے اور کبھی خود اپنے پیالے میں بعض کسی طالب کو شریک کر لیتے۔ برتاؤ دنیاوی میں اپنے کو طالب پر ترجیح نہیں دیتے تھے۔ آپ کی تاریخ زندگی یہی بتلاتی ہے کہ ہر طالب کی دلجوئی و خاطر مدارات زیادہ فرماتے جس سے طالبوں پر بھی اثر مساوات و اخوت کا پورا پڑتا تھا گویا طالبین کے لیئے ایک ہدایت تھی آمدنی و خرچ کا کوئی حساب جمع خرچ باقاعدہ نہ تھا جو کچھ خدا نے بھیجا۔ وہ یا تو قرضہ بقال میں گیا و یا دیگر ضروریات عمارت وغیرہ میں گیا۔ بچت کی کوئی مد نہ تھی۔ عمارت کا شوق حضور کو جب سے کہ منشی قادر بخش صاحب اوورسیر ہردوئی کو داخل طریقہ کیا پیدا ہوا اور اس وقت سے عمارات میں آئے دن اضافہ ہوتا رہا۔ ہمیشہ مزدور لگے رہتے اور ان کو تنخواہیں دی جاتیں۔ طالبین سے وہ شفقت کا برتاؤ فرماتے کہ ہمارا دنیا میں حضور سا شفیق و مہربان کوئی نہیں۔ طالب کی ہر پریشانی و مصیبت میں ظاہری و باطنی اعانت فرمانا آپ کا نصب العین تھا۔ اکثر طالبان دور دراز جو سنڈیلہ سے بہت دور فاصلہ پر رہتے تھے اور انہوں نے

بکمال اشتیاق خود اپنے کو حضور کی خدمت میں پہنچایا۔ واپسی کا کرایہ لنگر سے حضور نے ان کو عطا فرمایا۔ اور ایسا بھی دیکھا گیا کہ حضور نے خود منی آرڈر بھیج کر ان کے اندرونی اشتیاق کے باعث انہیں طلب بھی فرمایا۔ چنانچہ ایک مرتبہ راقم الحروف کو اپنے چھوٹے بھائی کی شادی میں کچھ خرچ کی کمی پڑی۔ اور بھیا محمد صدیق صاحب کو میری ضرورت معلوم ہوئی۔ انہوں نے حضور سے عرض کیا فوراً حکم کیا کہ دیکھو لنگر میں کچھ ہے اور جو کچھ ہے کُل دے دو۔ چنانچہ ۵۰ روپیہ لنگر میں تھے جتنے کی مجھے ضرورت تھی دیا گیا۔ غرضیکہ طالبوں پر آپ کی شفقت و مہربانی بے حد تھی کہ ماں باپ بھی ایسا برتاؤ محبت کا نہ کریں گے۔ یہ بھی دیکھا گیا کہ اگر ایک طالب نے دوسرے طالب کو حضور کے سامنے تحقیر کے الفاظ استعمال کیئے ناخوش ہوتے اور تنبیہ فرماتے۔ چنانچہ ایک مرتبہ پنجاب میں ایک مولوی صاحب مولوی منقیم الدین صاحب سے کتاب رابطہ نبوت و روح نماز جس میں مولانائے رابطہ شیخ کو احادیث اور اقوال بزرگان دین سے ہر سلسلہ میں رائج ہونا ثابت کیا ہے۔ کچھ گفتگو ہوئی اور مولوی منقیم الدین صاحب کو کچھ تحقیری الفاظ جو بعید از شان مولویت تھے استعمال کئے اور تحریر میں بھی لائے۔ مولوی صاحب موصوف نے وہ تحریر حضور صاحب کی خدمت میں پیش کی۔ حضور نے الفاظ تحقیری شان مولوی صاحب میں لکھے دیکھے رگِ ہاشمی جوش میں آگئی۔ اور اسی وقت اس خط کا جواب لکھا کہ جس کا نام تنبیہ الغافلین ہے۔

ہمارے حضور روحی فداہ مخلوقات سندیلہ سے یہاں تک کہ اپنے اہل و عیال سے بھی تنگ آکر بوجہ غلو نسبت عالیہ و احتراز انعکاس ہر کس و ناکس علیحدہ ہو گئے تھے اور سرا ہوض ہی پر شبانہ روز رہتے تھے۔ یہاں تک کہ برادری کی تقاریب شادی و غمی و علالت اہل و عیال میں بھی بجز جمعرات کے دن کے نہ تشریف لے جاتے تھے۔ البتہ اپنے طالبین کی رضاجوئی و خوشنودی آپ کو ہمیشہ ملحوظ خاطر تھی اور فرماتے کہ یہ خدا کا طالب ہے اس کی دل شکنی مخالفت حق ہے۔ چنانچہ جب میرے بھائی کا عقد ہوا میں نے بالحاح وزاری صرف عقد پڑھانے کے لیئے بنا بر حصول برکت خواہش

ظاہر کی اور جملہ مصاحبین حضوری کی سفارش ہمرکاب تھے اور حضور کا تشریف لانا باعث فخر تھا۔ منشی امیر حسن صاحب مرحوم و نیز جملہ حاضرین مجلس جو خدمت حضور میں حاضر تھے اور حضور بوجہ اخلاص و عقیدت اُن سے محبت فرماتے تھے عرض کیا۔ میری عرضداشت کو پیش کیا۔ چونکہ مجھے بوجہ کمال ادب جُرات حضور سے عرض کرنے کی نہ تھی۔ غرض منشی امیر حسن صاحب مرحوم نے فرمایا۔ بہتر ہوگا کہ امیر حسن مکان سے بگھی منگوائیں۔ اور وہ بیچارہ مخلص آدمی ہے مع تمامی حاضرین مجلس اُس کے بھائی کے عقد میں شریک ہوں۔ اگرچہ مجھے قبولیت عرض خود کی امید نہ تھی مگر ؎

قرباں نگاہے تو شوم بعض نگاہے ۔۔۔ وز دیدہ نگندی بمن از ناز نگاہے

بگھی پر بمعہ حاضرین مجلس سوار ہو کر غریب خانہ پر تشریف لائے۔ ماحضر تناول فرمایا۔ دعاء برکت فرما کر واپس سراحوض تشریف لائے۔ اس کے علاوہ میرے علم میں کوئی واقعہ ایسا نہیں ہوا جس میں حضور سندیلہ تشریف لے گئے ہوں۔ اِلّا حافظ محمد عثمان صاحب جو آپ کا پوتہ ہے اُس کی روزہ کشائی میں بہ منت صاحب سجادہ معہ واعظ مولوی غلام رسول صاحب نوتکی چند گھنٹوں کے لیئے بنا بر روزہ کشائی تشریف لائے اور فوراً بہمراہی طالبان دیگر واپس گئے۔ خاص سندیلہ حضور کا آبائی مکان ہے اور صاحبزادگان کے اہل و عیال وہیں رہتے ہیں۔ لیکن کبھی آپ بعد وصال والدہ صاحبہ مکان پر اُن کے دیکھنے کے خیال سے نہ تشریف لے گئے۔ والدہ مخدومہ صاحبزادگان جب حیات تھیں کچھ دنوں حضور کا یہ طریق رہا کہ پنجشنبہ کی رات کو مکان پر قیام فرماتے۔ اور جمعہ کی نماز دوست علی خاں صاحب مرحوم کی مسجد میں جو سراحوض سے قریب پڑتی تھی پڑھاتے اور پھر واپس سراحوض تشریف لے جاتے۔ ایک بار صاحبزادہ کلاں یعنی صاحب سجادہ صاحب بیمار تھے اُن کو سراحوض پر بلالیا اور مکان پر تشریف نہ لے گئے۔ والدہ شریفہ مخدومہ صاحبزادگان سخت بیمار ہوئیں عزیزداری کے عورتوں نے مجبور از حد فرمایا اور بالحاح التجا کی مگر نامسموع ہوئی اور نہ تشریف لے گئے۔ غرض یہ کہ جب سے بے تعلقی لواحقین و متعلقین سے فرمائی نہایت

ثابت قدمی سے اپنے ارادہ پر توکل علی اللہ رہے اور حقوق شرعیہ اہل و عیال اپنی حد مقررہ تک ادا فرماتے رہے۔ البتہ چونکہ ع بوئے جگرِ سوختہ پوشیدہ نہیں رہتی۔ صاحب سجادہ کی اہلیہ ثانی یعنی والدہ غفور احمد و غفران احمد نے بہ نیاز و زاری خدمت میں عرض کیا کہ حضور اپنے مبارک قدم چند منٹ کے واسطے کہ جو اس عاجزہ نے جدید مکان تعمیر محض بتوجہ و دعائے حضور سے کیا ہے قدم رنجہ فرما کر کلبۂ احزان کو منور و متبرک فرمائیں میرے گھر میں برکت ہوگی اور مجھ عاجزہ کے لئے کمال فخر کا باعث ہوگا۔ پہلے تو سرکار نے بہ لطائف الحیل اعراض فرمایا اور خرچ و اخراجات سے خائف فرمایا جس سے کہ شاید کہ صرف اخلاص کا اندازہ کرنا مقصود تھا منع فرمایا۔ مزید کوشش پر باوجود معذوری خود بسواری پالکی ہمراہی چند طالبان بوقت تشریف لے گئے۔ غائبانہ کُل زنان و مردان طالبان قصبہ کو خبر ہوگئی اور دو بجے رات تک اُن کے کھانے پینے کے نظام میں صرف ہوا جیسے کہ پیشین گوئی سرکار نے فرمائی تھی والدہ غفور احمد نے جو کہ پلاؤ پکوایا تھا۔ حضور نے قدرے تناول فرمایا اور دعائے برکت فرمائی اور اُسی وقت سرا حوض تشریف لے گئے۔

یہ حضور کی آخری تشریف آوری سندیلہ شہر میں تھی۔ جس کے آٹھ ماہ کے بعد سرکار نے وصال فرمایا۔ اور آج بھی والدہ غفور احمد کا قول ہے کہ میرا مکان اُسی وقت سے فیوض و برکات کا مخزن بنا ہوا ہے اور جب تک مکان قائم ہے یہ برکات ہرگز کم نہ ہوں گی۔

اوپر تحریر ہو چکا ہے کہ دوست علی خان کی مسجد میں نماز جمعہ سرکار پڑھاتے تھے۔ یہ ناچیز آپ کے ہمراہ ہوتا تھا اُس ہمراہی کی لذت آج جب یاد آتی ہے وہی لطف ہمرکابی پیش نظر ہو جاتا ہے اور ایک بے چینی و بے آرامی کی حالت لطف آمیز پیدا ہو جاتی ہے۔ وہ حضرت کا خطبۂ جمعہ سورتہائے قرآنی و دیگر خطب جو آپ پڑھا کرتے تھے آج اُس لطف کو آنکھیں اور دل ڈھونڈھتا ہے کہیں پتہ نہیں چلتا ۔ ع

طبیب عشق را دکان کدام است ۔۔۔ دوائے دل دہد او را چہ نام است

کوئی نشان کہیں نہیں ملتا۔

جس وقت سے حضور کی بینائی میں فرق آگیا اور حضور نے مسجد مذکور میں جانا ترک فرمایا اگرچہ نماز جمعہ ادا ہوتی ہے وہ لطف کجا۔ سرا حوض سے مکان تک جانے میں ایک قبرستان پڑتا تھا آپ جوتہ پہن کر قبرستان میں نہیں تشریف لے جاتے تھے نعلین مبارک ہاتھ میں یہ ناچیز لے لیتا آپ ننگے پیر کچھ آیات قرآنی تلاوت فرماتے ہوئے اور دعائے مغفرت کرتے ہوئے قبرستان کو طے فرماتے تھے۔ غرضکہ قبرستان کا ادب فرماتے۔

طالبوں کی تادیب میں اکثر آپ کوشاں رہتے۔ چونکہ آخر عمر میں آپ کی خدمت میں اکثر خدام جہلاء تھے اور آپ کی حالت معذوری تھی کچھ انقلابات طالبین میں وتعلیم میں اکثر واقع ہوجاتا جس کی ہمارے صاحب سجادہ نے کمال نگہداشت بفراست فرمائی اور طالبان کو احکام شرعیہ سے مطلع کرکے فہمائش کرتے کہ ادب شرعیہ کی مراعات طالب کو ضرور چاہیئے کیونکہ یہ مجلس اور مجلس ہے اور صحبت صحبت عوام نہیں اس مجلس کے لوگوں کا رنگ رحماءُ بینہم کے رنگ میں رنگا ہوا ہونا چاہیئے ورنہ ادبار اور خسارت نقد وقت ہوگا اور ناکام اور محروم فیوضاتِ حضوریہ سے رہنا ہوگا اور آخر میں یہ فرماتے وما توفیقی اِلّا باللہ علیہ توکلت والیہ اُنیب۔ موجودگی صاحب سجادہ میں حضور بھی بوجہ علم و کمال ادب طالبین سے ارشاد فرماتے کہ حکیم جی صاحب کا بہت لحاظ رکھا کرو کوئی امر خلاف شریعت و ادب مجلس اُن کے سامنے نہ کرنا اور فقیر کے رنگ مجلس کو اس اپنے جہل سے منقلب نہ کرو۔ ع

طاعت و توفیق طاعت درمیاں افگندہ اند کس بمیداں درمی آید سواراں راچہ شد

شہ سوار کا کام ہے کہ علماء اللہ کا مرتبہ سمجھے اور عمل پیرا ہو کر اُن کے قدم بقدم اقتدا کرے اُن کے رنگ میں اپنے کو رنگ لے۔

اور لبا اوقات کسی کی بے ادبی پر سرکار ایسے جملے ارشاد فرماتے کہ اگر کوئی ذی علم اور صاحب فہم ہوتا تو پھر اُس سے تمام عمر کے لیئے وہ حرکت چھوٹ جاتی اکثر جہلا اُس وقت کے خدمت دینی کے مفاد سے محروم رہے اور بے تمیزی اور بے ادبی

اور عدم اعتراف جہل سے جہل مرکب میں پھنس گئے اور بزعم فاسد خود اہل علموں کے مقابلہ میں تصوف اور علم حضوری کو ایک دوسری شے علاوہ علم دین کے سمجھ کر ادعائے شیخوخت کا جاہل جن اُن پر مسلط ہو گیا۔ اور صراطِ مستقیم کی حد مقررہ سے بہت دور اپنے کو پھینک دیا اور اصلی مقصود کو فوت کر دیا اللّٰھمّ اھدنا الصراط المستقیم۔ اور یہ باوجود فہمائش بسیار نہ سمجھے کہ ادب اس دربار کے لوگوں کا اور اس مجلس کا رکن رکین ہے۔ (یعنی مضبوط مکان ہے) اور مقدم یہ کام ہے۔ ورنہ مجلس تضیع اوقات جانبین جس کا (خسر الدنیا والآخرہ) نتیجہ ہے اپنے کو بگاڑ بیٹھے۔

ضروری غرض اس کام اور اس نسبت باذریہ کی اولًا علاوہ صلوٰۃ و لطف ذکر جہر اور کام متعلق بہ خیال ہے اور خیال کو بوجہ پاکیزگی و ربط حُبّی طالب عموماً اور پیرانِ عظام خصوصًا اسی کوشش میں اپنے وقت عزیز کو صرف کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جو آئینہ جس قدر صاف ہو تھوڑی گرد و غبار سے آلودہ ہو جاتا ہے۔ ہمارے حضور چونکہ آئینہ جمال انوار نبوت کے تھے لہذا تکلیف انعکاس آیند و روند عوام و ناآشنا کار سے مخاطبت بوجہ اخلاق کریمانہ فرماتے اُن کے چلے جانے کے بعد آپ کو سخت تکلیف کا سامنا تھوڑی دیر تک ہوتا بلکہ بخار بھی کبھی شدید آجاتا۔ ایسی حالت منوار دہ میں آشنا کار لوگ حضور کی پاکوبی و مجلس میں بیٹھ کر قرآن خوانی و ضبط کار باطنی فرماتے تھوڑی دیر میں حضور کی طبع اصلی حالت پہ آجاتی۔

یا حضور خود تنہائی میں خراماں خراماں ٹہلتے اور طبع شریف ولطیف کو صاف فرماتے اور کبھی اگر کوئی غیر شخص امامت کرتا ہوتا اور خیالات خود میں نماز پڑھتا اور رکعت کو دراز کرتا تو بسا اوقات آپ کو استفراغ شروع ہو جاتا اور لرزہ آجاتا یہ کیفیت دن بھر آپ کی رہتی اور اکثر طلبائے خاص کام آشنا مزاج پرسی کو حاضر ہوتے اور کلام پاک کی تلاوت خوب گم ہو کر کرتے اور حافظ گلاب و مولوی مقیم الدین صاحب و حاجی مہرداد صاحب وغیرہ حضور کے خوش فرمانے کے لیے غزلیات خواجہ حافظ شیراز پڑھتے بعد چندے وہ کیفیت دفع ہو جاتی اور کبھی

غسل فرماتے اور اذکار انبیاء اصحاب کرام سے طبع مبارک صاف فرماتے۔ اور ان اعمال مذکورہ سے آپ بشاش ہو جاتے اور حزن و ملال چہرہ پر بالکل نہ رہتا۔ اور طبع مبارک صاف ہو جاتی۔ اور انبساط تامہ حاصل ہو جاتا۔

حضور پُرنور اولاً تعلیم ذکر فرماتے اور زیادہ تر نگہداشت صورت کی تاکید فرماتے۔ اور جب کوئی طالب بارادہ بیعت آتا اولاً اُس کو ایسا مایوس کر دیتے کہ وہ سمجھتا حضور مجھے داخل طریقہ نہ فرمائیں گے۔ اور فرماتے کہ فقیر کے پاس آپ کیوں آئے نہ کوئی کرامت نہ خوارق نہ کوئی عجائب بات یہاں کیا دیکھا ہے۔ دوسری جگہ جایئے ایسے شخص سے آپ کو کیا فائدہ ہوگا۔ اور کیا ملے گا ع من ہیچم و از ہیچ نیاید کارے۔

جب طالب کو زیادہ گرویدہ اور بے چین دیکھتے اُس وقت آپ اول توبہ کراتے اور دو رکعت نماز نماز توبہ پڑھاتے اور سلطان الذکر کی تعلیم فرماتے اور بتوجہ خود ہا اُسی وقت اجرائے ذکر کرا دیتے۔ اور اکثر لوگوں پر اُسی وقت کیفیت گریہ طاری ہوتی کہ طالب دیر تک اُسی کیفیت میں رہتا حضور دعا فرماتے اور بتاکید فرماتے کہ خبردار شریعت سے سرمو تجاوز نہ کرنا۔ و نگہداشت شکل فقیر سے انوار موجودہ و منتظرہ میں سعی بلیغ کرتے رہنا اس طریقہ میں اول ہی سے لذت ایسی میسر ہو جاتی ہے کہ روز بروز طالب کی ہمت بڑھتی جاتی ہے۔ اور حضور کی طرف عقیدت و اخلاص روز بروز بڑھتا جاتا ہے اور انکساری پیدا ہوتی جاتی ہے۔ اور جس قدر محبت بڑھتی جاتی ہے۔ اُسی قدر تماشۂ عالم امر کے کوائف اُس پر کھلتے جاتے ہیں۔ جب حضور کو یہ کوائف معلوم ہوتے پندرہ دن کے بعد رابطہ کی تعلیم فرماتے۔ اُس وقت طالب نماز میں خصوصاً بحالت سجدہ زیادہ حلاوت و نیاز و شکستگی و بیقراری پاتا۔ اور تقلب قلب و گریہ زیادہ ہوتا۔ آیندہ جتنی ہمت طالب میں ہوتی ترقی کرتا اور اللہ جس کے نصیب جتنا لکھا ہوا ہوتا ہے عطا فرماتا ہے۔ اور طالب بغیر فنائیت سیر عالم امر کہ جو علم تصوف کا رکن ہے حاصل نہیں ہو سکتا۔ تعلیم دینے کے بعد درود شریف حضوری کے پڑھنے کی مزید تاکید فرماتے اور خیال سے پڑھنے کو ارشاد فرماتے۔ زبان سے پڑھنے کو منع فرماتے۔

یہی درود حضوری ایک خط میں جو مولوی لطف علی صاحب مرحوم ساکن سندیلہ کو حسب خواہش اُن کے تلقین تحریری میں فرماتے ہیں۔ کہ مخدوما حسب طلب سامی بموجب وعدہ درود شریف بامعنیٰ والفاظ رقم کردہ ارسال خدمت سامی است۔ اگر خواستہ ایزد است نافع خواہد آمد مگر حسب شرائط ملتمس زبانی بالتخیل والتوہم باید خواند کہ این راد رود حضوری می نامند وقاعدہ مروّجہ وقائع ممزوجہ اکابراین طریق است این زینۂ اول است کہ اکابر این طریق قدس اللہ اسرارہم بدین شاہراہ پوئیدہ اند و موصول الی اللہ گردیدہ ؎

کار این ست غیر این ہمہ ہیچ — ہمہ شیران جہاں بستۂ این سلسلہ اند
روبہ از حیلہ چساں بگسلد این سلسلہ را — ہیچ کس را تا نگردد این فنا
نیست رہ در بارگاہِ کبریا

اندک معروضہ را خیلے تصور یدہ بکار بپوندند تا وسیلہ نجات سرمدی باشد ؎

تا بجاروب لا نروبی راہ — کے رسی در سرائے الا اللہ

اللہ بس باقی ہوس۔ و وقت خواندن خیالات عاطلہ و باطلہ را گزاشتہ بحالِ باطن کہ گفتہ ام از دل بگزارند کہ شیطان دشمن قوی است۔
(ان الشیطان للانسان عدو مبین) انواع انواع خیالات را شیطان برائے شما خواہد آورد ہمہ را گزاشتہ متوجہ کار خود باشند۔ با تضرع والحاح باخضوع وخشوع نشینند۔ چہ عجب از اکابر این سلاسل معاونت برائے شما بیاید ؎

گوشت از بار دُر گراں شدہ است — نشنود نالۂ و فغانِ مرا

از حال مولوی عنایت علی صاحب خبر ندارم۔ تحریص ملاقات است۔ از اخیار مزاج خویش و اوشاں طالب ہستم۔ کتا۔ س۔ جین۔ سا۔ ح۔ ق۔ ن۔ د۔ ز۔ ر۔ ی۔ م۔ ف۔ آ۔ ن۔ د۔ ک۔ و۔ صوفی فرزند گل عرف وزیر سرا حوضی۔
اس درود شریف کا ذکر قلبی ہوتا ہے۔ جو موید رابطہ ہے۔ ایسے رابطہ کو راہ عشق و محبت اور فنافی الشیخ بھی کہتے ہیں۔ یعنی اپنے کو رنگ۔ ڈھنگ۔ سنگ و شکل و

صفت پیر پانا اور ہو جانا ؎

من تو شدم تو من شدی۔ من تن شدم تو جاں شدی
تاکس نگوید بعد ازیں۔ من دیگرم تو دیگری

خواجہ حافظ لسان الغیب علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

میاں عاشق و معشوق ہیچ حائل نیست　　تو خود حجاب خودی حافظ از میاں برخیز

حجاب خودی کیا چیز ہے۔ انہماک و تعلق ما سوا اور یہ ریاضات شاقہ جیسا کہ بزرگان دین کے حالات سے ثابت ہوتا ہے یا عشق و محبت کے ولولہ میں انسان اپنی ہستی سے گذر کر اور محبوب کی ہستی کو پیش نظر رکھتا ہوا اسی خیال میں محو رہتا ہے۔ جیسا کہ قیس کی حالت پر نظر ڈالنے سے خودی کا جانا بخوبی محسوس ہوتا ہے۔ جب حجاب خودی نہ رہا تو طالب مطلوب کے رنگ میں رنگ جاتا ہے اور انت لیلیٰ و انا لیلیٰ قیس کی زبان کی طرح سنتا ہے۔ اب جس درجہ کا کمال باطنی مطلوب کا ہے اُس درجہ تک عاشق کی بھی رسائی ہے۔ لیلےٰ چونکہ کمال باطنی سے ناقص تھی۔ قیس بھی ناقص رہا اور کمالات عُلویہ سے ناآشنا رہا۔ حضرت سیدنا ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق و شیدا تھے۔ شب معراج میں بھی رفیق رہے اور ماصَبَّ اللہ فی صدری حتیٰ صَبَبْتُ فی صدر ابا بکرٍ کے مصداق بنے۔ اور واقعہ معراج کی سب سے پہلے تصدیق فرمائی۔ صدیق کا لقب عطا ہوا۔ آج آپ ہی امیر الصادقین کے لقب سے ممتاز ہیں۔ غرضیکہ راہ عشق میں خاصۂ محبوب و ناز معشوق طالب اپنے پیر کا بوجہ اخلاص تامہ اتار لیتا ہے اور بموجب حکم (کونوا مع الصادقین) رفتہ رفتہ اُتر جاتا ہے ؎

گر مصور صورتِ آں دل ستاں خواہد کشید　　حیرتے دارم کہ نازش را چساں خواہد کشید

ناز کا اُتارنا طالب اور محب صادق مع الاخلاص کا کام ہے۔ محبت اور فنائیت میں فرق ہے محبت میں محبوب و مُحب دو چیزیں علیحدہ ہوتے ہیں۔ اور فنائیت میں دونوں مل کر ایک ہو جاتے ہیں لیکن رابطہ کامل کا یعنی جو پیر کمالات نبوت سے مقتبس ہوتا ہے

خشکی سے آتا ہے۔ اور اگر آگیا تو مزہ دے جاتا ہے جس قدر طالب میں لطافت ہوگی۔
اسی قدر پر تو پیر لطیف سے انوار منقش ہوں گے۔ رابطہ حقیت کا تھوڑا قیام بھی عجیب
لذت رکھتا ہے۔ خاصکر اس کا لطف وظیفہ نماز کے ساتھ مخصوص ہے۔ یا جب
اپنے چند ہم خیال رہروان سلک ہذا ایک دوسرے میں گم ہونے کی طاقت رکھتے ہیں۔
اُن لوگوں کو پتہ چلتا ہے۔ ہمارے حضور قدس سرہ العزیز طالبوں کو کہ جو طاقت اس
امر کی رکھتے تھے فرماتے کہ ایک دوسرے میں گم ہو کر بیٹھا کرو۔ تاکہ ہر ہر شخص کو اپنی
نسبت کا امتیاز ہو جاوے۔ اس رابطہ کی روش میں خطرات (حدیث نفس) خود
بخود جاتے رہتے ہیں اور تزکیہ نفس ہو جاتا ہے اور عجز و انکساری طالب میں پیدا
ہو جاتی ہے۔ اور یہ شعر حسب حال زبان سے جاری ہوتا ہے ؎

تنِ مردہ کو کیا حاجت ہے اپنی خود نمائی کی　　کفن کی ایک چادر چاہیے جس میں ہو بو تیری

یہ وہی چادر پاک یا ہیولائے نبوی ہے کہ جو سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضؓ کو اپنے محبوب
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بوجہ معیت تامہ بطور نسبت عطا ہوا تھا اور وراثتاً
طالبان نسبت صدیقیہ کو تا قیامت یہ ردائے مبارک حاصل ہوتی رہے گی ؎

ردائے احمد مرسل بپوش اے عاشق　　صلائے عشق شنو ہر دم ز روح بلال

اسی چادر نبوی کے حصول کے بعد مرتبہ مقام صدیقیہ ہے جو حضرات خواجگان عالیہ نقشبندیہ
مجددیہ کا آخری نقطہ ہے یہ خاص بات حضور کی نسبت میں اللہ نے ودیعت فرمائی تھی۔
خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی طریقۂ تعلیم تھا۔ لیکن فرق یہ تھا کہ خواجہ مذکورؒ
جس طالب کو دیکھتے کہ ولولہ اشتیاق و محبت سے بے چین ہے (یعنی طالب مراد ہے)
یہ طریقہ تعلیم فرماتے ورنہ صرف تعلیم ذکر پر اکتفا فرماتے۔ اور ہمارے حضور قدس سرہٗ
طالب کو خود بزور انوار کمالات نبوت اپنا عاشق بنا لیتے تھے اور اصل نسبت کی تعلیم فرماتے۔ اور یوں
ارشاد فرماتے کہ جب عکس ظلال نور نبوت کا طالب پر پڑے گا۔ بوجہ آثار نور نبوت طالب
خود منجذب ہو جائے گا۔ یہی وجہ تھی کہ حضور کے پیچھے نمازیں لوگوں کی ہچکیاں بندھ
جاتی تھیں۔ اور مقتدی خاصکر طالبین ایک دوسرے سے بالکل بیخبر ہوتے۔ نماز میں

عجز و انکسار جو شانِ عبدیت ہے۔ اس نسبت پاک کا پہلا سبق ہے۔ یہ حالت طالب شیدا پر اُسی دن بوقت تعلیم اثر کر جاتی۔ غرضیکہ ہمارے حضور کی ذات کو زمانہ موجودہ میں نسبت عالیہ نقشبندیہ مجددیہ بنوریہ کا مجدد صدی کہنا زیبا ہے۔ اس صاحب نسبت والے کی ایک خاص شناخت یہ بھی ہے کہ اس کو جمائی نہیں آتی کہ جو مخترعات شیطان سے ہے۔ کیونکہ یہ علامت غفلت کی ہے۔ جس قدر انسان پر غفلت ہوتی ہے جمائی و انگڑائی زیادہ آتی ہے جس کی احادیث شاہد ہیں۔ رابطہ محبت جس قدر طالب میں اثر کرے گا اُس کے کار باطنی میں اُسی قدر ترقی ہو گی۔ انواع انواع تجلیات کے ساتھ مع تلوینات یوماً فیوماً ترقی کرتا جائے گا۔ ہاں وہ لوگ جو حضور سے طالب نسبت ہو کر خلافت و اجازت جس سے ان کی مراد شہرت و ذریعہ معاش ہوتا اُن پر یہ کام کم اثر کرتا۔ کیونکہ یہ راہ مستقیم جس کا صرف مقصود خدا رسی ہے۔ اخلاص طلب کرتی ہے (اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ) ہے۔ نہ کہ دنیا کمانے کے واسطے مثل احبار و رہبان قدیمہ بننے کے لیئے۔

اس کام کی تمیز و شعور ظاہری شعور کے برعکس ہے اس میں اصل چیز محویت ہے جس قدر محو ہوتا جائے گا۔ کام میں ترقی پاتا جائے گا۔ محبت شیخ اس کام کا لب لباب ہے۔ صحبت میں طالب فیض پاتے ہیں اور مطابق حب خود منجذب ہوتے ہیں نہ درود۔ نہ وظیفہ کی تعلیم ہے۔ نہ چلہ کشی کی زحمت و نہ تسبیح خوانی و نہ حصول لطائف کی طلب ایک دور ہے کہ جو رواں ہے۔ طالب اُس سے فیض یاب ہوتے ہیں صراط مستقیم کا یقین ہوتا ہے۔ بظاہر کوئی خوارق و کرامات بھی نہیں اگر ہیں تو بقول مجدد صاحب رح اس خانوادہ بزرگ کی کرامات نمازیں ہیں۔ حضور کی صحبت میں وہ لطف میسر تھا جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالی میں تھا۔ اب ایسے پیر کی تلاش کہاں کریں اور کہاں جاویں ہمارے حضور روحی فداہ طالبوں سے فرمایا کرتے تھے

کارواں رفت تو در خواب و بیاباں در پیش — کے روی راہ ز کہ پرسی چہ کنی چوں باشی

ہمارے حضور پرنور کی ذات اقدس کو اللہ جل جلالہٗ سے ہم تیرہ بختان کے لیئے ماہتاب انوارِ رسالت سے منوّر ہستی منجانب حق عطا ہوئی تھی۔ اس موقعہ پر ایک تک بندی کہ جس سے حضور کے دربار کا نقشہ روبرو عاشقان حضور کھینچنا مقصود ہے شاعری سے غرض نہیں نہ فن عروض سے واقف ہوں حظ اٹھائیں گے ؎

کون ہے وہ بادۂ وحدت میں مست — نام ہے فرزند گل ہیں ساقی جام الست
دون پتہ کچھ اور بھی میں تم کو یار — ہے سکونت اُن کی سندیلہ شہر سے دور پار
ہے سراحوض آپ کا مسکن — ہر کوئی جانتا ہے طفل و کہن
وصف اُن کا بیاں کروں میں کیا — حال کو قال میں مَیں لاؤں کیا
نور ہیں آفتاب وحدت کے — ظل ہیں لمعۂ نبوت کے
پرتوِ نورِ احمدیؐ ہیں وہ — شمعِ بزمِ محمدیؐ ہیں وہ
خلق سارا محمدیؐ پایا — سماں دربارِ احمدیؐ پایا
جو ملا آپ کو عقیدت سے — جیب و دامن بھرا سعادت سے
طالب حق کو دوست رکھتے تھے — زیادہ اولاد سے سمجھتے تھے
عشق میں کرکے پھر اُسے معشوق — آپ شاہد بنے اور وہ مجنوں
جب بہت ہائے ہو کو دیکھا — دام گیسو میں مبتلا دیکھا
نخستیں بادہ کاندر جام کردند — ز چشم مست ساقی وام کردند
چو خود کردند راز خویشتن فاش — عراقی را چرا بدنام کردند
شکل و صورت عجیب نورانی — ہیں ملک جن کی کرتے دربانی
انکساری کی شان اعلیٰ ہے — شانِ بزمِ نبی والا ہے
طالب حق وہاں جو آتے ہیں — فیض صحبت سے لیکے جاتے ہیں
نہ کوئی ورد داں وظیفہ ہے — نہ تو تسبیح نے لطیفہ ہے
دَورِ ساقی نمط رواں دیکھا — کوئی خاموش اور کوئی دواں دیکھا
نہ کوئی ورد برزباں دیکھا — نہ ریاضت کا کچھ سماں دیکھا

کھائیے کھیلئے مزے کیجے — لطفِ صحبت سے فیض لے لیجے
راہِ حق کا پتہ بتا دیں گے — راہ سیدھی یہ وہ چلا دیں گے
ہیں کرامات یاں نمازوں میں — ہیں خوارق یہاں نمازوں میں
لطفِ صحبت نبیؐ میسر ہے — شمع بزمِ نبیؐ منور ہے
راہِ حق کی اگر تمنا ہے — نہ کہ صوفی۔ خلیفہ بننا ہے
شرک و بدعت سے پاک ہے یہ راہ — دزد و رہزن سے صاف ہی یہ راہ
جاننا چاہو گر طریقت کو — اور شریعت کی تم حقیقت کو
رازداں تم ہوگے قرآں کے — حل یہیں ہوں گے رازِ قرآں کے
ہے محبت کا کھیل یاں سارا — قیس بننے کا ہے اگر یارا
عشق لیلےٰ کی یاں ضرورت ہے — نل دمن مل کے ایک صورت ہے
شیام رادھے میں جس طرح ہی ربط — شیریں فرہاد میں ہے جیسا ضبط
خود کو جب تک مٹا نہ لے کوئی — خضر ہی کا لے سبق کوئی
ولولہ شوق اپنا رہبر ہو — میکدہ پیر کا میسر ہو
جذبِ الفت کا جو مزا جانے — درد و کلفت کو جو روا جانے
رابطہ شیخ سے ہو جب اتنا — نظر آئے نہ جسم و جاں اپنا
ایک قالب میں دو رفیق رہیں — دو ہیں کیا لاکھ گر شفیق رہیں
یار ہی یار بس رہے باقی — میکدہ بھی نہ ہو نہ ہو ساقی
یہ طریقہ حضورؒ اقدس ہے — منضبط خواجگانِ قدس ہے

الغرض

ساغر ہو وحدت کا ہو بادہ نبی اس میں — ساقی ہو مرا احد صمد شارب ہو یہ دیوانہ
جب حرص و ہوا دل میں کچھ باقی نہ رہ جائے — تب آنکھوں میں کھل جائے یہ رازِ فقیرانہ

حضورؒ کے عبادات و ریاضات نہایت پابندی کے ساتھ مطابق احکام فقہیہ عم
در آمد تھا اکثر نماز خود پڑھاتے۔ کبھی مولوی مقیم الدین صاحب اور کبھی مولوی تاج الد

یاکوئی دوسرا مولوی جو اس کام کا آشنا ہوتا حسب ارشاد حضوری امامت کرتا اگرچہ حاضرین جلسہ حضور کی امامت پر راضی تھے۔ اس نماز میں خاص لطف جو پہلے بیان ہو چکا ہے طالبین کو حاصل ہوتا۔ نماز تہجّد آپ کی کسی موسم میں آخر حیات تک قضا نہیں ہوئی۔ آپ بعد تہجد صبح تک منّت و زاری میں الفاظ دعائیہ کہ جو مولوی صاحب نے فیضانِ حضوری میں نقل فرمائے ہیں تلاوت کرتے رہتے تھے۔ وہ وقت ایک عجیب لطف کا ہوتا تھا۔ طالبان مست سے

صحن مست و باغ مست و کوچہ و بازار مست　　یار مست و حوز مست و طالب دیدار مست

اذانِ فجر کبھی خود آپ فرماتے کہ ایک لرزہ طالبین کے بدن پر پیدا ہوتا اور عام سننے والوں کے رونگٹے تھرّا اُٹھتے۔ اور نماز ہمیشہ با جماعت ادا فرماتے۔ بعد نماز ظاہر میں حقّہ حضوری کا دَور اور باطن میں شراب خمخانہ نبوی فیضان عامہ کے طور پر رواں ہوتا۔ اس ذائقہ کی حلاوت سے وہ کار آشنا لوگ کہ جنہوں نے اُس خمخانۂ نبوی کے کاسۂ لبریز کو پیکرِ قیامت تک مدہوش اور مست رہنے کا بیڑا اٹھایا تھا۔ پوچھنا چاہئیے

درمجلسِ صبوحی دانی چہ خوش نماید　　عکس عذار ساقی در جام مے فتادہ

مولانا مقیم الدین صاحب کبھی اور صاحبزادہ حکیم محمد عثمان صاحب دیا حافظ گلاب صاحب کلام مجید کا کوئی رکوع تلاوت فرماتے یا کوئی غزل حضرت خواجہ حافظ یا اپنے پنجابی زبان کے اشعار پُرجوش لہجہ میں جو حضور کی شان میں زیبا و لائق تھے اور مصداق تھے سُناتے۔ اس مجلس میں طالبین پر ایک خاص قسم کی کیفیت طاری ہوتی۔

آپ ہمیشہ ذکر قلبی کو منع فرماتے تھے۔ اور کہتے کہ اس میں بیماری کا اندیشہ ہوتا ہے اور آپ ذکر قلب سے قالب کے ذکر کو مقدم سمجھتے۔ آپ نے بارہا فرمایا کہ دیکھو ذاکر کی پہچان یہ ہے۔ (آستینِ مبارک اپنی اُٹھا کر اپنے ہاتھ کے رونگٹے دکھا دیتے کہ سارے کھڑے ہوتے۔ آپ فرماتے کہ اسی کو ذکر دوام سے تعبیر کرتے ہیں۔ آپ اکثر نماز زمین پر ادا فرماتے۔ خصوصاً جب نیا لباس زیب بدن فرماتے قصداً زمین پاک پر پڑھتے۔ جس سے عاجزی و فروتنی کا لطف آتا اور نفس کشی پر دالی ہوتا۔ اور بہتر معالج

نفس شریعت کی کمال اتباع کو فرماتے نماز عیدین عید گاہ میں ادا فرماتے۔ دل بہ یار دست بکار آپ کا خاص مسلک تھا۔ کبھی تسبیح و مصلے کی مثل صوفیان صافی آپ کو ضرورت نہ پڑتی۔ اکثر آپ مراقب رہتے اور صلوٰۃ دائمون میں معروف رہتے۔ خاص خاص طالبین کو بھی اس نماز کی ہدائیت و مزاولت کے واسطے فرماتے اور تنہائی میں زیادہ ٹہلتے کبھی یہ شعر بھی پڑھتے

کس نیست در جہاں کہ کند ناز ما قبول　　　یارب قبول کن تو منِ نا قبول را

جو مناجات اس وقت آپ پڑھتے تھے اُس مناجات کو فیضانِ حضوری میں مولوی مقیم الدین صاحب نے لفظ بہ لفظ نقل کیا ہے۔ رمضان المبارک کے روزے باوجود کبرسنی اور علما کے اصرار پر کہ آپ اب مرفوع القلم ہیں کبھی نہیں چھوڑتے۔ وقت آخر میں جب آپ پر سکر ہر وقت رہنے لگا روزہ سے معذور تھے مگر انتظام افطاری و سحری طالبان میں بلیغ کوشش فرماتے اور ملازم کو اور صاحبزادگان کو حکم ہوتا کہ اس نظام مقررہ میں فرق نہ آئے۔ گرمیوں میں آپ آبشورہ کا انتظام خود فرماتے اور دال نخود خام معہ پودینہ وادرک وغیرہ ڈال کر نہایت دلچسپی سے تیار فرماتے اور اس سے افطار فرماتے۔ مغرب کے ایک گھنٹہ کے بعد تراویح شروع ہوتی۔ بیس رکوع تراویح میں سرکار خود پڑھتے اور بیس رکوع تہجد میں معہ تین یا چار نفر طالبان دو رکعت میں پڑھتے اور آخر وقت میں ایک حافظ قرآن تراویح پڑھاتے رہتے۔ مطابق دستور مقررہ بعد تراویح کھانا تناول فرماتے۔

حضور کی بیداری و خواب میں تمیز مشکل سے ہوتی تھی۔ اکثر معلوم ہوتا کہ حضور خواب میں ہیں جب کوئی چارپائی کے قریب پہنچتا فوراً پوچھتے کون ہے۔ علیٰ ہذا نماز میں بھی مقتدیوں کے اس طرح نگراں رہتے کہ اگر کسی کے خیالات نماز یا مصلے سے ہٹتے یا کوئی اسی قبیل کی بات ہوئی جس سے نماز کے خضوع و خشوع میں فرق پایا جاتا اور بعد نماز ایسی تقریر فرماتے کہ مقتدی خطا کنندہ خود سمجھ لیتا کہ یہ حرکت ہم سے نماز میں ہوئی ہے۔ آپ فرماتے ؎

کہ گر با منی در یمینی میش منی　　　گر بے منی پیش منی در یمینی

اگر کوئی طالب حضور کی مجلس سے غیر حاضر ہوتا اور حضور کے پاس بھیجا ہوتا۔ فرماتے کہ جاؤ کنارے علیحدہ بیٹھو اور جو کچھ بتایا ہے کرو۔ اوقات فقیر ضائع نہ کرو۔ جمائی سے نفرت

کرتے تھے جیساکہ اوپر گزرا۔ اگر مجلس میں کسی کے جماہی آتی فرماتے جاؤ دور بیٹھو اور مجلس کو خراب نہ کرو۔ آپ کی توجہ باطنی نزدیک و دور کے لیئے یکساں تھی بشرطیکہ طالب آپ کی طرف مخاطب رہے۔ اکثر طالبین کو سرا حونش سے لکھا گیا کہ تم ان دنوں کام میں مخاطب نہیں رہتے اور تمہاری توجہ آج کل خلاف طرف ہے جس سے طالب کو شوق اور تنبیہ پیدا ہو جاتی اور عقیدت زیادہ ہوتی۔ چنانچہ ایک واقعہ راقم الحروف پر گزرا جس کو مولینا مقیم الدین صاحب نے فیضان حضوری میں درج کیا ہے۔ غرضیکہ بے ادبی اور بے تمیزی سے حضور کی خاطر پراگندہ ہوتی تھی جیساکہ اوپر ذکر ہوا ہے ؎

حافظا علم ادب ورز کہ در مجلس شاہ ہر کرا نیست ادب لائق صحبت نبود

اولیا اللہ کا کام بددعا کرنا نہیں صرف بے ادبی کی وجہ سے ان کے قلب میں ایک تحرک پیدا ہو جاتا ہے جس سے نقصان پہنچ جاتا ہے۔ صاحب عقیدت کو تنبیہ ہو جاتی ہے اور اہل غرض دنیادار کا نفاق بڑھتا جاتا ہے جس سے وہ بالکل تباہ برباد ہو جاتا ہے ع غبار خاطر ما چشم خصم کور کند۔

ہمارے سرکار فرماتے کہ جو مجھ کو جیسا دیکھے اور سمجھے ویسا ہی میں ہوں اگر بُری نظر سے دیکھے کل جہان سے بدتر پائے گا اور اگر اچھے خیال سے دیکھے گا۔ اچھا پائیگا ؎

ہنر بچشم عداوت بزرگتر عیب است گل است سعدی ودر چشم دشمناں خار است

آئینہ کے سامنے جیسی شکل ہوگی ظاہر ہوگی۔ واقعہ مشہور ہے ایک حبشی نے اپنی شکل آئینہ میں دیکھی اُس کو اپنی شکل بُری معلوم ہوئی اُس نے آئینہ پھینک دیا کہ یہ آئینہ اچھا نہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوجہل نے بھی دیکھا اور حضرت صدیق اکبرؓ نے بھی دیکھا ایک زندیق ہوا دوسرے نے صدیق کا لقب پایا ؎

بر سند فقر چو بینی شاہ ہے ز اسرار حقیقت بہ یقین آگاہ ہے
گر نقش کنی بلوح دل صورت زاں نقش بہ نقشبند یابی راہ ہے

حضور کا قول تھا خالی آؤ اور بھرے جاؤ۔ جو شخص بھرا آئے گا وہ خالی جائے گا۔
اگر کوئی صاحب نسبت دیگر سلاسل کے تشریف لاتے ہوں آپ از راہ ... آپ کی طرف ...

توجہ فرماتے آپ فرماتے کہ آپ اس قاسی قلب پہ بیفائدہ تکلیف گوارا نہ کریں۔

عرس شریف یا دیگر اوقات میں جو طالب دور دراز سے آتے اور ہفتوں قیام فرماتے جس وقت واپس ہوتے عجب شور شین بہ پا ہوتیں حضور کی صحبت اور مشاہدہ چہرۂ انور کا یہ خاصہ تھا۔ طالبوں کو خصوصاً اور عوام کی عموماً یہ حالت ہوتی کہ دنیا اور اہل دنیا کی طرف سے بالکل بے تعلقی اتنی دیر کے لیئے ہو جاتی اور سوائے چہرۂ انور کے کسی طرف دیکھنا اچھا نہ معلوم ہوتا تھا۔ چہرہ انور سے انوار کی طالب کے قلب پر ایسی بارش ہوتی کہ گویا آفتاب کی کرنیں سینہ میں مسلسل چلی آتی ہیں۔ اور طالب اپنی جاں نثار کر دینے پر حضور کے قدموں پر تیار رہتا۔ بعض چیخ اٹھتے اور بعض پر ایک حالت محویت طاری ہو جاتی۔ ایک دوسرے کی خبر نہ رہتی۔ طالبان کے واسطے مثل دیگر سلاسل کوئی وقت حلقہ کا نہ تھا بلکہ وہ آفتاب معرفت پر تو نبوی ہر وقت قلوب طالبین پر منور و ضیا بخش رہتا۔ اللھم صل وسلم علی سیدنا محمد ا۔ ا۔ لخ

غزل حضرت خواجہ نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ

صبا بسوئے مدینہ رو کن ازیں دعا گو سلام برساں ‎ ‎ بگرد شاہ رسل بگرداں بصد تضرع پیام برساں
بنہ بچندیں ادب طرازے سر ارادت بخاک آں کو ‎ ‎ صلوٰۃ وافر بروح پاک جناب خیر الانام برخواں
بباب رحمت گہے گزر کن بباب جبریل جبہ بیں سا ‎ ‎ صلوٰۃ ربی علیٰ نبی گہہ بہ دار السلام برساں
بہ لحن داؤد ہم نوا شو بہ نغمۂ درد آشنا شو
بہ بزم پیغمبر ایں دعا را ز عبد خاص نظام برخواں

میرے خیال میں حضور کی ہر ادا ایک کرامت خاص تھی۔ مولوی مقیم الدین علیہ الرحمۃ نے کتاب فیضان حضوری میں مفصل لکھا ہے ؎

دل فریباں نباتی ہمہ زیور بستند ‎ ‎ دلبر ماست کہ با حسن خدا داد آمد
آں دلبر یگانہ پروائے کس ندارد ‎ ‎ گوہر شناس داند در یتیم ما را
ز عشق نا تمام ما جمال یار مستغنی است ‎ ‎ بہ آب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روئے زیبا را
شاہد آں نیست کہ موئے و میانے دارد ‎ ‎ بندۂ طلعت آں باش کہ آنے دارد

حضور کی سیر و سیاحت

حضور کا تا حیات خیال رہا کہ جو کام صوفی صاحب علیہ الرحمۃ نے مجھ کو عطا فرمایا ہے مطابق حکم اُس کی اشاعت کامل ہو۔ اسی خیال میں آپ ہندوستان کے ہر چہار طرف پھرے اور تکالیف و مصائب سفر برداشت کئے اور جو ملا اُس کو کام کی ترغیب دی کیونکہ اس وقت اور طرق اور روشیں بہت موجود ہیں اور ہر زمانہ میں رہیں۔ مگر حلاوت نماز کہ جو بعض خاندانوں کی آخری منزل ہے۔ اور خدشہ و خوف سے خالی نہیں عنقا صفت مفقود ہے جس کی بابت مجدد صاحب علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ کل اذکار وغیرہ واسطے یکسوئی و جمعیت خاطر کے لئے ہیں اور جمعیت و یکسوئی واسطے درستی نماز کے ہے (حدیث قُرَّۃُ عَیْنِی فِی الصَّلٰوۃِ۔ الصلوٰۃ معراج المومنین۔ الفاظ خضوع و خشوع اس بات کے مؤید ہیں) کم مجلسیں ایسی ہیں۔ جن کے پیچھے نماز میں لذت حاصل ہو اور جن کی تعلیم کا نتیجہ درستی صلوٰۃ کامل ہو۔ مولوی مقیم الدین صاحب نے جو حضور اقدس کے خلیفہ تھے۔ کتاب روح نماز حسب ارشاد عالی نیاز کی جواب تک کئی بار طبع ہو چکی ہے۔ بنگال کے اکثر اضلاع مثلاً صوبہ بہار ضلع چھپرا و ضلع چورلوان میں جو کہ اکثر علماء اور حفاظ کی خاص آبادی ہے۔ زیادہ عرصہ تک ایک باغ میں قیام فرمایا۔ اور چند مولویان و حفاظ کو مثل حافظ عبد الغفور صاحب و مولوی محمد عارف صاحب و مولوی محمد فائق صاحب اور ان کے تمام اعزا معہ اکثر اطراف واکناف کے لوگ آپ کے حلقہ بگوش ہوئے ہیں اور کارکردہ نسبت ہذا ہیں حقیقت الصلوٰۃ کی چاشنی سے خبردار اور لطف اٹھانے والے ہیں (اللھم زد فزد) اُسی نواح میں ایک موضع لبِ دریا جواہی کے نام سے موسوم ہے وہاں ایک حاجی صاحب کی ہستی بہت قابلِ قدر ہے۔ اور با اثر شخص ہیں جو حضور کے عقیدت کیش و خادم ہیں آپ کے ایک جوان بچے نے جو دہلی بغرض علاج گیا تھا۔ اور مرضِ دق میں مبتلا تھا حالت غیر ہونے پر وہاں سے واپسی میں قریب اسٹیشن سنڈیلہ میں پہونچکر ریل گاڑی میں لقمہ فوت چکھا۔ افسران ریلوے نے ریل سے اتار دیا۔ اور سرا حوض شریف کے مغربی ٹکڑے زمین میں بھمراہی دیگر یاران مدفونہ خواب راحت میں مصروف ہیں۔ زیر درخت

شیشم قبر بنائی گئی - حاجی صاحب نے کچھ اراضی سر احوض پر بطور وقف رجسٹری شدہ جس کی سالانہ نکاسی تقریباً ۶۰ یا دس روپیہ ہے - جو سالانہ عرس ہیں ان کے خویش بذریعہ محمد نذیر صاحب آجایا کرتی ہے - اور ضلع چمپارن ہیں ایک مقام دریاپور ہے - معرز و شرفا و اہل دل کی بستی ہے - اچھے لوگ اس میں آباد ہیں اور تھے - بڑے خوش عقیدت اور محب فقرار چنانچہ فہیم خانصاحب کہ جو حضور کے بہت جاں نثار اور پیارے اور طلب نسبت میں بہت سرگرم تھے - اور طالب اور عاشق صلوٰۃ حضوری تھے - عموماً تہجد سرکار کی خدمت میں جو آبادی سے الگ ایک باغ تھا - اور حضور کا وہیں قیام تھا ادا فرماتے - اللہ انکو مغفور فرمائے - ایک بچہ ان کا مظہر الحق ایک واقعہ اوس کی صغر سنی کا عجیب و غریب ہے اور قابل عبرت ہے - صاحبزادہ خواجہ محمد عثمان صاحب جواب صاحب سجادہ ہیں ان سے وہ بہت مانوس تھا - بوجہ زیادہ قیام دریاپور اس کو کمال ربط اندرونی پیدا ہوگیا - بوقت واپسی سرکار آپ کے ہمراہ جانے کو تیار ہوا - اور اگر کوئی مانع اس کو روکتا بوجہ سُرعت طبع و ذکائے خود اس کو پریشان کرتا یہاں تک کہ تین میل دریا تک اس نیت میں بچہ رہا جو وقت سرکار کی خدمت ہیں پہونچا حضور نے اس کو پیار کیا اور کمال شفقت سے اس بچہ کے سر و چشم پر بوسہ دیا اور تسکین دی کہ تم اپنے باپ کے ساتھ عُرس میں آنا - بدشواری دبدیدہ جوش و ولولہ اس کا کم ہوا اب ماشاء اللہ وہ بچہ صاحب اولاد ہے اور نہایت مخلص خدائے تعالےٰ برکت دیوے اور اس موضع کا بچہ بچہ سرکار کے اسم گرامی پر فدا اور لطف نماز کے شائق اور نسبت کے تشنہ ہیں اور بعضے کارسرکار سے آشنا اور اس نسبت سے بہرہ وافر رکھتے ہیں اسی موضع کے ایک رئیس جناب علی خانصاحب تھے عجیب ہستی رکھتے تھے - فقیر دوست مخیر مزاج ہیں سادگی و خیرات و صدقات و امورات خیر کے حصہ لینے ہیں ید طولیٰ رکھتے تھے آپ بھی ہمارے سرکار نامدار کے عقیدت کیشوں اور جاں نثاروں ہیں تھے - اگرچہ اس خاندان کے لوگ دوسری جگہ کے مرید تھے مگر حضور نے بوجہ فیوض عامہ خود کسی کو اس نور نبوت کے برکات سے محروم نہیں رکھا ان کے صاحبزادہ اخوی محمد خانصاحب کہ جو اکثر عرس میں سالانہ ہیں حاضر ہوتے ہیں مجھ نیاز مند کو بھی جن سے نیاز حاصل ہوا ہے جن کو رابطہ نسبت حضوری میں کمال غلو اور ذوق و شوق رہا ہے اکثر صاحب سجادہ حضوری وہیں تشریف لے جاکر طالبان کو اس نسبت پاک

کی تازگی بخشتے ہیں اور جدید قسم کی روح اپنے قیام سے طالبین کے اندر پھونکتے ہیں۔ یہاں کے لوگوں کو صاحب سجادہ سے کمال تعشق ہے اور چھوٹے و بڑے سب فدائی ہیں (اللھم زد حبًا واعتقادًا و شوقًا وانہ ددا شتیاقًا) محمد خانصاحب موصوف نے بھی کچھ زمین جس کی آٹھ دس روپیہ سالانہ نکاسی ہے وقف سراحوض رجسٹری کرادی ہے (اللھم بارک بجمیع امورہم فی الدنیا والاخرۃ ببرکت انوار النبوت و برکات انوار ذوات النقشبندیہ رحمۃ اللہ تعالے علیہم اجمعین وافاض الطالبین با نوار برکاتہم الی یوم الدین وصل وسلم علے نبیہ الکریم علیہ وعلی آلہ واصحابہ التسلیم والتعظیم والتکریم علیہ من الصلوٰۃ اتمہا وافضلہا واکملہا وادومہا۔

اور اسی اطراف میں لاتعداد رہستیاں ایسے حضور پرنور کی فدائی مع زن و بچہ ہیں کہ راقم کو صرف ان سے نسبتی تعلق ضرور ہے مگر نام وسکونت سے ناآشنائی ہے کس کس کے واقعات تحریر کروں اور اس بحر ذخار کے جس قدر غوطہ خور ہیں ان کی تعریف اور جاں نثاری کا اسمًا اسمًا کہاں تک بیان کروں ؎

ہر گلِ را رنگ و بوئے دیگر است　　　این گلستاں راہوائے دیگر است

کاتب الحروف کی یاد میں کبھی کل مجموعی طور پر طالبان کا اجتماع عرس کے موقعہ پر نہیں ہوسکا بہتوں کو بوجہ عسرت اور بہتوں کو بوجہ اتفاقات زمانہ و عسرت۔ بہر نقد بر اس قدر لوگ پروانہ نور نبوت کے فریفتہ آتے تھے کہ جنگل سراحوضی ان کے وجدان ذوق سے صدائے حضوری ہیں گونجتا تھا اور پتہ پتہ اس بادی انوار نبوت کا ہم جلیس رہتا تھا اور آج بھی بعد حضور وہی رنگ مجلس ہے

جمالِ یار بہر شش جہت تماشہ کن　　　کہ او نقاب ندارد تو دیدہ پیدا کن

اس مجلس کا رنگ ہی کچھ اور رنگ کا ہے خدا صاحب سجادہ کے کام میں برکت عطا کرے اور استقامت میں کمال من مزید ترقی بخشے ؎

دیدۂ بینا لقائے حق بود　　　حق کجا ہمراز ہر احمق بود

ہمارے سرکار روحی فداہ ہمیشہ ہر طالب کو اتباع سنت مصطفویہ و غلو اتباع شریعت سنت سنیہ کے لئے تاکید فرماتے کہ یہ اس راہ والوں کا مقدمہ راہ ہے بغیر اس کے یہ نسبت اثر

نہیں کر سکتی۔ راہ بند۔ یہ بھی فرماتے ہے

دام تزویر پیش ما نرود — شیر سرخیم افعی سیہیم

بغیر اطاعت طریق سنت سنّیہ و کمال مطالعت شریعت غرہٗ مصطفویہ راہ دشوار اور خسارت نقد وقت ہے۔ عمر کو ہر گز صوفیائے خام کی صحبت میں جاکر ضائع نہ کرنا چاہیئے

کارواں رفت تو در خواب کمیں گاہ بہ پیش — کے روی رہ زکہ پرسی چہ کنی چوں باشی

ہر امر میں طلبا کی نگہداشت اتباع شریعت میں ملحوظ فرماتے رہتے تھے۔ اور رہروانِ راہ کو جب کدورت یا قبض اس نسبت میں پیدا ہوتا تو بکمال محبت استفسار فرماتے کہ تم سے کوئی امر نامشروع تو اتفاقاً صادر نہیں ہوا ہے۔ اس کے جواب دینے پر ہر حال میں توبہ و استغفار کا حکم صادر فرماتے اور کبھی کلمہ تمجید) اس عمل سے اس کی گُتھی سلجھ کر بہ معونت توجہ خود طالب کو اپنے اصلی مقام پر لے آتے اور فرماتے کہ

ہزار نکتہ باریک تر زمو ایں جاست — نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند
نہ ہر کہ چہرہ برافروخت دلبری داند — نہ ہر کہ آئینہ دارد سکندری داند

یہ نسبت پاک نسبت صدیقیہؓ کے نام سے موسوم ہے جب تک کُونوا مَعَ الصّادِقِین کا مصداق نہ بنے یعنے مطابعت مصطفویہ علیٰ صاحبہ الصلوٰۃ والسلام میں اپنے کو خاک میں نہ ملادے اور مثل صدیقؓ اپنی ہستی کو فنا کرکے مُردہ زمین پر نہ چلے بھیرے راہ دشوار ہے

دام سخت است مگر یار شود فضلِ خدا — ورنہ آدم نبرد صرفہ زشیطان رجیم

علیٰ ہذا اور ممالک پنجاب۔ بنگال و آسام میں بھی سفر فرمایا چنانچہ چاہ جو لنگر عُرس میں صرف ہوتی ہے۔ وہ ایک طالب مُلک آسام ڈبرو گڈھ سے معہ دیگر خدمات آتی ہے جن کا نام رحمت علی و میاں علی محمد تاجران پارچہ وغیرہ تھے اور خط و کتابت ان کے آتے رہتے ہیں ان کا تمام گھر جاں نثار حضور ہے۔ ایام عُرس میں صدہا طالبان خدا دور دراز سے بعد مستقل قیام سرکار سرا حوض حاضر ہونے لگے۔ جن کے نصیب میں ہوتا صحبت سے فیض یاب ہوتا۔ صوبہ بہار و بنگال کے طلبا کی تعداد کو اللہ خوب بہتر جانتا ہے۔ عجیب عجیب خوبی کے لوگ ہیں۔ انکسار عجز گویا ان کا فطری خاصہ ہے۔

حضور قدس اللہ سرہ العزیز سالانہ حضرت مجدد الف ثانی امام ربانی شیخ احمد فاروقی سرہندیؒ کا عُرس (فاتحہ) فرماتے۔ ۲۶-۲۷-۲۸ صفر ہیں طالبان جو دور دراز کے فاصلہ پر ہیں ان کو اطلاعی خطوط لکھتے طالبین ذوق وشوق میں ۲۶ یا اس کے قبل آجاتے ۲۸ یا بعد اس کے رخصت ہو جاتے جب تک حضور میں طاقت جسمانی وبصارت رہی نہایت ذوق وشوق سے خود انتظام مہمانداری وانصرام عُرس فرماتے اور طالبین اس موقعہ کو غنیمت ونعمت عظمیٰ سمجھتے قرآن خوانی ووعظ ۲۸ صفر کو ہو کر بعد پنجایئت دن کو تقسیم چاول اس کے بعد جس قدر خواہ طالب ہوں یا عوام باشندگان سندیلہ واطراف سب کو بٹھلا کر کھلاتے اور بعد کو تقسیم بھی کرا دیتے اور شب کے وقت بعد وعظ میوہ تقسیم ہوتا یہ زمانہ بھی عجیب نزول رحمت بلکہ نزول ملائکہ کا ہوتا کہ جس وقت حضور نفیس پوشاک زیب بدن فرماتے اور دائیں بائیں دونوں صاحبزادگان مدظلہم العالی تشریف رکھتے اور خاص طالبین حضور کو حلقہ کر بیٹھتے آغاز پنجایئت حضور فرماتے۔ سامعین پر جو وجد وکیفیت طاری ہوتی اس کا اظہار الفاظ میں نہیں ہو سکتا۔ آپ کے بعد ہر دو صاحبزادگان اپنے اپنے خوش آواز لہجہ میں کلام پاک تلاوت فرماتے عجب پرلطف کیفیت سامعین پر ہوتی۔ کوئی روتا کوئی اچھلتا اور وہی کیفیت رفتہ رفتہ عام حاضرین مجلس پر متاثر ہوتی۔ آج حضور کے وصال کے بعد بھی سجادہ نشین صاحب مدظلہ العالی نے عرس مجدد صاحب علیہ الرحمۃ اسی پیمانے پر بتقلید حضوری کرتے ہیں اور حسب مشورہ خاص طالبین بوقت انتخاب سجادہ نشین طے پاگیا تھا۔ کہ جس طور پر حضور نے اپنے پیر حضرت صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا عُرس نہیں فرمایا بلکہ آپ نے مجدد صاحب علیہ الرحمۃ کا عرس مصلحتاً اپنی حیات میں کیا اور کل خواجگان معہ حضرت صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو شامل عُرس ہذا فرماتے وَلِلْاَرْضِ لِلْکاس الکرام نصیب سجادہ نشین صاحب بھی اسی طرز عمل حضوری کی عامل رہیں سالانہ عرس میں حضور کا بھی فاتحہ شریف بتقلید حضوری داخل کیا گیا ہے اور یہ باتفاق جملہ مریدین ومتقدین حضور کے بعد عمل در آمد جاری ہے جس کو آج با پنچ چھ سال ہوئے عمل در آمد ہے

حضور کی ولادت ۱۸ ذی الحج یوم پنجشنبہ ۱۲۴۰ھ ہجری نبوی اور تاریخ وصال ۵ جمادی الثانی ۱۳۴۸ھ یوم شب جمعہ اس حساب سے ایک سو آٹھ سال اور ۱۷ یوم آپ کی عمر شریف ہوئی۔ آخری حصہ عمر میں آپ بہت نحیف ولاغر ہو گئے تھے۔ وصال کے پندرہ روز پیشتر آپ کو نمونیہ کی

شکایت ہوئی۔ ڈاکٹر کا علاج ہوتا رہا اور حضور پرنور کا انتقال پُر ملال ۸ بجے صبح کو واقع ہوا۔ وقت ارتحال حضور غلام رسول لاہوری معہ بچگان و سراج الدین لاہوری معہ اہل وعیال و بادشاہ خاں علاقہ گمل کا رہنے والا اور صاحب سجادہ حکیم محمد عثمان صاحب بھی حاضر تھے۔ دوسرے دن تیسرے دن اتوار تھا بوجہ تعطیل میرا بھی قیام سندیلہ میں تھا۔ حضرت صاحبزادگان و نیز حاضرین مرحوض کی بہ رائے قرار پائی کہ حضور کے کل طالبین کو وصال کی اطلاع جابجا کر دی جاوے اور تاریخ ۷، ۸ دسمبر ۱۹۲۹ء واسطے فاتحہ حضور پرنور قدس سرہ العزیز و انتخاب سجادگی مقرر ہو کر خطوط تحریر کر دیئے گئے۔ چنانچہ تاریخ مقررہ پر شیدایان و مشتاقان و طالبان حضور بحالت اضطراری و بےچینی حضور حاضر جلسہ ہوئے رسم فاتحہ خوانی نہایت وسیع پیمانہ پر ادا کی گئی۔ ملک پنجاب۔ بنگال و آسام و نیز اودھ کے طالبین شریک فاتحہ ہوئے۔ مولوی امام الدین صاحب و مولوی احمد اللہ صاحب ندوی جو حضور کے خاص طالبین میں سے ہیں تشریف فرما ہوئے جنھوں نے اپنی اپنی تقاریر میں حضور کے فضائل خاصہ سے حاضرین جلسہ کو محظوظ کیا۔ بعد ختم وعظ اسی مجلس میں مسئلہ جانشینی چھڑا۔ مولانا صاحبان موصوفین و نیز میاں محمد مرتضیٰ صاحب سب انسپکٹر پولیس جو حضور کے خاص عزیز و پیارے تھے بہ کاتب الحروف معہ دیگر صاحبان کے مشورہ سے بعد افہام تفہیم بسیار جناب سیدنا حکیم محمد عثمان صاحب مدظلہ العالی جو حضور اعلےٰ و اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند اکبر ہیں اور ذی علم ہیں جانشین مقرر ہوئے۔ صاحبان پنجاب و لاہور نے بہ وساطت مولوی صاحبان دستاربندی فرمائی۔ پہلے مخدومنا سید محمد صدیق صاحب برادر عزیز سجادہ نشین نے بطیب خاطر و باعقیدت مصافحہ تجدید بیعت معمولہ کیا اور دست حق پرست اپنے برادر معظم پر فرمایا۔ اس کے بعد جملہ حاضرین و مولوی صاحبان و نیز جملہ صاحبان شیفتگان حضور پرنور نے نہایت عقیدت و نیازمندی سے بعد تجدید بیعت رسم نذرانہ ادا کی۔ اللہ جل شانہٗ جانشین صاحب مدظلہ العالی کی عمر میں برکت فرما دے۔ آپ کے فیوض سے طالبان حق نسبت حضوریہ سے فیضیاب ہوں اور آپ کو قدم بقدم حضور پرنور رحمۃ اللہ علیہ پر چلنے کی ہمت و استمداد غیبی بطفیل نبی الامی المدنی القرشی علیہ الصلوٰۃ والسلام حاصل ہو۔ ہمارے حضرت جناب سجادہ نشین صاحب مدظلہ العالی باوجود علوم عربیہ میں مہارت تامہ رکھنے کے علم طب میں بھی قابلیت تامہ رکھتے ہیں اور مستند طبیب ہیں۔ دو سال قبل وصال اکثر حضور رحمۃ اللہ علیہ طالبین کی تعلیم کے لئے جناب

سجادہ نشین صاحب کے سپرد فرماتے اور اکثر بوجہ ضعف خود زیادہ لوگوں پر زور دینے کی طاقت نہ رہی۔ طالبین کو اپنے سامنے بلا کر صاحب سجادہ صاحب سے دو رکعت نماز جس کو صلوٰۃ حضوری کے نام سے موسوم کرتے ہیں پڑھوا دیتے حضور کے حیات میں ہی جس پر آپ توجہ کرتے توجہ کا اثر ہوتا اور آپ کی شان میں شاباش وجزاک اللہ فرماتے نسبت باطنی کا زور جس طالب پر آپ دیتے فوراً اثر ہوتا حضور کی موجودگی میں آپ فرمایا کرتے کہ میرے واسطے پیشہ طبابت اللہ نے مجھے عطا کر دیا ہے یہ حضور کی دعا کا ثمرہ ہے یہ مجھے بس ہے میں اس فقر کے کوچہ میں آ کر فقیر بننا اچھا نہیں سمجھتا اور اکثر راقم الحروف سے تکرار کر بیٹھتے۔ چنانچہ آج بھی آپ کی استغنائی کیفیت اور وفور علم و زور نسبت حضوری قابل مشاہدہ ہے آپ کے بفضلہ تین صاحبزادہ ہیں کہ جو آپ کے زیر سایہ ہیں۔ حافظ محمد عرفان عفور احمد و غفران احمد زعزت (عمرہ) اللہ ان کی عمر میں ترقی عطا فرماوے اور علم دین میں کامل و مکمل ملکہ بخشے۔

فرزند ثانی حضور پر نور مخدومی سیدنا محمد صدیق صاحب ہیں۔ آپ کی شان بھی نہایت ارفع و اعلیٰ ہے آپکو شرف صحبت حضور پر نور کے ساتھ نہایت کم سنی سے ہے۔ سفر و حضر میں ہمراہ رہے آپ کے پیچھے بھی نماز میں ذوق حاصل ہوتا ہے آپ کے بھی تین صاحبزادہ ہیں۔ محمد رفیق و محمد شفیع و محمد عتیق من عمر ہنوز ہیں جن کے تعلیم میں آپ کو زیادہ مصروفی ہے حضور اقدس کا اصل مقصود اشاعت نسبت ہے لہذا جس طالب میں کام اثر کر جاتا آپ فرماتے کہ دوسروں کو بھی بتلاؤ اور اس کام کا پتہ دو جس سے تمہارے کام میں استحکام ہو۔ آپ خلیفہ کا لقب دینا کسی کو پسند نہ فرماتے۔ خاص خاص طالب اس نسبت کی اشاعت میں حضور کی حیات میں اور اب بھی نہایت سرگرمی سے اپنے منصب کو انجام دیتے ہیں۔ مولانا مولوی متیم الدین صاحب خلافت نسبت حضوریہ پر فائق تھے۔ آپ کے مفصل حالات فیضان حضوری میں خود آپ نے درج فرمائے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مرید کا ایک پیر کے ساتھ کیا برتاؤ ہونا چاہئے جس کے کہ وہ عامل تھے۔ چونکہ آپ عالم تھے۔ اس نسبت عالیہ کے کوائف و واردات جو حضور کی فیضان صحبت سے طالبان پر گذرتے تھے۔ اس کی تصدیق قرآن و حدیث سے آپ فرماتے تھے اولاً ایک کتاب روح نماز حسب ارشاد حضور آپنے طبع فرمائی جو قابل ملاحظہ طالبین ہے جو

اس نسبت کا اثر اطراف پنجاب میں پھیلا اور نماز میں گریہ و بکا شروع ہوا۔ وہاں کے علما نے
طالبوں پر نکتہ چینی و اعتراض شروع کئے آپ نے رسالہ نور نبوت و فنا فی الشیخ جس میں حدیث و
قرآن و اقوال صحابہؓ و بزرگان دین کے حوالے سے رابطہ شیخ و تصور برزخ (جو ہر چہار سلاسل
کا معمول ہے) نہایت شرح اور بسط سے لکھا اور آپ کو اس نسبت کی اشاعت میں نہایت
درجہ کمال حاصل تھا۔ چند کتب اور بھی صداقت الاسلام صیقل شریعت۔ منصف الادیان
وغیرہ بھی آپ کی یادگار ہیں جس سے آپ کا فدائے اسلام اور عاشق حضور ہونا پایا جاتا ہے
مولوی صاحب موصوف بعض اوقات جوش محبت میں حضور کو اشعار عاشقانہ سناتے آپ کے دل
میں کمال تمنا تھی اور بارہا منت عرض بھی کیا کہ حضور ایک مرتبہ کلبۂ احزان کو خصوصاً ملک پنجاب
کو عموماً اپنے قدم سے مشرف اندوز فرمائیں۔ حضور پر نور بجلۂ عقد جناب مولوی مقیم الدین صاحب
پنجاب تشریف لے گئے۔ چنانچہ وہاں طالبوں کا اژدحام یہاں تک کہ علاقہ سرحد بلکہ
پہاڑ کے اندر بھی کوہ سلیمان تک تشریف لے گئے۔ صاحبان نسبت اور تشنہ کامان
عرفان کو شادکام فرمایا۔ اس طول و طویل سفر کرنے ... میں یہ نتیجہ ہوا کہ پہاڑوں سے
بھی صدائے حضوری اب تک جاری ہے اور مولوی صاحب کا موضع ممریز علاقہ ٹانک ضلع
ڈیرہ اسمعیل خاں میں بوجہ گرویدگی طالبان کئی ماہ تک قیام فرمایا۔ وہاں کے قیام میں عرس
معمولی حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ بھی فرمایا۔ جملہ معرکہ ممریز خصوصاً نور خاں مرحوم
و حافظ گلاب مرحوم کہ جن کو نسبت حضوری میں یہ کمال تھا کہ امام جس حصہ ارکان نماز میں مصلی
سے الگ ہو (یعنے تجلی انتقال) بعد فراغت نماز اس کو بتا دیتے کہ بھائی صاحب اس دربار
میں امامت کے لیۓ ہوش سے کھڑے ہوا کرو اور مصلے سے ہٹ نہ جایا کرو۔ اگرچہ حضوری
دربار خداوند منجانب حق ہے افسوس کہ حضور کی حیات میں ہی دونوں صاحب نے لقمۂ فوت چکھ
ان کے ہمراہیوں میں بہت سے لوگ اس موضع ممریز میں ایسی ہی نسبت رکھتے تھے۔ نواب
فقیر ایک مجذوبانہ روش رکھتا تھا۔ اور نہایت سیف زبان بوجہ اخلاص و معیت حضوری ہو گیا
تھا۔ ان اصحاب میں سے چند احباب مثل ملک شہزادخاں و اسکندرخاں و دیگر برادران
جن کو خدا سلامتی ایمان و ایقان کے ساتھ زندہ اور خوش رکھے موجود ہیں اور مصروف بکا

ہیں اور تمامی ساکنان ممریز معہ زن و بچہ فدایان و جاں نثار حضور ہیں۔ ملک شہزاد کے کئی بھائی تھے۔ اکثر فوت ہو گئے۔ ایک بھائی آپ کے ملک حیات ہیں۔ نہایت سادہ لوح حضور کے نام لینے سے اُن پر حالت گریہ طاری ہوتی ہے۔ روتے بہت ہیں۔ اور صلوٰۃ حضوری کے عاشق ہیں۔ خدا اُن یاران طریقت کو خوش و خرم رکھے تمام معرکہ ممریز برکات حضوری سے لبریز اس موضع میں اچھے اچھے لوگ پہلے تھے بعد ممات مولوی صاحب اب چند لوگ ان میں سے باقی ہیں جو نہایت قابل قدر ہیں۔ مثل اسکندر خاں مذکور و دیگر صاحبان فدایان نام حضوری و شیفتگان نسبت حضوری معہ خورد و بزرگ فدا ہیں ؎

اَحَبُّ الصَّالِحِیْنَ لَسْتُ مِنْھُمْ لَعَلَّ اللّٰہَ یَرْزُقْنِیْ صَلَاحاً

اسی مقام پر مولانا مولوی حاجی حافظ مہر داد صاحب چیسن کبھی ۱۹۰۳ء میں شہرت نماز حضوری سن کر تشریف لائے۔ باوجودیکہ صاحب موصوف خاندان معصومیہ رحمۃ اللہ علیہ کے ستر اسباق کو سبقاً سبقاً طے کئے ہوئے تھے۔ اور صاحب ارشاد و مجاز بھی اس خاندان کے تھے۔ چونکہ اُس خاندان مذکور کا آخری سبق حقیقت الصلوٰۃ ہے اس کی چاشنی سے بھی واقف تھے۔ مگر حیران تھے کہ طالب از خود رفتہ قرأت کلام اللہ اور نماز میں اپنے جینے کی اور مرنے کی کیوں نہیں پرواہ کرتا۔ چونکہ راہ بین و راہ دان طریقت تھے۔ صرف اشارہ کی ضرورت تھی۔ بخیال ارادت حصول نسبت فرما کر تعلیم نسبت ہذا لی۔ آپ کو کہ رہبر طریق تھے۔ تاہم بہت دقتوں سے اصل مقصود جو اس نسبت خاصہ کا تھا حاصل کیا اور حضور نے آپ کو اجازت تعلیم نسبت کی بھی فرمائی۔ آپ نے چند طالبان خاص اپنے کو بھیجیں اطلاع نسبت ہذا حصول اس نسبت پر آمادہ کیا اور وہ سب کے سب پروانہ وار نثار حضور ہوئے چنانچہ آپ حالت حیات حضور میں ہر سال اکثر معہ چند طالبان چیسن داطراف عرس سالانہ میں بصرف زر کثیر باوجود معذوری بینائی خود [illegible] اور خود حضور کے صحبت سے اور دیگر طالبان موجودہ کو اپنی صحبت سے مستفیض فرماتے۔

ہمارے حضور پر نور موضع چیسن کبھی تشریف لے گئے ہیں۔ یہاں کے لوگ کل پشتونی اقوام بھٹی ہیں۔ مگر آہ صد آہ کہ وہ باغیچہ حضوری جس کو چشمہ آدم غار سے دیہاں ایک چشمہ

ہے جس کا نام آدم غار ہے) آبپاشی نصیب نھی عجیب وغریب پود ہے سرسبز و شاداب مثل گل خان و حمزہ خان و جنگی خان و ملا توران و مولوی سیف اللہ و مولوی عبدالرحمن و دیگر نمبرداران موضع مثل احمد خان وغیرہ بقیہ لوگوں کے نام سے کاتب الحروف نابلد ہے۔ ہفتہ عشرہ کے قیام میں اس قدر شاداب باغ بمعونت حافظ حاجی مہرداد صاحب تیار ہوا کہ جس میں کے کئی پودے بحالت حیات حضوری باد صرصر کے تند و تیز جھونکوں سے مرجھا و کملا گئے اور دامن پہاڑ میں اپنے محبوب رعنا کو بغل میں لئے ہوئے کسی آنے والے دن کا انتظار کر رہے ہیں۔ ؎

ہمہ آہوان صحرا سر خود نہادہ برکف　　بہ امید آں کہ روزے بشکار خواہی آمد

اور کوئی مست الست مزار سے آواز دیتا ہے ؎

روزے قیامت ہر کسے در دست دارد نامہ　　من نیز حاضر میشوم تصویر جاناں در بغل

اور جو موجود ہیں وہ برکات انوار نبوت کے باردار و بار آور شجر ہیں خدا ان کو اپنی امان میں صاحب ایمان رکھے۔ بوقت دورہ صاحبزادہ کی مہمان نوازی لطف صلوٰۃ حضوری کے لئے پروانہ وار پیچھے پھرتے ہیں جب تک آپ اُس اطراف میں رہتے ہیں اکثر ہمراہ رہتے ہیں۔ چشمہ مذکور آدم غار میں ایک خدا داد قوت ہے جس دامن میں یہ چشمہ ہے اس پہاڑ میں سلاجیت کی کان ہے اور وہ تیت بھی اکثر چشموں میں اگر تازہ پانی پیا جائے دیکھی جاتی ہے عجیب جگہ ہے اور گمل ٹانک میں بوجہ طلب طالبین و مخلصین ہمارے سرکار روحی فداہٗ قیام فرماتے۔ وہاں کے شیخ زادگان عموماً پیر و مجاز و صاحب کرامات ہیں۔ اگرچہ چند لوگوں کو اس غرہ شیخزادگی نے جو کہ اس نسبت کی ضد ہے۔ اس نسبت کی کمالات خاصہ سے کافی فائدہ نہیں پہونچا مگر تاہم مخلص و عقیدت کیش اور جاں نثار معدز ن و مرد ہیں۔ گمل بازار کہ جو دڑہ کابل ہے اس میں معزز خانان کی آبادی ہے اور اکثر نمبردار ہیں بہت شاداب جگہ ہے۔ پہلے مخدوش مقام تھا۔ مگر اب امن ہے اس بازار میں ایک ہستی عطا محمد خان صاحب کی ہے کہ جو اس وقت سفید پوش بھی ہیں۔ ڈسٹرکٹ بورڈ کے ایک رکن ہیں آپکے صاحبزادہ غلام رسول اکسٹرا اسسٹنٹ کی پیشی میں رہے ہیں۔ محرم شاہ میں یہ مقام ضلع بنو کے پہاڑ میں ہے اور صاحب سجادہ وہاں

ہو آئے ہیں۔ معزز خاندان کے لوگ ہیں۔ تعلیم یافتہ ہیں اور دیگر ساکنان گمل معین الدین قریشی
و مولوی زید گل صاحب قریشی وزر داد خاں و غلام حیدر خاں و شیخ زادگان گمل حلقہ بگوشان حضور و
صلوٰۃ حضوری کے شائق و اخلاص مند ہیں۔ بلکہ اکثر ہندو بھی عقیدت کیش حضور ہیں۔ ان میں
سے اکثر حضرات ملازمین سلطنت انگریزی بھی ہیں۔ ہمارے حضور ایک مرتبہ الطلب ڈپٹی سعداللہ
خاں صاحب پشاور بھی تشریف لے گئے ہیں۔ وہاں کے واقعات کا لکھنا طوالت سے خالی
نہیں۔ خاں بہادر کے تمامی اعزا و محبان و برادران اس نسبت کے اکثر تعلیم یافتہ اور صلاوت نماز کے
گرویدہ ہیں۔ اگرچہ بوجہ ملازمت انگریزی عدیم الفرصت ہیں۔ عبیداللہ خانصاحب وارباب محمد عمر
خانصاحب ضلع پشاور اور دیگر طالبان شیر دل خان صاحب و اکبر خانصاحب و عبدالرحیم خان
صاحب انسپکٹر مرحوم و شیر محمد خان صاحب ضلع میاں والی و نور احمد سوار لوکوٹری والا
معہ اہل و عیال و فتح محمد خانصاحب اسرانی کمبل پوری معہ زن و فرزند و حافظ عبدالخالق
صاحب معہ نبیرگان و اکبر خانصاحب سابق انسپکٹر بہ فرزند ہیں سب کے سب داخل
طریقہ ہذا ہیں۔ اور ان کے کل خاندان کے لوگ داخل طریقہ و عقیدت کیش حضور ہیں و مولوی محمد
حیات صاحب مصنف کتاب خطبۂ ہذا و دیگر اصحاب ڈیرہ کہ جو آج بھی اُس شمع برکت نبوت کے
شیدائی اور صلوٰۃ حضوری کے دلدادہ پروانہ وار مثل مورد ملخ صاحب سجادہ کی صحبت سے مستفیض
ہورہے ہیں۔ اللہ ایمان و ایقان ہیں ان کے اور ترقی مراتب باطنی میں ھَلْ مِنْ مَزِیْد نزاید
فرمائے اور اپنا کر کے دنیا میں رکھے اور اس نوری جامہ کے لباس عطائے شاہی میں گم کر کے
دنیا سے با ایمان لے جاوے۔ اور بھی لاتعد ہستیاں تا کوہ سلیمان و بلوچستان ڈیرہ غازیخاں
و مظفر گڈہ میں بڑے بڑے علماء و فضلا مثل مولینا مولوی فضل الحق صاحب مہتمم مدرسہ نعمانیہ
ڈیرہ غازیخاں جو عقیدت کیش مخلص ہیں۔ اگرچہ آپ کا سابقہ سلسلۂ طریقت خاندان چشتیہ
رحمتہ اللہ علیہم سے وابستہ ہے مگر اخلاص و حسن عقیدت ہمارے سرکار سے ازحد ہے
آپ فن مناظرہ میں شیعہ و قادیانی و غیر مقلدین وہابیہ کے لئے ایک سدِّ اسکندریہ سے
بھی زیادہ مضبوط و مستحکم ہیں اور علم ادب میں دوسرا صیبویہ کہنا آپ کی رفعت مکانے کے لئے
بہت تھوڑی سی بات ہے آپ کئی مرتبہ معہ اپنے فرزند ارجمند مرحوم جو درس و تدریس میں متقدمین

علما کے ہمعصر ہونے کے جس سے امید رکھی جاتی تھی سراحوض شریف پر تشریف لائے ہیں۔
صاحبزادہ بزرگ محمد سعید مرحوم نے جو اپنے علمی کمالات میں یگانہ و فرزانہ اور اخلاص و محبت فقرا میں
فطری خاصہ رکھتے تھے جو ورثۂ آبائی آپ کا ہے۔ صد آہ کہ ع

روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

اس مرضِ دق نے تمامی کمالات کا خاتمہ کر دیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ۔
ہمارے مولوی صاحب کے اور صاحبزادگان درس و تدریس میں مصروف ہیں۔ خدائے
تعالےٰ ان کی عمر دراز کرے۔ علوم دینی کے بہترین حد کمال کے عروج تک پہونچائے۔ دیگر
یاران طریقت بھی بے انتہا اس ضلع میں ہیں۔ چنانچہ مولوی محمد یوسف جو کہ مولانا موصوف کے
شاگرد ہیں اور اس وقت مدینہ طیبہ میں پانچ سال سے معہ اہل و عیال کسی مدرسہ میں ملازم ہوکر
قیام پذیر ہیں۔ اکثر خطوط ان کے بھی ہمراہ حجاج صاحب سجادہ کے پاس آتے ہیں۔ حافظ
مولوی قادر بخش صاحب و حاجی صاحب و میاں ابراہیم مستری و نیز دیگر احباب جن کے نام کاتب
کو یاد نہیں۔ اللہ ان سب کو خوش و خرم رکھے اور مظفر گڈھ میں حکیم مولوی سید غلام حسین شاہ
صاحب مرحوم نہایت عالم زبردست اور حکیم حاذق اور مولوی فضل حق صاحب کے ہم مکتب و دوست
عجیب و غریب ہستی اس مقدس ذات کی تھی۔ نہائت سادہ طبع۔ طبیعت مسکین طبع درویش فقیر
دوست حضور کے عاشق زار اور صلوٰۃ حضوری کے شیدا انہوں نے بھی لباس نوری شرعی
زیب بدن فرمائے ہوئے کھجور کے درخت کا سایہ پسند فرما کر اس جہان سے منہ پھیرا۔
ان کے چند بچہ ہیں خدا انکو ذی علم کرے اور مولوی فضل حق صاحب زیر نگرانی شاید بموجب وصیت
مرحوم وہ بچہ ہیں۔ الغرض اوائل میں اکثر علما اور زیادہ گروہ علما کا اس نسبت میں رہے اور ہیں۔
کیونکہ عالم کے سوا اس دُرِ نایاب کی قدر کہہ کون سکتا ہے اور جمیع حضرات مذکورہ بالا میں کوئی
فرد ایسا نہیں کہ جو ذائقۂ صلوٰۃ حضور و خشوع سے بصحبت حضوری نا واقف ہو۔ و کوائف صحبت
حضوری سے نا بلد ہو۔ ایک طالب موضع ممریز جائے سکونت مولوی مقیم الدین صاحب نواب
فقیر کہ جس کا ذکر مفصل اوپر ہو چکا ہے۔ جس نے سندیلہ میں آکر اپنے کرامات کا ڈنکا بجا دیا۔
چونکہ حضور سندیلہ میں تشریف نہ رکھتے تھے۔ بفور علم بہت جلد اُسے اپنے وطن واپس روانہ

کرنے کی کوشش کی اور فرمایا کہ اس جگہ دوکانداری نہیں۔ اور نور خاں و حافظ گلاب کی شیدائیت کا حال کس طرح بیان ہو کہ چار چار ماہ اس انتظار میں سرا حوض پر قیام کرتے کہ حضور کب فرمائینگے کہ اچھا چلو میں تیار ہوں، کبھی صاحبزادہ محمد صدیق صاحب ہمراہ ہوتے بلکہ حضور کے سفر سابقہ میں اکثر ہمراہ رہے اور ایک مرتبہ ہمارے صاحب سجادہ صاحب بھی اپنے درستی کار باطن کیلئے ہمراہ حضور ملک داماں تشریف لے گئے اور بحمد اللہ کامیاب ہو کہ اس نسبت سے واپس آئے۔ حافظ گلاب بحالت استغراق تہجد کے وقت جب تمام طالب مستغرق کار ہوتے اور سرکار بھی متوجہ طالبین ہوتے کلام پاک کے قرأت فرماتے انوار قرآنی و فیوضات نسبت امام ربانی کی بارش وہ ہوتی کہ نابیناؤں کی بھی چشم بصیرت کھل جاتی۔ افسوس کہ زیادہ حصہ طالبان و شیدایان جلوہ حضوری کا اس جہان سے ردلائے احمد مرسل زیب بدن فرمائے ہوئے رخصت ہو چکا ہے اور جو لوگ باقی ہیں اللہ تعالےٰ اُنکو اپنے حفظ و امن میں اس ردلائے نورانی کو زیب بدن اور ملبوس اُن کا رکھے۔ اور انوار قرآنی اور حلاوت عبادات رحمانی سے رگ و ریشہ اُن بزرگان کا پُر رکھے۔ آمین۔ اسی ضلع میں ایک قصبہ پرّوا بھی ہے۔ جہاں ہمارے سرکار کی تشریف آوری بوجہ خرابی راستہ و تکلیف مسافت نشاقہ نہیں ہوئی مگر ایک سید مسمیٰ سید رب نواز شاہ صاحب کہ جن کے آباد اجداد کے بہت بزرگ ہستیاں تھیں اور خود بھی بے مثل شخص ہیں۔ حضور سے نسبت تعلیمی کا فخر حاصل ہے بلکہ آپ کے جملہ برادران و اہل و عیال بھی اسی سلسلہ بانوریہ میں منسلک ہیں۔ آپ کے بھائی سید خدا بخش شاہ صاحب اس نسبت کے اثر سے ایسے مست رہتے ہیں جتنے کہ آئے دن اُن پر کوائف جدیدہ کا ورود ہوتا ہے۔ اور دہ بےچین و بے آرام ہوتے رہیں قابل زیارت شخص ہیں۔ اور بہت سے یاران طریقت بوجہ تشریف بری صاحب سجادہ قصبہ میں منسلک نسبت ہوگئے ہیں وہ بھی لاتعد ہیں۔ اس سے پہلے کاتب نے عرض کیا ہے۔ کہ یہاں مریدین۔ مخلصین و مسترشدین کی کوئی فہرست نہیں و تقسیم شجرہ و عطاء خرقہ کی ضرورت نہیں صرف صراط مستقیم کی تعلیم ہے۔ اس تعلیم سے ایک ردائے نورانی کا پتہ چلتا ہے۔ کہ جو طالب کو بکمال اخلاص کی وجہ سے خود اس سے آکر لپیٹ جاتی ہے ؎

ردائے احمد مرسل بپوش اے عاشق صلائے عشق شنو ہر دم ز روح بلال رضہ

یہ رنگ مجالس رنگ صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ما ہے۔ اتباع شریعت اس کا پہلا زینہ ہے اور اعمال صالحہ دوسرا۔ اُن اعمال میں اخلاص حاصل کرنا تیسرا۔

درخلوصِ منت ار ہست شکے تجربہ کن کس عیارے زرِ خالص نہ شناسد چو محک

اس خاندان علیہ بنوریہ میں خوارق وکرامات وکمالات اندرون نماز ہیں۔ یہی ایک کسوٹی ہے کہ کامل سے ناقص کو جُدا کرتی ہے۔ ہمارے سرکار روحی فداہٗ طالب کو حکم دیتے کہ نماز میں اگر فقیر کے پیچھے وساوس وخطرات کم ہوں تو اس فقیر سے طالب بیعت ہونا چاہیئے یا تعلیم لے اور اگر اس کی تلاش نہیں تو فقیر کو تعداد مریدوں کی بڑھانا مقصود نہیں۔ المختصر بہت سے نمک دنمبرداران دیہہ پنجاب وذیلداران اس نسبت کے واقف تھے۔ اکثر فوت ہوئے اور اب جدید طلبا جو کہ فیضیاب صاحب سجادہ سے ہو رہے ہیں خصوصاً قصبہ پروا ودیگر اطراف ڈیرہ کہ جن کے لکھنے سے بخیال طوالت اعراض کیا گیا ہے وہ بھی بعض عرس میں شریک ہوتے ہیں اور بعض بنا بر حصول برکت نذر بغرض شرکت لنگر شریف بذریعہ ڈاک یا کسی آنے والے کے ساتھ بھیج دیتے ہیں۔ اللّٰھم زِد فزِد۔ ڈیرہ غازی خاں کے ضلع میں جن کے آباواجداد سید وصوفی گزرے ہیں۔ مولوی فضل حق صاحب سے کمال محبت رکھتے تھے اور خود بھی صاحب سجادہ تھے ہمارے حضور کا پتہ بھی مولوی صاحب موصوف نے انکو دیا ان کا نام گرامی احمد علی شاہ صاحب مرحوم تھا۔ آخر عمر حضوری میں دو سال کامل رہے آپ حاجی بھی تھے۔ اور کمالات باطنیہ نسبت بنوریہ بمعہ صاحب سجادہ موجودہ مقامات عُلیا پر بصورت ومعونت حضوری پہونچکر منازل کو طے کیا اور بالآخر مرخص ہوکر مجبوراً جب ان کے صاحبزادہ محمد علی شاہ لینے کے واسطے آئے وطن مالوف چلے گئے اور صاحب سجادہ پنجاب کو آپ خود تیار تھے۔ دعوت طلبی دی کہ فقیرخانہ کو ضرور سرفرازی بخشئے۔ بعد ہفتہ جب صاحب سجادہ پنجاب جا رہے تھے کہ خط انتقال شاہ صاحب موصوف ملا جس میں آپ کے انتقال کی صرف چھ گھنٹہ علالت معمولی تحریر تھی۔ المختصر زیادہ یہ دیکھا گیا کہ طالبان حضور میں جو قریب نقطہ مقام صدیقیہ یعنی جو اس منزل طریقت کی انتہا ہے پہونچنے پر راہی ملک بقا ہوئے۔ اور اب حیات ابدی کے بحر زخار میں غوطہ زن ہیں۔ اب قبروں میں صاحب انوار کا رنبوت کے منتظر ہیں۔ یہی ایک بزرگ ہستی تھی کہ ہمارے صاحب

سجادہ تین سال قبل ارتحال حضوری ملازمت درس و تدریس ترک کراکر خدمت حضوری میں رکھنا اور ورزش کار حضوری میں کرانا انھیں بزرگ کا کام تھا۔ اگرچہ صاحب سجادہ کے زور نسبت سے لوگوں کو کافی توقع تھی کہ بعد حضور یہ ایک ہستی ہوگی کہ جس کی شکل دیکھتے ہی جلوہ یار سامنے آجائیگا چنانچہ ویسا ہی آج ہے۔ ایک مرتبہ زمانہ عرس میں تمامی طالبان و یاران کا مجمع تھا۔ حضور و مولوی مقیم الدین صاحب و حاجی مہرداد صاحب و طالبین مرادآباد و دیگر اطراف و اکناف موجود تھے کہ حضرت مولوی صاحب نے مایوسانہ لہجہ میں فرمایا۔ کہ میں بھی بوڑھا ہوا اور حضور بھی بوڑھے ہوئے اس نسبت کی اشاعت غالباً مسدود ہو جاویگی۔ صاحب سجادہ چونکہ خدمت مہمان نوازی باورچی خانہ میں تھے ایسا شور و غل مجلس حضوری سے اٹھا۔ یہ سنکر صاحب سجادہ اوپر بالائے بام خدمت حضوری میں تشریف لائے اور رنگ مجلس کو متغیر اور مایوسی کا عالم مجمع پر طاری دیکھ کر مولوی صاحب و حضور کے درمیان جا بیٹھے اور دو شعر بنا بر تسکین و تبادلہ خیالات سرکار و برادران طریقت عرض کئے جن سے طالبان جوش میں آئے اور مجلس سے نعرۂ آفرین و صد آفرین بلند ہوا۔ حضور بھی خوش ہوئے اور شاباش وجزاک اللہ فرمایا وہ کاتب الحروف نقل کرتا ہے۔ اگرچہ کاتب بھی اس جلسہ میں موجود تھا۔ مگر مسجد میں مراقب تھا جب حاضر مجلس ہوا تو وہی اشعار لوگ نقل کر رہے تھے۔ آپ نے بحالت گم شدنی مجلس حضور میں فرمایا ؎

تاقیامت ترا میخانہ نہ یہ مٹنے کا نہیں
سب دعاگو ہیں یہ جتنے ہیں شرابی ساقی

توڑ ڈالینگے ابھی شیشۂ و پیمانہ کو
مست بگڑے تو بہت ہوگی خرابی ساقی

عجب انبساطی کیفیت اس وقت تھی کہ حضار مست ہوکر حضور کی دست بوسی و ریش بوسی و چشم بوسی مصافحہ و معانقہ فرماکر دعائے ترقی نسبت فرماتے اور حضور آمین بشمول مجلس دعا فرماتے پھر چائے کا دور شروع ہوا۔ المختصر یہ مجمع کا حال تھا کہ باہم دگر گم شدنی جنکا طریقہ عام تھا۔ رنگ مجلس صحابہ کبار اور خوشبو اس دربار کی ملتی تھی ؎

گلے خوشبوئے در حمام روزے
رسید از دست محبوبے بدستم

بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری
کہ از بوئے دل آویز تو مستم

بگفتا من گلِ ناچیز بودم ؎ ولیکن مدتے باگل نشستم
جمال ہمنشیں درمن اثر کرد وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

آہ اس جمال ہمنشیں نے ظاہری آنکھوں سے پردہ کیا۔ خدا صاحبزادہ صاحب سجادہ کی قوت باطنی میں ھَلْ مِنْ مَّزِیْد روزافزوں ترقی فرمائے کہ آج بھی وہی خوشبو مشام کو معنبر و معطر فرماتے ہیں۔ اور تاقیامت انشاءاللہ یہ مجالس معنبر و معطر ہوتے رہیں گے۔ ضلع مونگیر کے اکثر علما مثل مولوی ابومحمد جن کا ذکر پہلے بھی آچکا ہے اور اکثر علما جو مدرسہ البنات میں پڑھتے تھے۔ اسی سلسلہ کے منسلک ہیں اور فقیر محمد وسیم الدین وغیرہما حضرات بھی منسلک نسبت ہذا ہیں۔ اور حضور کے شیدائی ہیں۔ اکثر طومار حضوری پڑھنے کے بہت وجد سے منتہی رہتے ہیں۔ اچھے اور بڑے جاں نثار لوگ ہیں ایک طالب حضور کے جاں نثاروں میں بڑے مسلم دوست خیرخواہ مسلمانان اور ہمدرد اسلام کہ جن سے صدہا مخلوقات خدا کو دنیاوی مفاد ہوئے۔ منشی قادربخش صاحب اور سیر ہردوئی بھی تھے۔ چنانچہ ان کے واقعات سابقہ بوجہ طوالت نظرانداز کردیئے گئے۔ آپ کو ۱۹۰۲ء میں مولوی مقیم الدین صاحب کے پیچھے نماز پڑھنے کا ہردوئی میں اتفاق ہوا۔ مولوی صاحب بسبیل جلسہ سالانہ تقریب انجمن ہردوئی تشریف لے گئے تھے۔ منشی صاحب چونکہ انجمن کے خاص رکن تھے۔ مولوی صاحب موصوف سے مل کر گونا اشتیاق ظاہر کیا۔ مولوی صاحب نے حضور کے کوائف بیان کرنا شروع کیا۔

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد بسا کیں دولت از گفتار خیزد

می سن شریفہ ہمارے سرکار کے سن کہ منشی صاحب موصوف سندیلہ بنا برزیارت حضور پُرنور تشریف لائے اور لطف صحبت سے منفعل ہوکر ارادت خود کو خدمت عالی میں پیش کیا۔ چند ہفتوں کے بعد بوجہ یگانگی کار خود سرکار کو ہردوئی لے گئے اور اپنے باغ میں معہ چند طالبان طریق کئی ماہ قیام کرایا اور چند اہلکار۔ اں عدالت وران کے بھائی منشی شاہ محمد صاحب معہ اہل وعیال و چند ٹھیکہ داران کہ جن کے ناموں سے عاجز کو اطلاع نہیں اس نسبت خاصہ میں داخل ہوئے آپ کے متعلق بارک ماسٹری کا کام تھا۔ نہایت عدیم الفرصت تھے۔ اکثر

رات اُسی باغ میں خدمت حضوری میں بذوق وشوق اُسی کارِ باطنی میں مصروف رہتے اور حضور کی خوشنودی مزاج کے واسطے درختان امرود شریفہ نصب کرائے گو کہ وہ سوکھتے رہے اور لگتے رہے۔ ایک درخت شریفہ اب بھی یادگار منشی صاحب مرحوم سراحوض پر موجود ہے۔ جب بعد ایک سال تبادلہ منشی صاحب اناؤ میں ہوا اور یہ وقت وہ تھا کہ کام نے بوجہ صحبت حضوری آپ کو پکڑ لیا تھا۔ مفارقت میں بے چینی افزوں تھی۔ ہر روز شام کو سراحوض پہونچتے رہے بالآخر حضور کو اناؤ لانے پر مجبور کیا۔ (اور مطابق اقوال حضور) فقیر خادم مددگار مخلوقات ہونا ہے اور یہ فقیر طالبان حق پر جاں نثاری اپنا فخر سمجھتا ہے آپ کو اناؤ تشریف لانا پڑا) سنہ ۱۹۰۳ سے تا سنہ ۱۹۱۲ء اناؤ میں مستقل قیام فرمایا۔ اس قیام میں ضلع اناؤ اور کانپور مدرسہ الٰہیات کے طلبا اور دیگر حضرات اخلاصمند اور طالب نسبت ہذا پیدا ہوئے۔ ان تمامی برکات کی علت فاعلی ذات منشی صاحب تھی۔ شکر اللہ تعالےٰ سعیہم۔ عُرس سالانہ مُقررہ بھی کئی سال مجدد صاحب علیہ الرحمۃ کا یہیں کیا۔ بلکہ سندیلہ والے عقیدت کیشوں کو گمان ہوا کہ حضور صاحب نے سندیلہ سراحوض شریف کے قیام کو ترک فرمایا۔ تب یہاں کے ایک رئیس منشی محمد نعیم الزماں صاحب نے اپنے خرچ سے یہ انتظام مولوی محمد رضا مختار عام خود لنگر عُرس کا کرا کر لوگوں کو کھانا وغیرہ بدستور حضوری کھلوایا اور خود حضور کو آکر اطلاع دی۔ اناؤ میں چونکہ سرکار نے کئی عُرس کئے اور طالبان اطراف واکناف پنجاب۔ بنگال وبہار حسب دستور ولاہوریان معہ بال بچوں عُرس کے موقعہ پر حاضر ہوتے ہیں۔ ہمارے سرکار اس اجتماع کو بغرض اصلاح کار باطن یاران طریقت وجمعیت خاطر طالبان فرماتے تھے جس سے صرف مقصود ترقی کار باطن وباہمہ گرگم شدنی لب لباب اجتماع یاران کا مطلب تھا۔ اور اس جگہ جس زمانہ میں اجتماع خاص ہوتا لطف صلوٰۃ حضوری وبرکات انوار قرآنی ومفارقت خطرات اندرون صلوٰۃ دائم اور برکات صحبت نبوی جو صحبت ومحفل صوفیان کا اصل مقصود ہونا چاہیئے۔ اس مجمع میں حاصل تھا اور اس لطف کو بیان کے لئے یہ ہیچمدان اپنے دماغ میں الفاظ نہیں پاتا کہ پیشکش محبان کرے بے شک وہ میرے برادران طریقت جن کو اس صحبت سے باطنی حظوظ وافرہ ہوئے ہیں۔ آج بھی وہ بے حجابانہ اُس نظارہ جان فزا کا مشاہدہ عالم خیال میں کرتے ہیں۔ بیان کی

ضرورت نہیں۔ ؎ بُعد منزل نہ بود در سفر روحانی

آج بھی تقلیدی حکم کے ماتحت مطابق آرائے جملہ یاران عُرس مقررہ مذکورہ حضوری یعنے امام ربانی مجدد الف ثانی میں یاران طریقت دربار حضوری میں تشریف لاتے ہیں اور وہی لطف پارینہ کا ذوق وشوق یاران طریقت کو کشاں کشاں کھینچ لاتا ہے۔ اور وہ صاحب سجادہ کے فیضان حضوری سے اُسی طرح مستفیض ہوتے ہیں۔ چنانچہ یہ عاجز بھی بموجودگی صاحب سجادہ سراجوقی شریف پر روبروئے دربار بنابر استفادہ حاضر ہوکر ان کے برکات سے مستفیض صحبت ہوتا ہے۔ اسی قیام اناؤ میں منشی نبی اللہ صاحب ومحمود میاں صاحب نہایت متین اور سنجیدہ کریم الاخلاق لوگ کہ جو حضور کے شیدائی ہیں کانپور میں تاجر چرم تھے۔ یہ صاحب بھی بہت لوگوں کے لئے علت فاعلی حصول نسبت کے ہوئے۔ اللہ اُن کو اجر دے۔ وہ جوان صالح اور محب فقرا تھے اور صرف آٹھ مدت میں اپنی برکت کی دعا کیلئے ہفتہ عشرہ میں حضور پُر نور کو ضرور کانپور سے جاتے تھے۔ اس وقت مدرسہ الٰہیات میں بڑے بڑے منتہی طلبا علما کا مجمع تھا۔ فن مناظرہ کی تعلیم تھی۔ منجملہ دیگر یاران کے حکیم مولوی نواب علی برق سنڈیلوی مصنف شجرۂ حضوریہ ومولوی امام الدین صاحب الٰہی واعظ اسلام کہ جو اس وقت ملازم جمعیت علما ہیں۔ ایسی ایسی نایاب ہستیاں داخل طریقہ ہوکر صلوٰۃ حضوری سے باخبر اور نسبت پاک سے بہرہ ور ہوئیں۔ اور کانپور کے بہت سے لوگ کہ جن کو کاتب الحروف نے دیکھا بھی نہیں اور اُن کے نام و پتہ سے بھی نابلد ہے اور چند احباب بابو قربان حسین صاحب محلہ نہر والے اور ان کے والد بزرگوار حضور کے جاں نثار تھے۔ بعد ارتحال فوراً سراجوقی پہونچے اور جلوس سجادگی میں بھی حاضر تھے۔ اور مراد آباد وسنبھل وغیرہ کے ہفتہ عشرہ قیام میں بہت سے لوگوں کو داخل سلسلہ کرکے اس نسبت سے فیض یاب کیا۔ چنانچہ منشی مولوی عبد اللہ خان صاحب وکیل کہ جو نہایت متقی اور مسلم دوست اور سادہ روش لوگ ہیں۔ اخلاص فقرا خصوصاً حضور کے کمال جاں نثار ہیں وحاجی محمد صالح صاحب ومولوی ابراہیم صاحب کتب فروش اور ان کے بھائی محمد یعقوب صاحب وعمر دراز خان صاحب سنبھلی ودیگر ذکور واناث مسترشدین حضور ہیں جو اکثر شریک عُرس ہوتے رہتے ہیں۔

صحبت طالبان اناؤ

نور محمد وشکر اللہ واکبر علے وقادر بخش وحافظ لو جو حضور کے ساتھ پنجاب کے سفر میں بھی تھے - قلندر میاں چپراسی مرحوم ومیاں حفیظ صاحب مرحوم کے بیٹے وحافظ مولا ومولا بخش صاحب ٹھیکہ دار ودیگر اطراف اناؤ وجملہ شیخ زادگان وعقیدت کیش وبعضے داخل سلسلۂ عالیہ حضوریہ بانوریہ میں ہیں - بعض اون میں سے حیات ہیں - کہ خُبِ نسبت حضوریہ میں خدا انکو مستغرق رکھ کر خاتمہ بایمان فرماوے ودنیا میں ببرکت حضوری خوش رکھے اور بھی کئی ٹھیکہ دارا ناؤ کے عقیدت کیش ہیں - کہ جواب بھی اسی طرح کا حضوری میں مصروف وشیدائی حضور ہیں - من جملہ ٹھیکہ داران ایک ہستی خاص مبارک علے صاحب کی ہے جو موضع گوٹلہ ضلع بارہ بنکی کے رہنے والے ہیں - جو اپنے عقائد مخصوصہ کی بنا پر صورتاً حضور جیسے ہو کر رہ گئے ہیں - اور اُن کا مقولہ اُن کی عقیدت کا مقر ہے کہ مجھ جیسے دس روپیہ کے چاکر کو حضوری ہی کی توجہ نے ٹھیکہ دار بنایا اور اکثر خدمات لنگر حضوری اب بھی بعد وصال بوجہ فرط محبت حضوری اونسے ہوتے رہتے ہیں - اور موصوف کے اکثر اعزا عقیدت کیش اور ان کے متعلقین حسن اخلاص رکھتے ہیں - اللھم زد حبا وذوقا وشوقا ویقیناً بعد تبادلہ نشئے قادر بخش صاحب آپ کو رائے بریلی جانے کا اتفاق ہوا - اس وقت حضور پر نور واپس اپنے جائے قیام یعنے سرا حوض پر قیام پذیر ہوئے - اور مکان خام منہدمہ پر پختہ عمارت بننا شروع ہوگئی - اور معتمد طالبین کہ جن کے نام سے بے خبری ہے موجود ہیں - شیخ نبی اللہ صاحب رتجبر محکمہ جنگلات حالت بچگی میں اس نسبت سے مستفیض ہوئے - اچھا اعتقاد اور کام رکھتے ہیں - اور آپ کی والدہ نو اپنے کام کی حیثیت سے دوسری رابعہ بصری ہیں - وجملہ شیخ زادگان اناؤ تقریباً عقیدت کیش حضور پُر نور ہیں - اللہ اس سلسلۂ بانور کو نورٌ علے نور کرے اور ھل من مزید تر قی صاحبان نسبت کو اور طالبان عقیدت کیش کو آئے دن دینی ودنیوی اونچے اور احسن پیمانہ میں دیتا رہے - اطراف اناؤ کے لوگوں کا جو کہ مرید ہیں ان کا نشان وپتہ لکھنے سے معذور ہوں - آپ کا قاعدہ تھا -

کہ اکثر غربائے اوناؤ کو اپنے لنگر سے کچھ رقم دے کر تجارت کا حکم فرماتے اور رقم دیکر اُن کے لئے خاص وقت میں دعائے برکت فرماتے کہ جن کے برکات اب تک ظاہر ہیں اور وہ لوگ خود مقر ہیں اور ایک بچہ کو حافظ بھی یہیں آپ نے بتعلیم خود بذریعہ حافظ یدلو کرایا۔ اگرچہ وہ حافظ بچہ بھی فوت ہو گیا۔ حافظ محمد عرفان کو جو آپ کا پوتہ تھا۔ اُسی کے ساتھ حافظ کر لیا بحمداللہ کہ وہ بھی حافظ ہیں اور مثل حضور پڑھتے ہیں اور نہایت اچھا یاد ہے۔

اکثر آپ اُمراء سے بہت کم صحبت کرتے تھے۔ جب ہمارے سرکار بعد تبادلہ رائے بریلی منشی صاحب تشریف سراحوض لائے۔ منشی صاحب موصوف کو آپ کی جدائی کا کمال صدمہ ہُوا۔ آپ کو ہر وقت یا روزانہ آپ کی صحبت کا لطف جو اناؤ کے قیام میں حاصل تھا۔ جاتا رہا۔ اُس وقت آپ کا صرف یہ خیال ہوا کہ باوجود اس قدر خدمت کے حضور نے میرا خیال نہ فرمایا۔ کچھ کدورت آگئی اور شاید عقیدت میں فرق آگیا۔ پنشن لینے کے بعد آپ نے اجودھیا میں قریب مزار حضرت نوح علیہ السلام جاکر مع اہلیہ خود قیام کیا۔ اور یہ تشنگی جو راہ حق میں آپ کو تھی کسی دوسرے مقام پر چارہ کار کی فکر کی۔ اور چند دیگر طلبا کو بھی کہ جو اس نسبت کے آشنا تھے لے گئے۔ مثل قاضی مبارک علی ذاکر علی و مولا بخش ٹھیکہ دار و مولوی تاج الدین و نواب علی برق و ننھو میاں وغیرہ کو بھی لے گئے۔ اکثر لوگوں کو جو نسبتوں میں خام تھے۔ وہاں پہنچنے پر اُن کے اخلاص میں فرق پڑ گیا جس سے حضور پُر نور کو تکلیف پہونچی اور کار باطنی میں ان سب کے فرق آگیا تھا۔ پھر جب بعض حضور کی خدمت میں واپسی حاضر ہوئے۔ اور معذرت فرمائی اور معافی طلب کی۔ مشقت مزید فرمائی اور ان کے کاموں کو مطابق ان کے یقین کے پھر حسب طلب اجرا کر دیا اور جو واپس نہیں گئے۔ واللہ اعلم اُن کا کیا حال ہے بے شک کاتب الحروف نے چند اصحاب مذکورہ کے پیچھے ان کے ہمراہ نمازیں ملاحظہ کیا کہ اُن سے لطف نماز کہ جو اس نسبت کا خاصہ ہے جاتا رہا چنانچہ مولوی تاج الدین صاحب کی ابتدائی نمازیں بعد واپسی کی ان کی خدمت میں عرض بھی کیا کہ جناب مولوی صاحب یہ حضور کا قدیم خادم ہے اور بارہا نماز میں آپ کی اقتدا کی۔ آج وہ بات جناب میں نہیں۔ مولوی صاحب خاموش رہے۔ حضرت منشی صاحب کی قبر بھی اجودھیا قریب مزار حضرت

نوح علیہ السلام ہے۔ قاضی مبارک علی صاحب و رونق علی صاحب و اکبر علی صاحب سالانہ فاتحہ بھی منشی جی کا حسب وصیا یا فرماتے ہیں۔ ہمارے سرکار کی واپسی کابل کے وقت جو جو طالبین مشق کار نسبت میں مصروف تھے مثل تاج الدین و مولوی مظہر الحق صاحب قنوجی جو درسیات عربیہ کے طالبعلم تھے۔ اور مولوی صاحب کے شاگرد تھے۔ ان صاحبان کے متعلق حضور نے جو عریضہ قدس اللہ سرہ العزیز یعنی اپنے مرشد کی خدمت میں لکھا ہے بنابر دعا طلبی ذکر فرمایا ہے۔

شروع میں عرس شریف کا انتظام آپ خود ہی فرماتے اور صرف چائے پر فاتحہ امام ربانی صاحب ہوتا۔ اور خاص ہی خاص طالب اور معتقدین شریک عرس ہوتے اور بعض اہل قصبہ بھی۔ بعد چاء نوشی عرس ختم ہو جاتا۔

منشی محمد مرتضے صاحب سب انسپکٹر پولیس حضور کے عزیز خاص ہیں۔ علاوہ اس کے حضور سے نسبت کا کام بھی حاصل کیا ہے۔ آپ حضور کے پیارے طالبوں میں سے ہیں آپ کو حضور سے اخلاص تھا۔ حضور کے اکثر فرمائشات بوقت تعیناتی لکھنؤ پورا فرمایا کرتے۔ آپ میں صفت انکساری باوجود ملازمت پولیس اعلےٰ درجہ کی ہے۔ اس وقت آپ شاہجہانپور کے ضلع میں تعینات ہیں۔ جب سندیلہ آتے ہیں حضور کے مزار پر تشریف لاتے ہیں۔ کسی زخم کی وجہ سے آپ کی ایک ٹانگ بھی کٹ گئی ہے۔ لکڑی کے پیر پر چلتے ہیں آپ کے بڑے بھائی میاں محمد رضا صاحب کو بھی حضور سے خلوص اور عقیدت تھی۔ اور آپ کو بیعت مولوی نعیم الدین صاحب سے تھی۔ نہایت خوش سلیقہ اور منتظم آدمی تھے۔ اکثر قانونی رائے آپ کی اچھی تھی۔ علم الاراضی میں ملکہ تام رکھتے تھے۔ مسلمان دوست تھے۔ عرس شریف کا انتظام روز لنگر آپ ہی کے سپرد ہوتا۔ آپ نے آخر وقت میں وصیت کی کہ میری قبر سراحوض پر بنائی جاوے بلکہ اشتداد مرض میں اپنے کو سراحوض ہی رکھا اور وہیں انتقال کیا۔ اخلاص میں کامل تھے۔ اور حضور کو برگزیدۂ پروردگار تسلیم کئے ہوئے تھے۔ چنانچہ اپنی بیوی کی قبر کے پاس ان کی بھی قبر باغ سراحوض حضوری میں جانب مغرب بنی ہوئی ہے۔ آپ نے ایک اراضی اپنے حیات میں المسمےٰ خان والا باغ جو باغ حضوری کے متصل ملا ہوا نمبر الفقشہ واقع ہے

خرید کردہ خود کو وقف زبانی فرمایا ہے۔ کہ جس کی نکاسی حضور کی حیات تک چھ روپیہ سالانہ لنگر حضوری میں داخل ہوتی رہی چونکہ وقف زبانی تھا لہٰذا صاحب سجادہ نے اس کی طرف اپنی توجہ مبذول نہ فرمائی واللہ اعلم کیا حشر اُس اراضی کی آمدنی کا ہوا۔ مولوی بشیر علی خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ سائیں توکل شاہ صاحب کے خلیفہ تھے۔ اور کامل درجہ ولایت کا رکھتے تھے۔ اور اس راہ ولایت کے کل مراتب طے کئے ہوئے تھے۔ اکثر اہالیان سندیلہ دیکھنے ہوئے آپ کے خوارق اور کرامات کی وجہ سے آپ کے معتقد اور مائل تھے ایک وقت بوقت شب سرا حوض پر آپ تشریف رکھتے تھے۔ مولوی حکیم نواب علی صاحب برق مرحوم اور مولوی مقیم الدین صاحب اور سجادہ نشین حکیم محمد عثمان صاحب بھی موجود تھے حکیم محمد عثمان صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ چاند آپ کی چارپائی کا طواف کر رہا ہے حضور کی جناب میں حکیم صاحب نے یہ واقعہ عرض کیا حضور نے فرمایا کہ بیٹا یہ کامل ولایت کا رکھتا ہے اور اس درجہ کا کامل فقیر ہے اُس کمال کے یہ آثار ہیں۔ المختصر اس نسبت صدیقیہ نوریہ کو بھی حضور سے بکمال اخلاص خود گرویدہ ہو کر حاصل کیا اور معیت کی تعلیم کر لی اس نسبت کے حصول کے بعد آپ کا یہ حال تھا کہ آپ لکھنؤ میں ڈاکخانہ نولکشور میں اسّی روپیہ ماہوار کے ڈاک منشی تھے۔ ہر ہفتہ سندیلہ تشریف لاتے اور حضور پر پروانہ وار نثار ہوتے اور یہ مصرعہ شوق اور وجد میں فرماتے سے کانٹے رندھوا دو جہاں تک سایہ دیوار ہے۔

آپ اپنی تنخواہ کا زیادہ حصہ حضور کے لنگر خانہ اور عمارت میں صرف فرماتے۔ ہفتہ وار مزدوروں کی اجرت کا حساب کر کے ادا فرماتے اپنے آخری وقت میں سرا حوض ہی پر آپ نے قیام فرمایا اور وہیں انتقال فرمایا۔ آپ کی قبر حافظ گلاب صاحب خادم حضور پنجابی رحمۃ اللہ علیہ کے قریب خام بنی ہے۔ آپ کے ساتھ عوام کو اور نیز باشندگان لکھنؤ و سندیلہ کو عقیدت خاص تھی۔

سال میں موقعہ عرس مجددی پر لکھنؤ کے لوگ اُن کی زیارت کو آتے ہیں اور خوش عقیدگی سے چادر وغیرہ بھی چڑھاتے ہیں اس خانقاہ میں زیادہ حصہ عمارت کا جناب ممدوح کی تنخواہ سے بنا ہے جو آپ کے خلوص و عقیدت کا ثبوت ہے چونکہ خانقاہ و باغ میں حضور نے

ہزار ہا روپیہ صرف کر دیا اور کل روپیہ طالبان صادق و مخلصین اپنے اخلاص و محبت سے حضور کو پیش کرتے تھے صرف ہوتا رہا اور حضور نے باغ و خانقاہ و مہمانداری طالبان میں صرف فرماتے رہے اور اسی خیال سے کہ حضور اپنے طالبان کو اولاد سے بھی زیادہ مقدم سمجھتے تھے۔ ایک کتبہ منقش سنگ مرمر جس میں ہر مصرعہ سے تاریخ تعمیر نکلتی ہے۔ دو منزلہ پر نصب کرادیا ہے بجنسہٖ درج کیا جاتا ہے۔

صلوٰۃ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم علی النبی

المنان وَ اِنا لہٗ لحافظون

۱۳۳۹ھ

خانقاہ جدید وقف برائے سالکان

۱۳۳۹ھ

سالک کامل حافظ کلام مجید

۱۳۳۹ھ

یگانہ زمان شاہ وزیر علی نقشبندی

۱۳۳۹ھ

تعمیر فرمود بارک اللہ

۱۳۳۹ھ

شیر حوض آباد باد

۱۳۳۹ھ

مرشد اہل صفا شاہ وزیر نقشبند

۱۳۳۹ھ

رہبر اہل طریقت پیشوائے سالکان — خانقاہ خوش نما تعمیر شد در شیر حوض

از رہ ایثار کردہ وقف بہر طالبان — خانقاہ طالباں احقاف وقف طالباں

۱۳۳۹ھ

باز گفتم نور افزا خانقاہ صوفیاں ۔ باز دیگر از سر الہام کلکم نقش بست
نقشبند کن فکاں نگران نگہبان آنمکان

۱۳۳۹ھ

حضور کے حیات میں فصل انبہ وغیرہ فروخت نہ ہوتی تھی۔ اور طالبان جو حاضر ہوتے ان کو عام اجازت پھلوں کے کھانے کی تھی اور اکثر دور دراز کے طالبان کو انبہ بسبیل ریل بھیجے جاتے اب بعد وصال حضور پُر نور سجادہ صاحب اُسی دستور العمل کے کاربند ہیں۔ جیسا ایک مقلد اور جانشین کو ہونا چاہیئے۔ منشی عاشق علی صاحب حضور کے عزیز و مرید ہیں۔ اکثر اُمور ہیں حضور آپ سے مشورہ فرماتے تھے۔ اللہ نے آپ کو خوش اخلاق اور خوش سلیقہ فطرتاً پیدا کیا ہے۔

میاں ظفر احمد صاحب بھی حضور کے عزیزوں میں ہیں آپ کو نیز آپ کے والدہ چچا و والد کو حضور سے عقیدت ہے۔ آپ حضور کی خدمت میں اکثر حاضر ہوتے رہتے تھے۔ کام جو حضور سے نسبت کا ملا۔ اُس کا بھی اثر آپ میں قدرے پایا جاتا ہے نہایت متین طبیعت ہیں جو اس نسبت حضوریہ کے قبول کرنے کی صلاحیت خاصہ رکھتے ہیں۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ انکی افلاس اور بیکاری کا علاج صرف محبت و اخلاص حضور سے اور بہتوں کو فائدہ پہونچا۔ موصوف مزار اقدس حضوری پر اکثر حاضر ہوتے رہتے ہیں اور ایام عُرس مجدد الف ثانی بھی لنگر حضوری میں مہمانان عُرس مبارک کو نہایت خلوص نیت سے گرمیوں میں برف وغیرہ پلاتے ہیں اور صاحب سجادہ نے بکمال محبت تقسیم لنگر و نظام لنگر آپ ہی کے سپرد بعد وصال حضور کیا ہے اکثر نظام آپ ہی کرتے ہیں آپ کو اس نسبت علیہ کے لوگوں سے خاص اُنس ہے آپ کی عطاری کی دوکان ہے غرضکہ فی الجملہ اخلاص ہے اللہ اُن کی عمر میں برکت دے۔ اگرچہ اور بھی عزیز حضور کے بلکہ موصوف کے چچا وغیرہ بھی داخل سلسلہ ہیں مگر علاوت نماز سے بوجہ قرابت قریبہ بے خبر ہیں مگر اخلاص رکھتے ہیں۔ گھورے میاں حضور کے قدیم طالب ہیں۔ کام نسبت حضور سے لیکر اجودھیا میں منشی قادر بخش صاحب مرحوم کے ساتھ بہت قیام کیا۔ جب موت کا زمانہ قریب ہوا حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے آپنے

اپنی آپکو راہ حق میں ایسا مٹایا۔ اور فنا کر دیا کہ اچھے کھانے پینے اور اچھے ملبوس کا آپ کو ادراک نہیں رہا اور اسم با مسمّے مجبور ابن گئے تھے۔ آپ کی اذان میں ایک خاص درد پیدا ہو گیا تھا۔ کہ جو لطف اذان بلالی کی خبر دیتا تھا چھ ہندے کیڑے کے زہریلے اثر سے آپ نے انتقال کیا۔ جس وقت آپ کو کیڑے نے کاٹا حضور کے قدموں پر جا گرے اور عرض کیا کہ گھورے آپکا اب حضور سے رخصت ہوتا ہے خیال رکھیں اُس کے بعد تکلیف میں زیادتی ہوئی۔ زبان اینٹھ گئی صبح ہوتے ہی اس دار فانی۔ کو چھوڑ کر گلیم فقر حضوری اوڑھے ہوئے رخصت ہوئے۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ سرکار نے نماز پڑھائی۔ آپ کی پختہ قبر راستہ میں چبوترہ پر جاتے ہوئے درخت انبہ کے نیچے جو آپ کا نصب کردہ درخت ہے پڑتی ہے۔ گھورے میاں کے نام سے یہ درخت مشہور ہے۔ حکیم نواب علی صاحب برق سندیلوی۔ آپ شاعر تھے۔ حضور کی شان میں اکثر آپ نے غزلیں لکھیں اور شجرۂ منظومہ بھی۔ آپ کو حضور سے اخلاص و عقیدت سابقہ تھی۔ کانپور مدرسہ الٰہیات کے پروفیسر تھے۔ علوم عربیہ و طب میں مہارت کامل رکھتے تھے۔ معزز خاندان عالیہ سے تھے۔ آپ کے آباؤ اجداد مولوی حمداللہ صاحب کے سی ہستیاں ہیں۔ بعارضہ ہیضہ انتقال فرمایا۔ اللہ مغفرت کرے۔ سندیلہ کے رؤسا میں سے ڈپٹی کرامت حسین صاحب و منشی نعیم الزمان صاحب منشی امیرحسن صاحب و مولوی عبدالرزاق صاحب منشی مقبول احمد صاحب اکثر حضور کی خدمت میں خاص عقیدت سے تشریف لاتے اور حضور بھی محبت فرماتے۔ چودھری براتی صاحب نے مولانا مقیم الدین صاحب سے کار تعلیم نسبت حاصل کیا۔ اکثر حضور کی خدمت میں آتے اور آپ کے صاحبزادہ حافظ محمد صغیر صاحب بنا بر برکت حضور کو کلام پاک سناتے۔ اور خدمت میں حاضر رہتے۔ حضور آپ سے کمال محبت کرتے۔ متاخرین طالبوں میں میاں یعقوب ساکن موضع گنگا دمیاں قاسم کہ جو حضور کے ساتھ پنجاب بھی جا چکے ہیں اور قاسم رضا ساکنان کہلا دلاور نگر اور محمد حسین ساکن پارہ اور بھی بارہ کے نمبردار و چند پٹھان و نیز نورالوں کے لوگ شرف بیعت حضوری کا سے سرفراز ہیں۔ یعقوب زیادہ خدمت میں رہے ہیں۔ اور محمد حسین کو بلکہ ان دونوں شخصوں کو اجازت تعلیم طریقہ تحریری بھی کسی طریقہ سے حاصل ہے

واللہ اعلم بحقیقت الحال

حضور کے مریدوں و طالبوں کی تعداد غیر منتہائی ہے۔ خطوط جو دور دراز اضلاع میں جاتے تھے۔ وہ قریب پانچسو کے ہوتے تھے۔ اور ہر مقام پر ایک کارڈ بھیجا جاتا تھا۔ مکتوب الیہ کو اجازت ہوتی تھی کہ جملہ برادران کو اطلاع کردے۔ چنانچہ عُرس میں اکثر آتے تھے اور بعضے کارنسبت بھی رکھتے تھے۔ لیکن عاجز کو ان کے نام وجائے قیام پورے طور سے معلوم نہیں حالانکہ جب وہ صاحبان عُرس میں تشریف لاتے ہیں۔ ان کی صحبتوں سے لطف اُٹھاتا ہوں اور ہر ایک صاحب نسبت اُس ہیں بیں ضلع پرتا بگڈھ کے طالبین جو بذریعہ مولوی حافظ احمد حسن صاحب رام نگری خدمت حضور تک پہونچے اون کی بھی تعداد بے شمار ہے۔

اس ضلع میں ایک قصبہ ندورہ ہے جسمیں ہمارے سرکار بھی تشریف لے گئے ہیں۔ اور صاحب سجادہ کے وہ لوگ مخلص اور عقیدت کیش ہیں۔ قابل قدر لوگ ہیں عبدالجلیل و بھیکو و منشی عبدالغنی صاحب و محمد حسین وحاجی صاحب و حافظ صاحب مع متعلقین عقیدت کیش و فدا مان سرکار ہیں۔ بعض ان میں کارنسبت بھی رکھتے ہیں۔ اور اعتقادات میں حضور کے مستحکم ہیں۔ اور عبادت نماز و قرآن سے بھی بے خبر نہیں ہیں اور اسی ضلع میں ایک صاحب عاشق محمد اوران کے تمام برادران کہ سابق میں ایک بزرگ کے مرید اور خلیفہ مجاز بھی تھے جو اپنی تشنگی کی سیرابی میں کوشاں نئے سرکار کی خدمت میں پہونچے۔ آپ نہایت خوش عقیدہ اور بانسبت شخص ہیں سرکار کے خاص جاں نثاروں میں سے ہیں۔ آپ کا طریقہ یہ تھا کہ جب خدمت حضوری میں حاضر ہوتے صرف چہرۂ مبارک حضور کے اور کسی طرف توجہ نہ فرماتے۔ اور بوقت واپسی آپ کو اس قدر صدمہ مفارقت حضوری کا ہوتا۔ کہ تمام حاضرین بھی اس سے متاثر ہوتے۔ اب بھی جب آپ عُرس میں تشریف لاتے ہیں۔ آپ کی وہی حالت گریہ وزاری وبے قراری کی ہوتی ہے۔ اور موصوف صاحب سجادہ کے معہ برادران و متعلقین والہ و شیدا ہیں۔ اور مجھ کو بھی موصوف سے بوجہ کمال خلوص خصوصیت ہے۔

مولوی احمد حسن صاحب رام نگری جونپوری آپ واعظ اور حافظ قرآن ہیں۔ اور فقیر دوست مجلس فقرا میں اکثر حاضر ہوتے ہیں۔ حضور کے یہاں قریب بیس یا پچیس سال سے

حاضری عرس شریف معمولہ سرکار میں بذوق وشوق داخل ہوتے ہیں اور اپنے وعظ سے لوگوں کو مسرور فرماتے ہیں اور آپ کی زبان سے سنا گیا ہے کہ آپ مرید بھی کرتے ہیں۔ صاحب سجادہ سے آپ کو کمال عقیدت ہے بلکہ اکثر طلب فرماتے ہیں اور ہفتہ عشرہ آپ کی صحبت میں رہ کر آپ کو رخصت فرماتے ہیں۔ اور سرکار نے بھی وہاں جلوہ فرمایا ہے جس کی وجہ سے بہت طالب اس موضع میں ہیں۔

اور حاجی عبدالکریم عرف بنگالی شاہ بوقت معذوری حضور خدمت اقدس میں تین سال تک رہے۔ اور حضور کی کل خدمات کو بخیر وخوبی انجام دیا۔ حضور پر نور شاہ صاحب موصوف کی خدمت سے نہایت خوش تھے اور ان کی تشریف آوری کی علت فاعلی صاحب سجادہ صاحب ہوئے۔ آپ کا اب بھی دستور ہے کہ فاتحہ حضوری جاء قیام خود پر متعدد جگہ فرماتے ہیں اور صاحب خدمت درویش ہیں اور بڑے صحبت یافتہ فقرا وعلما کے ہیں۔

آخر وقت حضوری میں حبیب شاہ ومحبوب شاہ کہ جواب آستانہ عالیہ حضور یہ پر مستقل باجازت صاحب سجادہ مقیم ہیں اور صاحب سجادہ اونکو چار روپیہ ماہوار بغرض تحفظ سرا حوض بالاستقلال عطا فرماتے رہتے ہیں۔ آپ ہر دو زن وشو حضرت وارث علی شاہ صاحب کی صاحب سجادہ حضرت ابراہیم صاحب کے مرید ہیں اور یہ نام دونوں کے اوسی خاندان کا عطیہ ہے۔ صاحب سجادہ ان دونوں کو بہت محبت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور بڑی وقعت کرتے ہیں اور کل خرچ سرا حوض مزدوران وغیرہ وروشنی ولنگر وغیرہ آپ ہی کے ذریعہ سے ہوتا ہے۔ کیوں کہ صاحب سجادہ اکثر سفر میں ہوتے ہیں۔ اور موصوفین بھی صاحب سجادہ کے عاشق جانباز ہیں۔

ہمارے سرکار کے واقعات زندگی سے پتہ چلتا ہے کہ ایک کامل مکمل ولی فنا فی اللہ بقا باللہ کے جو اوصاف ہونا چاہئے سرکار میں مکمل طور پر موجود تھے قبل وصال دو تین سال سے حضور تنہائی کو پسند فرماتے اور ایک کیفیت محویت آپ پر ہر وقت طاری رہتی۔ اگر کوئی آپ کا جاننے والا بھی آپ کے پاس آتا تو آپ اس کو بعد اسکا نام معلوم کرنے کے دیر میں شناخت فرماتے اور تھوڑی بات کر کے پھر خاموش ہو جاتے۔ اور کیفیت غیبت

از خود حضوری یا حق سبحانہٗ تعالےٰ آپ پر ایسے غالب رہتی کہ اپنی ہستی آپ کو بالکل پوشیدہ ہوگئی جو فنا در فنا کا خاصہ ہے۔ آپ کو تکلیف و آرام کا احساس بالکل اٹھ گیا تھا۔ اور حدیث (مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا) کے مصداق حقیقی بن گئے تھے۔

چہ دانی تو کہ در باطن چہ شاہے ہمنشیں دارم

عوام چونکہ گرویدہ کلام حضوری و اخلاق حضوری کے دلدادہ تھے۔ وہ حضور کے سکوت سے اور لطف کلامی سے محروم واپس جاتے تھے۔

چند خطوط جو حضرت حضور اقدس و اعلیٰ نے مریدین کو تحریر فرمائے اور جنکی روانگی کا یہ طریقہ تھا۔ کہ چودھری حسن جان صاحب مرحوم کے محض درستی خط و کتابت کے حصول علم کے لئے اور افزائش قابلیت کے لئے یہ ترکیب تعلیم فرمائی تھی کہ فقیر کے خطوط کی نقل کر کے اصل کو اپنے پاس رکھ لیں اور اس کو دیکھنا معمول کر لیں خط بھی صاف پختہ ہو جاوے گا۔ اور قابلیت و ملکۂ خطوط نویسی بھی حاصل ہو جائیگا۔ چونکہ آپ سے حضور کو بوجہ فرط حاضری محبت زیادہ تھی اور روزانہ حضور کی خدمت شریف میں حاضری دیتے تھے۔ اور وہ کاتب الحروف کی معرفت چودہری حسن جانصاحب مرحوم کے پاس بھیجے جاتے تھے۔ بعد نقل اصل کتابت قلمی حضوری کو کاتب الحروف اپنے پاس رکھ لیتا تھا۔ چونکہ یہ خطوط بہت زمانۂ سابقہ قریب ساٹھ سال کے جو اوائل قیام مراحوض شریف سرکار کا تھا۔ کہنہ ہوگئے اور کاتب الحروف کے جا بجا تبادلہ ہونے سے کچھ ضائع بھی ہو گئے۔ جو خطوط کہ میرے پاس ہیں ان کی نقل لفظ بہ لفظ اس موقع پر درج کئے جاتے ہیں جس سے طالبان حضور کو زر کلام اور کلمات مفیدہ جو خاص زبان مبارک اور قلم مبارک سے بر آمد ہوئے ہیں باعث ہدایت اور ازدیاد محبت کا سبب قوی پڑینگے۔

پہلا خط بنام چودہری حسن جانصاحب خلف الصدق چودہری محمد عظیم صاحب تعلقہ دار سندیلہ

عزیزم سلمہٗ ربہٗ خط مسرت نمط ورود افتخار آور و مباہات بخشید۔ غیر حاضری اینجا بوجہ شکستگی بگھی و نیز التہاب نائرہ تشویش و تنویہ مثل شعلۂ جوالہ و فور طنطنۂ اذواق و اضطرابی و بے چینی انعکاس یگانہ و بیگانہ و نیز خبر رخیص و تجہیز مولوی مقیم الدین صاحب بوجہ مایوسی و بے بسی و بے کسی تنہائی خود و نیز دیگر حال متضمن بران نگاشتہ بود دید مطمئن نمود۔ شفقا بارہا از ما شنیدہ

باشی۔ کہ اگر با معنی در معنی پیش معنی۔ و اگر بے معنی پیش ہنے در معنی۔ پائے ماندہ ذوق و شوق
بدیں امر خدا ہر آدمی را ترقی دہاد بحرمۃ النبی و آلہ الامجد۔ ہمیں راہ سنت۔ مولوی منیم الدین اگرچہ
الحال میرود مگر شما خوب میدانید کہ مولوی صاحب مطیع و منقاد سند یلہ واللہ اعلم بچہ وجہ است
بازنود بتو خواہند رسید غم نباید کرد و تحیر و تحسر بخود راہ ندہند۔ صلاح وقت ہمیں است۔
نسبت امامت جمعہ و تفویض بار امامت مسجد جامع محض بفضل و کرم۔ کہ مستحق کرامت گناہ
گارانند۔ ہر کس را بجادۂ قابلیت ہر شے بدہند۔ از ما نبند ایں ہمہ الحان زمطرب است
فرحت بادا ہزار فرحت بادا۔ چہ عجب کہ ازیں ذریعہ مقبولاں شمرند و دیگراں را برائے ہدایت
درشد ایں بار امانت را بسر تو نہند بسپرند۔ کار ہائے افتخار ابربان آوردن نمی زیبد یک نہ
یک روز خود افشا خواہد گشت و با بخلا خواہند آورد صابر و ساکت باشی و ہر کہ بیاید بہ تسلیم و رضا
بہ پسند۔ و چوں و چرا میار و عدم قبول معذور ایں فضل در فضل است حاصل آنکہ خوشخبری فال
از جناب حافظ شیرازؒ واضح والائح کہ بوئے ریا از دلق تو نشنتی۔ صومعہ رسم ظاہر است کہ
از خواستہ خود و عنایت بزرگان دعوتم رد نکردند و منظور و مقبول سازند ایں کار بتو سپردند
حاصل در بارۂ تو عبط و عظ پند حکم و فرخندہ بخشے بوجہ صغر سنی سامی بطرز فال خوشحال
ساختند و کنایہ سمع رضا نسبت مسموع بسامع است کہ گوش شما سماعت کم دارید مگر از فیض
تو بکلی محض از فضل او بسیار انرا ہادی خواہند گشت بسا نور و راہ ارشاد و ہدایت از تو بیابد یافت
و ہر کہ را آبرو و عزت میدہند باز نمی گیرند۔ علی الخصوص مالک علی الاطلاق کہ تُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ
مَنْ تَشَاءُ فرمودہ اوست برائے تسکین تُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ است و برائے عبرت تُذِلُّ
مَنْ تَشَاءُ فرمودۂ اوست۔ کہ خدا نکند کہ غرہ عبادت جا گزیند بس ہمیشہ ملتجی و متضرع بہ نیاز
و شکستگی خاطر خواہند ماند کہ نتیجۂ احسن و ثمرات مستحسن روز بروز بار آور و مترتب شود۔ کہ
دوستان شما خوش و دشمنان خوار و بے اعتبار گردند۔ تعویذ طلبیدند۔ اگر ایقان کامل دارید۔ ہر کہ
گویم بآں باشید۔ انشاء اللہ جملہ کار بہ تدریج بہ بہبودے انصرام خواہند گشت۔ آیہ کریمہ
رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِي
يَفْقَهُوا قَوْلِي۔ بر طشتری چینی سفید بدست خود بنشتہ یوم جمعہ بعد نماز صبح نہار ہر جمعہ قدرے

آب در طشتری انداختہ روشنائی اورا بانگشت شہادت دست راست خلط آب کردہ آں آب را بنوشند و ہر جمعہ ایں طور کردہ باشند۔ ببینید۔ کہ خدا چہ می کند۔ حاجت اظہار و بیان نیست۔ انشاء اللہ زبان جریر و مطلب ہم صاف و رفتہ رفتہ وجدان ہم بدرستی خواہد آمد (مگر رابطہ را نگذارند) ایں ہم یک حزب کلاں ست خوب بدانی کہ ایں رابطہ محمدست صلعم قدر او بشناس و تعظیم و تکریم اورا از دست مدہ و خائف و ترساں بالحاح و زاری منکسر گشتہ ازاں خدا بخواہ خود بخود تقریر ہم صاف خواہند گرد و لہجہ شیخ خود بخود بیار ہر کار آسان خواہند گشت ایں لہجہ و گفتگو شیخ۔ تو بر خود بیاری چیست یعنے ایں لہجہ و بیان عبارت از لہجہ و تقریر او صلی اللہ علیہ وسلم است شنیدہ باشی کہ مشہور است۔ حیرتے دارم کہ نازش راچساں خواہد کشید۔ ایں یک کنایہ و رمز نیست (فافہم) و صورت تحریر مطابق حکم فقیر کہ درست گردید۔ کہ درست کرداز تحریر خطوطہائے آمد رفت اینجا و نیز مولوی مقیم الدین صاحب وغیر ہم ہمیں طور اگر تقریر و لہجہ ام بچندیں محنت کردہ قبل رابطہ بر خود بگیری المضاعف المضاعف مزا بری۔ کار انیست و غیر ایں ہمہ ہیچ۔ خبردار خبردار کار را چہ نماز جمعہ و چہ وعظ اول رابطہ پختہ کردہ انجام بنما۔ آئندہ تو دانی۔

مرا چو شرط بلاغ ست با تو مے گویم — تو خواہ از سخنم پند گیر خواہ ملال

افسوس افسوس چندیں مدت گذشت و ترقیات رابطہ را ندانستی و نفہمیدی خدا لب صحبتے حاصل آر کہ تا آگاہ باشی۔ خبردار خبردار ہیچ اشتباہ در راہ ندہی کہ خدائے بے ہمتا ہمراہ تست ہمہ اسباب درست خواہد کرد۔

در طریقت پیش سالک ہر کہ آید خیر اوست — در صراط المستقیم اے دل کسے گمراہ نیست

والسلام علی من اتبع الہدیٰ والتزم مطابعۃ المصطفےٰ علیہ من الصلوٰۃ انمہا و اکملہا فقط۔ فقیر حقیر تقصیر وزیر سراحوض۔

انیس جانم راحت روح روانم مولوی سید ابوالقاسم و مولوی سید عبد الغنی صاحب محدث بہاری زید اللہ خلوصکم وایقانکم

الحمد للہ والصلوۃ والسلام علی رسول اللہ وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ واہل بیتہ وذریاتہ وعلے سائر اخوانہ اجمعین۔ نامۂ عالی مضمون گرامی مشحون تشریف ورود آورد ومباہات بخشید مہربانا نسبت فطور نسبت ورزش رابطہ نبشتہ بودند۔ بدانند وآگاہ باشند کہ التذاذ وحلاوت نماز گم شدن ہمیں فتور ورزش رابطہ است۔ ہر کہ یک جا ہمہ جا۔ شنیدہ باشند ودوجز دور حضور نسبت باطن ضرور درکار است۔ یکے اتباع صاحب شریعت حقہ و دیگر اخلاص و محبت شیخ مقتدا اگر این دو امر فتور نرود اگرچہ سزاوار کدورت طاری گردد متوقع خواہد گشت واگر ناخواستہ خدا درین دو امر فتور یافت شنیدہ باشند ؂

ہر کہ گیرد علتے علت شود کفر گیرد کاملے ملت شود

پس مکرما دوای بہ ازین نیست کہ استغفار وتوبہ وانابت والتجا وافتقار وانکسار وتذلل بخشوع وخضوع بجناب غفار کار کن تا کہ غفور الرحیم از محض فضل خود ازین بلا ہا رہا گرداناد وبدونہ خرط القتاد و ورد دے بشما گفتہ شدہ۔ اورا مگذارند۔ الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُم بِذِكْرِ اللَّهِ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ۔ پس اکثر اوقات بذکر مشغول باشند ؂

ذکر گو ذکر تا ترا جان است پاکی دل ز ذکر یزدان است

ورزش رابطہ در ذکر کردن التذاذ وحلاوت کثیر دارد بجبر کردہ شود کہ شما بہ ملاقات کردہ زود دے تعلیم گرفتہ بعجلت رفتید۔ این کار را صحبت در کار است و بدون قرب ابدان کارش ازاں افزودنی محال پندارند۔ بہر طوریکہ باشد رابطہ از دست نہ دہند وکثرت بلیغ بتضرع والحاح بکار برند تا نسبت گم نہ شود

کار این است غیر این ہمہ ہیچ افسوس کہ من بیشِ تو با گُل نگری

بہ فہمند۔

یک چشم زدن خیال او پیش نظر بہتر ز وصال خوبرویان ہمہ عمر

شکایت بلائے قرض خواہاں هذاع برادران باہمہ توہم وتیز پریشانی درین امر لکافتتہ

اَلْقَلِیْلُ یَدُلُّ عَلَی الْکَثِیْرِ۔ جمعیت خاطر در تفرقہ محال دانند وازیں بلاہائے گوناگون تاحیات مستعار کسے را رستگاری نیست۔ اللہ تعالیٰ فضل خواہد کرد۔ در کار خود مستغیث و ملتجی باضابطہ و رابطہ از دلہا طرف خدا مشغول شو۔ تا ایں کار اہم انصرام بانتظام در آید واز دید و دانش بہ قدرت ایزدی کار ابتر بصورت انوار مثل صبح فلق نمایاں ظہور پذیرد و حیران و مشوش مشو۔ خطرہ و اندیشہ اگر بادت گرد واز ایشاں متشبث مشو۔ تا جملہ کار را بخدا گزاشتہ ایں طرف کار کن شاید کہ دریں مصلحت باشد۔ باقی من از دعا بطرف سامی و جملہ برادران طریقت ظاہر و باطن غافل نیم وتسا ہلی نمی درزم فقط فقیر حقیر وزیر علی سرا حوضی سندیلوی۔ ۸ محرم ۱۸۹۲ء

خط ۳۔ ہادی علم دین و ہادی شراغ صراط مستقیم راہ مبین مولوی سراج الدین صاحب زیدکم الخلوص والیقین۔ بعد دعوات موفورہ و تملقات نامحدودہ معلوم و مفہوم باد خط مسرت نمط کہ از فرط محبت داد و اظہار اشتیاق و آرزومندی نگاشتہ بود ید افتخار آورد و بہجت بے پایاں و بہت فراواں حاصل ساخت معلوم شریف ارشدی باد۔ کہ علوے ایں طریقہ علیا و رفعت طبقہ نقشبند یہ بواسطۂ التزام سنت سنیہ است و اجتناب از بدعت نامرضیہ لہٰذا اکابر ایں طریقہ علیا از ذکر جہر احتراز نمودہ و بذکر قلبی دلالت فرمودہ۔ و از سماع و رقص و تواجد و تفاقد کہ در زمان آں سرور و در زمان خلفائے راشدین علیہم الرضوان نبودہ منع فرمودہ و خلوت و اربعین کہ در صدر اول نبودہ بجائے آں خلوت در انجمن اختیار کردہ۔ لاجرم نتائج عظمیٰ بریں التزام مترتب گشتہ و ثمرات کثیرہ برآں اجتناب متفرع شدہ۔ ازیں جاست کہ در انتہائی دیگراں بدایت۔ ایں بزرگواراں مندرج است و نسبت ایشاں فوق ہمہ نسبتہا آمدہ توجہ فیض پاک ایشاں حاضر و غایب طالباں را از گرفتاری کونین نجات می بخشد و ہمت رفیع شان مریداں را از حضیض امکان بذروۂ علیا می آرد ؎

نقشبندیہ عجب قافلہ سالار آنند ۔۔۔ کہ برند از رہ پنہاں بحرم قافلہ را

از دل سالک رہ جاذبۂ صحبت شاں ۔۔۔ می برد وسوسۂ خلوت و فکر چلہ را

ہمہ شیران جہاں بستۂ ایں سلسلہ اند ۔۔۔ روبہ از حیلہ چساں بگسلد ایں سلسلہ را

لیکن دریں آواں کہ ایں نسبت شریفہ عنقائے مغرب گشتہ است وزود بہ استتار

آوردہ جمع از نایافت آں دولت عظمیٰ از فقدان آں نعمت قصوای دست و پا بہر سوزدہ اند و از جواہر نفیسہ بخذف ریزۂ چند خورسند گشتہ۔ در رنگ طفلاں بجوز و مویز آرام یافتہ و از غایت اضطرابی حیران و پریشان نشستہ گاہے بہ ذکر جہر و زمانے بسمع و رقص آرام می طلبند و چوں در انجمن ایشاں را خلوت میسر نشدہ و خلوت اربعین اختیار می نمایند و عجب تر ایں کہ ایں بدعتہا را متمم و مکمل بدرجۂ اعلے مے انکارند و ایں تخریب را عین تعمیر مے می نامند حضرت سبحانہ تعالٰے انصاف دہد از تحریر مولوی مقیم الدین صاحب معلوم گشت کہ در آں دیار انواع انواع محدثات شیوعی پیدا کردہ اند و شرع شریف آنجا رہا نیدہ و ضع محدث و جدید را اختیار نمودہ و از طریق اصل و قدیم اعراض نمودہ ؎

خوابم بشد از دیدہ دریں فکر جگر سوز

کہ آغوش کہ شد منزل و آسائش خواب است و مولوی صاحب را برائے شما نشنام و نیز ہم می نگارم کہ حتے الوسع در ترویج انتظام شریعت بکوشید و از انتظام پند و نصائح مردماں کوشش بکار برید کہ چند سطور شود مند آنجا افتند۔ باقی ماندہ کار خاص او ہم بہ اصلاح مولوی مقیم الدین صاحب وقت شب فراغ است و ایام سرما است بالبطن لطون پردازند و معیار خاص کار را پردازند۔ بخط مولوی مقیم الدین صاحب برائے شما نگاشتہ ام و مولوی صاحب واقف کار و آشنائے ایں نسبت است۔ گم شدنی ہا از او آموزید و ایں را بدو بینانید کہ دو حرف برائے او شاں بنگارم۔ برادر ارشد مولوی مقیم الدین صاحب چہار بد و زگذشتہ است کہ خط بسامی روانہ کردہ ام یقین کہ رسیدہ باشد۔ مشفقا و برادرا در ہر خط سامی و شکایت عگوس مردمان و تکلیف چند در چند از انعکاس آدمیاں کذا و کذا می نگارید۔ آدمی را چناں کہ از امتثال اوامر و نواہی حق جل و علے چارہ نیست از مراعات ادائے حقوق خلق و موانسات نسبت چارہ نہ۔ اَلتَّعْظِیْمُ لِاَمْرِ اللّٰہِ وَالشَّفَقَۃُ عَلٰی خَلْقِ اللّٰہِ۔ بیاں ایں دو حقوق می فرماید و غیر اعانت ہر دو شطر آں دلالت می نماید پس اقتصار بر یکے ازاں دوام متصور است و اکتفا بر جزع از کل از کمالیت دور است پس تحمل از اذائے خلق ضروری آمد و حسن معاشرت با ایشاں واجب گشت بے دماغی

نمی زیبد و بے پروائی نمی سزد ؎

ہر کہ عاشق شد اگرچہ نازنین عالم است　　نازکی کے راست آید بار می باید کشید

وچوں مُدتہا در صحبت بُودہ اید واز آئین وروش آیندگان وروندگان سراحوض بخوب آشنا و واقف اید۔ واز نخستین مواعظ و نصائح شُنیدہ از اطالت سخن اعراض نمودہ بر فقرہ چند اختصار نمودہ ثبتنا اللہ سبحانہ علی جادۃ الشریعۃ المصطفویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ۔ واز اسباب تفرقہ مشوش نشوید۔ برائے چندی بمسبب الاسباب گذارید۔ وصیہ کردہ کار فرمائید ومولوی سراج الدین صاحب را از طریق تعلیم محروم ندارید از کریما کارہا دشوار نیست۔ ومولوی تاج الدین صاحب بوطن خود رفتہ۔ فقط فقیر وزیر سراحوض

خط ۴۲ برادر دین مولوی تاج الدین صاحب زہید کما لخلوص والیقین بعد سلام علیک وعلی من لدیک واضح رائے عالی ہو۔ یہ خط مُرسلہ آپ کا پہونچا۔ کوائف من وعن معلوم ہوئے۔ کل تاریخ ۹ شوال یوم ہفتہ مولوی سرفراز علی صاحب واسطے عقد اپنے فرزند کے بارات بڑی شان وشوکت سے مرتب کرکے اُس لڑکے کے سسرال کہ حافظ محمد اسحٰق کے یہاں ہے گئے تھے۔ وقت ۲ بجے شب کے قاضی عابد علی صاحب واسطے نکاح کے تشریف لائے۔ کچھ مہر شرعی ورواجی پر تکرار ہوئی۔ محمد اسحٰق نے کہا۔ کہ پچاس ہزار دینار سرخ پر ہمارے یہاں رواج ہے۔ چنانچہ ردّوقدح بسیار مولوی صاحب نے قول طرف ثانی کی۔ قاضی صاحب نے فرمایا بسم اللہ اور سر فروع کیا۔ اُسی دم آناً فاناً دم نکل گیا۔ سخن دیگر کے ملک الموت نے مہلت نہ دی۔ فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ کہاں سامان شادی اور کہاں یہ غم۔ ایک کہرام عظیم برپا ہوگیا۔ آج یوم یکشنبہ قریب ۴ بجے وقت عصر اپنے قدیم باغ اسمی بجانظ مولانا دفن کئے گئے۔ اور یوم مسعود تعطیل انگریزی تھا۔ اس وجہ سے بہت جم غفیر اہلکاران کا تھا اور قصبہ والے بھی تھے۔ آپکو مناسب ہے کہ وہ آپ کے شیخ مقتدا تھے۔ اس واسطے خط تعزیت بنام مولوی فضل رحیم یا برخوردار محمد صغر فرزند مولوی مرحوم روانہ کریں۔ اور اپنی کیفیت کار باطنی سے اس فقیر کو اطلاع دیں۔ اور مولوی مقیم الدین صاحب ایک ماہ ہوا کہ سخت بیمار ہیں۔ سلام قبول ہو۔ قریب المرگ ہوگئے تھے۔ مگر

کسی قدر افاقہ ہے۔ اور سنا ہوگا کہ مولوی ہدایت رسول قید ہو گئے تھے۔ تین ماہ قید میں رہکر رہا ہوئے اور اب اس فقیر کے پاس موجود ہیں۔ سلام منظور ہو اور تا دم تحریر ریزگان و متعلقین فقیر سب بخیر ہیں اور تمہارے دیکھنے کو ہمارا بھی جی چاہتا ہے۔ مگر تمہاری طبیعت سے مجبور ہیں۔ جو خط لکھتا ہوں اُس کا اصل جواب نہیں لکھتے ہو۔ کبھی پانی تانبہ طلب کیا مگر جواب نہیں آیا۔ والسلام فقط از طرف والدہ شما سلام باد سرا حوض

خط ۵ راہ جوئے صراط مستقیم و سبیل پرس جادۂ کریم بذریعہ پیرو دین نعیم راہ متلین سلکم وزیدکم السبیل الرشاد المستقیم۔ بعد از تحیہ واضح بہ اظہر من الشمس باد۔ واقعہ موقوعہ ۵ رجب ۱۳۰۸ھ دوستان ہمراہی تو ہمہ رہروان ہمیں دین متین اند و بزرگان طریقت بتوسل ارواح انکشاف تعبیر تواند و صحرا اے او کہ بمعائنہ آورد در برداشت امور علمیہ باطن است۔ کہ عقل و ذہن و ادراک او گنگ و کور عاجز و قاصر است و گورستان کثیر کہ وانمودند او زیارت گاہ حضرت لمک علیہ السلام است کہ در کابل واقعہ است و ہمہ مسترشدان اینجا را پیشش بہ اول قدم می آید و بنا کردۂ سلطان محمود غزنوی است۔ قریب ہفت و صد سال گزشتہ است و غایت درجہ پُر فضا است و اُو چاہ۔ کنایہ ازاں باولی چاہ آنجا است کہ زیر کوہ واقع است۔ و قبرستان شہنشاہان غزنوی کہنہ و قدیمہ شکستہ آنجا موجود اند۔ و قبر کلاں قبر حضرت لمک علیہ السلام پیغمبر است و خانقاہ مجاوراں کہ زیر آں یک مطبخ است شخص کلاں جوان ہم عمر تو صاحبزادہ صوفی صاحب کہ آغا گل نام دارد و آنجا ہر دم بخدمت اُو می باشد کہ اُو را آب گرفتہ۔ بالا رفتن دیدی۔ ایں از کنایہ علم باطن است کہ صوفی صاحب بہ تعلیم او مشغول است و بہ عروج و نزول کار او بہ سعود می برند بوجہ اخلاص و تصدیق تو۔ تُرا جواب بہ دلیری داد کہ ہمہ زینہ بالائے کوٹھا خانقاہ رسانید ند و نیز از عالم ارواح است و حال آنجا یک بزرگ منظفر علی شاہ صاحب خادم و خاکروب بارگاہ آں حضرت اند و واقعی یک بیت بر پشت کواڑۂ قبر نوشتہ است از چشم ظاہر ہم فقیر دیدہ آمدہ۔ او مضمون ازیں طور است کہ ہر کہ صدق دارد برائے ہر مطلب کہ بیاید بمنزل خواہد رسید و اگر ایمان ندارد منخذول است و محروم خواہد گردید و ہمیں روش تُرا طاقت نیست۔ آں آدمی کہ گوید ہمراہ من بیا من ترا ہم

خواہم رسانید۔ ایں کمال صداقت است کہ اُو می فرمایند کہ تو از خود رفتن نمی تانی من ترا می برم بس کار خود کردہ باش و گم شُدنی ہار اتو غُل بر خود و بر تن استیلا بگیر۔ دا و روش و چال شطرنج اشارہ از منزل سلوک است کہ ہماں منزل را بدوں پیر و راہ رفتن نمی تانی۔ آنہا می آموزند کہ بدیں روش یا برخاستن لازم است۔ ایں ہمہ تماشا ہائے صدق اندو رستی ہم دارند فَاعْتَبِرُوْا مِنْهُ یٰاُولِی الْاَبْصَار ۰ چونکہ تو از راہ ناآشنا ہستی گفتند کہ ہمیں راہ است۔ بر دو بستر احوال ساعتے باش و زد و بر دو چراکہ خس و خارے طریق دیگر حائل راہ نباشند۔ او شعر برائے تسکین خاطر و جرأت و دلیری و تیقن آں صاحب پیش نمودند تا راہ گم کردہ نباشی و کار گزاری و چوں آں مجاور نہ صاحب علم است و نہ از علم باطن خبرے دارد۔ بدیں وجہ ترا جرأت ہمکلامی ہمراہ اُو ندادند و ہوشیار و بیدار ساختند وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب۔ مخدوما ایں ہمہ تماشا دیدنہا از شرافت وہم و خیال تست ؎

کار ایں است غیر ایں ہمہ ہیچ

شنیدہ باشی رذٰلِكَ الاوهام والخیالات) تُرَبِّی بِهَا اَطْفَالَ الطَّرِیْقَةِ

خبردار خبردار غرہ نکنی و تعجز و الحاح و تضرّع و انکسار کار گیر و بخضوع و خشوع ملتجی و متضرع خود را ناپاک و پلید گنہگار از ہمہ عالم بدتر تصوّر یدہ و بریں امر استیلا بر خود مجوّز یدہ کار بیغش بر تناعیق و غش ناغ راہ نگو دور نہ در راہ مانی ؎

خاک شو خاک تا بروید گل ؛ کہ بجز خاک نیست مظہر گل ؛
خاک شو خاک کہ تا کوزہ گراں کوزہ کنند ؛ تا خاک نہ گردی لبِ یار نرسی

ایں وقت آغاز بعالم ارواح تیران شروع ست بالکلیہ خود را غلیظ و گندہ بتصوری واز محض عنایت بفضل او از خاص کرم مترسد از فدایابی چناں نباشد کہ باز پایاں تر انتی زیادہ بس۔ فقط فقیر نقیر وزیر سراحوض۔

خط ۶ روح روانم بلکہ دیدۂ نور و جانم مولوی رحمۃ اللہ خانصاحب سلمکم اللّٰہ وابقاہ۔ بعد سلام علیک و علی من لدیک امروز قبل نماز فجر ایں طور ظاہر ساختند کہ تو بنزد ما حاضر ہستی وکیفیت چنبرۂ وجودی ما حجب حجرۂ نفسی کہ مرأت حقیقت انسانی است از من می پرسی

وہر کہ آندم بتو نمایاں گشتہ است استفسار می نمائی - وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِحَقِیْقَۃِ الحَال -
محبت اطوار ابدانند و آگاہ باشند کہ زبان مرأت قلب وقلب مرأت روح و روح مرأت حقیقت
انسانی وحقیقت انسانی مرأت حق سبحانہ وتعالے - پس ہر کہ در حجرۂ انفس دیدہ می شود و انوار
وتجلیات منکشف می شود واز شطحیات مشائخ و برابر اہم انفسی اعتبار نہادہ اند - داخل دائرۂ
امکانی ومرأت حقیقت است واین حقیقت انسانی گویا انموزج است از مرأت آسمانی و
صفاتی وشیون واعتبار عرشی وذاتی کہ سالک را بوجہ مرأت عکوس جز ظلال از اصل الاصل بوقت
عروج منعکس گشتہ است معاملہ ماوراء این باید جُست مصرع۔

بکوش کوش کہ تا صاحب خبر شوی ؎

ہمیں راہ تا مقام اصل الاصل برسند - دیگر قدم گاہ نیست - پروردگار عالم ترقیات
بے نہایت بخشاد ومطلوب را حالات نو بیاں باشند وہر کہ گفتہ ام رفتہ رفتہ آید دراں فتوری
حتے الوسع راہ نیارند - اللہ جل وعلیٰ محض از فضل وکرم خود بخود خواہند کشید واز برکت خاک
قدم آں سرور دین ودنیا علیہ الصلوۃ والسلام بمقام خاصہ خواہند رسانید (واللّٰہ یَخْتَصُّ
بِرَحْمَتِہٖ مَنْ یَّشَاءُ) برادرا ہر کہ در قلب حقیقت جامعۂ انسانی ہویدا ومنکشف می گردد
ہمہ داخل سیر انفسی است - حالانکہ اکثر مشائخ کبار این تجلیات را نہایت النہایت گفتہ
اند - بلکہ انموزج عرش گفتہ - وسیر فی اللہ نامیدہ - مشائخ مستقیم الاحوال را ازیں گذشتن
لازم ست ومطلب خود را بیرون دائرۂ انفس باید جُست - آگاہ باشی کہ قلب انسانی آں حقیقت
جامعۂ انسانی است - سیر از ظلال وشیون است وقلب مضغہ کہ از ان انعکاس انوار ربی
ست دیگر است - این مضغۂ قلب و پارچۂ گوشت را محض لا یعنے نہ تصور زند ونہ پندارند دراں
حکمتہائے مکنونہ از لطائف عالم واسرارہا پندارند از خصائص عالم امر - لطائف خاص آں
از ظل اصل این را مخزونہ ومفوض ساختہ اند - کار را تا بآنجا خواہند رسانید - این را کارخانہ
بلند است ودولت افزون - ؎

این کار دولت است کنوں تا کرا رسد

حالانکہ ظہور لامع عرشی ازیں قلب حقیقت جامعۂ انسانی ست - مگر اصل آنجا ست

وازیں حقیقت گذشتہ بآں حقیقت خواہند پیوست۔ تفصیل ایں از بیان و تحریر بیرون ست
وازتوہم وتخیل اغیار افزوں تر یعنے آں وقائع را اعتباری دارند۔ وبآنجا قصور نظر نیست
وکیفیت مجہول حاصل۔ وامکان ساقط ہمیں طور وقائع او صحیح احکام امکان راآنجا جولانگا
نیست۔ از ماینید ایں ہمہ الحال زمطرب است۔ فقط فقیر وزیر

خط ع۔ یار صادق و برادر موافق مولوی رحمۃ اللہ صاحب تہید عزکم وشانکم
بعد سلام علیک وعلی من لدیک واضح ولائح باد خط سامی متواتر رسیدند۔ یکی نسبت ابتلاء
آسیب یک زن محلہ و دیگر بوجہ تفرقہ اسباب جمعیت ولحاظ وخیال رابطہ با شیخ مقتدا۔
بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ
عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ہ مخدوما بازن آسیب زدہ بارابطہ
آسیب زدہ بارابطہ و باضابطہ پیش آیند اگر دفع شود فبہا ورنہ با رابطہ شیخ محول کردہ عکس
زن را بخود بگیرند۔ وآثار مرتبہ او را بوجدان او نگرانی باطن بعروج یا اسفل بہر طوریکہ باشد
باآثار خود بیارند وزائل گردانند واگر متحمل نشود در رابطہ منعکسۂ آسیب را بوجدانِ خود بردہ حوالہ
شیخ خود سازند۔ ازیں بہ کدامی فکر وتدبیر اندفاع آسیب نیست ودریں امر مکرر سہ کرر
بشما فہمانیدہ وبنیانیدہ شدہ است وبارہا بہ تجربہ آمدہ مگر شما برائے خود اید۔ سخن دیگر
بیسر شما کم است۔ شما دانید وکار شما۔

دیگر نسبت شکایت تفرقہ اسباب جمعیت معیشت نوشتہ اند۔ مکرما عجب است
کہ خود در العالم اسباب واگذاشتہ است۔ ہرچند مسبب الاسباب تعالے وتقدس
اشیاء را بر اسباب مرتب ساختہ ست وعلل ردپوش ساختہ گذاشتہ۔ اما چہ درکار کہ نظر
بر سبب معین دوختہ شود۔ مصرعہ

گر درے بستہ شد ئے دل دگرے بکشائد

ایں قسم کوتہ نظری باز دیا واستعداد آنصاحب ازبس بے مناسبتی می طلبد واز شما مردم
بسیار مستہجن ومستنکر ومستقبح است۔ ساعتے بجالت وجدان خود فرد باید ریخت۔ و
ایں شناعت را نیک باید فہمید۔ تا انشراح آں بوضوح آید۔ در کسوت فقرا ایں ہمہ

تلاش در تحصیل مبغوضهٔ حق جل شانه چه بلائے مستنکر است - تراکی سزد - خلوص چه کر دید
عجب هزار عجب که این مستعکر را در نظر سامی چه طور زیبا نموده آورده اند - برادر! در تحصیل امور
ضروریه بقدر ضرورت باید کوشید - تمامی همت خود را با مصروف ساختن و تاختن سفاهت
محض است - فرصت چند روزه بسیار غنیمت است - هزار افسوس است که این اقل عمر راکسے
در تحصیل علوم لاطائل صرف کند و فلاح و سود جوید خبر شرط است - ما علی الرسول الا البلاغ

اندکی بپیش تو گفتم غم دل ترسیدم | که دل آزرده شوی ورنه سخن بسیار است

مهربانا و کرم گسترا و عزیزا از تشتت اوضاع دنیوی دل تنگ نه گردید که کدامی آن نمی کند
زیرا که این نشأت در معرض فناست - بمرافقی حق سبحانه و تعالے بسر می باید برد - درین ضمن
عسر باشد یا یسر - شایان مطلوبیت را جز ذات واجب الوجود جل شانه نیست علی الخصوص
امثال شما مردم که با وصف واقفیت کار شناسا طریق داننده حسن و قبح این جیفهٔ نابکار
و ناپایدار منت وسعی در طلب دنیا بردن و درین مکروهات پوچ و لچر غم و غصه خوردن و کار پاک
را بالکلیه گذاشتن خسر الدنیا والآخره بودن است و با ستعداد شما بسیار مستقبح و مستنکر است

مرا چو شرط بلاغست با تو میگویم | تو خواه از سخنم پند گیر خواه ملال

دیگر در بارهٔ رابطه نوشته اند - برادرا منصفا و عادلا - بتو مخفی مباد مردمان از دور دور خود
بخود بذریعه خواب تصور فقیر گرفته بعض شاذ و نادر مع رابطه بلا دیده و شنوده اینجا میرسند و شما را
با وصف محنت شاقه و مشقت مشکله فهمانیده و رو برو ئے خود گرانده متحمل ساختم و بارش شما کی
منزل رابطه یافتم - خیر این خوبی قسمت ماست - این حال و کار از دو علت خالی نیست - یا محبت
و خلوص شیخ مقتدا الطالب ابتدا کمی پذیرفت یا با تیان احکام اوامر و نواهی شرعیه قصورے
راه یافت - دارو ئی این بیازین نیست که با نابت و استغفار و التجا و الحاح از درگاه ایزد غفار
رستکاری خواهند و بگریه و زاری و یاس و بیقراری برین دو امر نتذکره بالا استقامت از خداء
بے همتا طلبند با ستغنا این دو امر اگر هزارها کدورتے و ضلالت و سقمها بمیان آیند باکے
نیست - باندک التفات شیخ ناچیز و نامراد نباید ماند - واگر درین دو امر فتورے رفت خرابی
در خرابی ست و هیچ علاج رفع نه پذیرد نجانا الله سبحانه و ایاکم عن طعن اهل الهواء الا کابر

سکندر را نمی بخشند آبی ... بزور و زر میسر نیست این کار

کار شما خوب بود مگر خود شما جواہر نفیسہ را بسر گین انداختید۔ و کار خود از دست خود دادید۔ سراسر نقصان در نقصان و حرمان در حرمان۔ بعد ازمن دست تحسر خواہند مالید و دست برسر کردہ ملامت و تشنیع بہ نفس خود خواہند نمود و گریہ خواہند کرد و وقت سودمند نخواہد گشت و ایں وقت تسویف و تاخیر ازاں طرف۔ و ملامت و زجر و توبیخ ازیں طرف وقتے از اوقات بیاد نش خواہند آورد و دم نافع و مفید نخواہد آمد۔ آئندہ اختیار بدست مختار۔ وَالسَّلَامُ عَلیٰ خَیْرِ الْاَنَامِ۔ راقم کناس و خاکروب بارگاہ نقشبند بندہ وزیر فقیر گندہ از نسبت مجددیہ تہ نشین خاک پراگندہ سَتَرَ اللّٰہُ عُیُوْبَہٗ۔ سراحوف۔ از طرف مولوی مقیم الدین صاحب و مولوی تاج الدین صاحب و مولوی ہدایت رسول صاحب و مولوی سراج الدین صاحب و مولوی غلام حسین شاہ صاحب موجود الوقت ہدیہ سلام قبول باد و تا دم تحریر لواحقانم بخیریت ہستند۔ خیریت شمایان و متعلقان شمایان از خدا بذریعۂ دعا جویان و نیز میخواہند و تحریص ملاقات شما دارند۔

خط ع۔ ۸ انوی وارشدی میاں غلام حسین شاہ صاحب زید المخلوص والیقین بعد السلام علیک و علیٰ من لدیک۔ آنکہ صحیفۂ شریفہ بعد از منۂ بسیار متطاولہ روزگار مورخہ ۲۰ ربیع الاول بہمراہی لفافۂ سامی یک خط مولوی سراج الدین صاحب مرسلہ مورخہ ۲ ربیع الاول از ڈانک بیک تاریخ و یک ساعت قریب نہ نواخت یوم چہار شنبہ نزول و ورود افتخار آوردند و اتفاق وقت کہ ہر دو خط بیک مضمون و یک روش ہستند فرحت بادا ہزار فرحت باد آئین محبت و انس یک جہتی ہمیں طور باید۔ محبت از شمایاں آموز دہمیں اطوار پروردگار جل و علیٰ محض از فضل و عنایت خویش از نسبت باطن ہر دو صاحباں را متمتع ساز دو برخوردار گرداناد

بادشاہیست کاز عنایت خویش ... ہر دو عالم بیک گدا بخشد

مخدوما تعویذی برائے امتحان ارسال است بہ پیشانی خط نشستام باید کہ زیر کلاہ نہادہ بامتحان روند۔ بخواستۂ ایزدی انشاء اللہ ضرور کامیاب خواہند گشت و ہر کہ انحلالت رو بصحت آوردہ ایدایں ضعف جسمی بچند روزہ زائل خواہد شد باک نیست و فقیر از دعا بہبودی

وفلاح سامے غفلت نور زیدم چہ عجب کہ مجیب گردد۔ نظر بخدا دارید وایں ہمہ کدّ وکاوش
را پوچ ولچر تصور ید چوں مادر مہربان تا کے برخود بایدلرزید وتا کے برخود از غم وغصہ باید پیچید۔
ہمگیں را مردہ باید انگاشت ومثل جماد چندے بے حس وحرکت بباید پنداشت (اِنَّكَ مَيِّتٌ
وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ) نص قاطع است۔ فکر ازالہ مرض قلبی دریں فرصت بسر بردن بذکر کثیر
کہ از اہم مہام است۔ وعلاج علت معنوی دریں محنت قلیل بیاد رب جلیل از اعاظم مقاصد
قلبی ست کہ گرفتار غیر است۔ از وچہ توقع خیر۔ درو ے کہ مائل بہ کہتر است نفس امارہ ازو
بہتر است) آنجا ہمہ سلامتی قلب می طلبند وخلاصی روح می جویند وماکوتہ اندیشاں درفکر
تحصیل اسباب گرفتاری روح وقلبیم۔ ہیہات ہیہات چہ تواں کرد وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ
وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ۔ ازیں ہمہ ضعف ظاہر اندیشہ نکنند انشاء اللہ بصحت
وعافیت مبدل خواہد گشت۔ خاطر اینجانب ازیں رہگذر جمع است۔ وحالت مرزا غلام احمد
قادیانی بدعوے مسیحائی کہ انگاشتی مفہوم کردہ (سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ثُمَّ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ)
انشاء اللہ خدا اوراز ومتنبہ ومطرود ومردود خواہند نمود باک ندارند ودرکام خود گرم باشند
(كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ) مگر ہر کسے را ہر کارے ساختند (وَذَرُوا الَّذِيْنَ
يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ) از کتاب باہرہ ظاہر جائے اندیشہ واضطراب نیست خاطر
جمع دارند وحاضر وغائب فقیر را خیر سگال خود انگارند وبجز از علم غوطہ زدنی وآشنائی
او غافل نباشند۔ والسلام علی من اتبع الہدی والتزم متابعۃ المصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ
واصحابہ اجمعین۔ مولوی تاج الدین صاحب بوطن خود رفت۔ از سرا حوض (تعویذ) ۱۱۰آمر#یس
۱۱۱۱ ووالاسکوس انیست بکی نام خدائے اکبر۔

خط ۹ برادر احسن واخی متخص منشی امیر حسن صاحب منصرم زید اللطف الاحسن من اللہ المحسن از طرف بندہ فقیر کندہ عاجز
حقیر پراگندہ وزیر بعد از سلام مسنون درود وصلوٰۃ برپیغمبر بہشوا برمومن خواطر مشحون اطوار کہ از زمنہ بعیدہ وآوان مدیدہ خبریت نشاں بادوم حسب
اتفاق مولوی فریدالدین صاحب سکنہ قصبہ کاکوری محلہ مولوی تشریف آوردن زبانی ایشان
.. مفہوم ومعلوم گردید۔ کہ آں صاحب خانہ نشینی اختیار کردہ اید۔ وبہ کاکوری استقامت
دارید سو برائے معیشت خود بنا بر کسب خود حیلہ کشتکاری کردہ بجمعیت والفراغ می گزرانید

واز پوچ و لچر چاکرے کہ در آں جا تخوف و ہراس وار جاع میزان استہلاک دین نعوذ باللہ متصور بود احتراز کردید و بخانہ نشستید الحمد للہ ثم الحمد للہ خوب کردید خدا ہمہ مسلماناں ایں وقت راہمیں توفیق دہاد واز پردۂ غیب الغیب راہ جمعیت و انفراغ بہ اوشاں المضاعف کشادہ وو البستہ و پابند خود داراد۔ اخو یہ بکرمہ جادۂ صراط المستقیم را یعنے نماز پنجگانہ را دست ندہند۔ و استقامت از خدا بریں طریق جویند و طلبند کہ الصلوٰۃ عماد الدین وحق وارثاں و متعلقاں خویش راحتے الوسع ادا نمودہ منراضی و خوشنود دارند مہما امکن مربوط دارید و شما خود مرد شاطر و عاطر اید ایں کار دولت است کنوں تا کرا رسد۔ پدرے خویش باش اگر مردے۔ مگر جائے حیف کہ ایں ذلیل و بے نوا را گاہے از یک پرچہ قرطاس و یا بذریعہ یک پیسہ کارڈ تا ایں دم ہم ممتاز نہ نمودید و اللہ اعلم ایں را چہ طور سنجیدہ و مستقبح دانستید۔ کہ از گفتن و نوشتن باز ماندید یا بوجہ ناراضی و بدعنوانی و بے چینی مارا نہ نوازید یا عدم توجہی و عدیم الفرصتی یا بدوضعی نامستنکر شدید۔ خیر فقیر حاضر و غائب خیر سگال شما است و بہبودگی و عروج خواہ جناب عزوجل بہ استدعا والتجا برائے شما متر سد کہ از حال خیر اجتماع خود بل مع عزیزاں و اقربابان خود نکالی و تسالی نہ ورزند۔ و بار دگر تغافلے نہ کنند اکثر شنیدم ایں شود کہ میاں ذکی حسن صاحب بہ سندیلہ تشریف می آرند لیکن از بے پرواہی و بے اعتنائی بدل خود چہ تصور دیدہ بلا اطلاع و نیز عدم دریافت حال بالا بالا میروند نہ از آمدن و نہ از رفتن خبرش میدہند۔ ایں خوبی قسمت ماست گو فقیر ایں لائق نماند است چرا کہ بحیلہ ربایک کنارہ کشی گزیدہ و انزعا پذیر فتہ الا اعزا و اقربا رخود بخوشی وکشادہ پیشانی ہر قدرے بایست از تواضع و عاجزی پیش می آید و رضامندی اویاں بہر حال می جوید بلکہ از ول خشندگی اویاں ترساں و لرزاں از خدا ست

من آں ذرۂ بے ریزہ کہ ہستم ہستم

بلکہ ابدون از آں سابق ہم پلید و گندہ تر و ابتر گشتہ محض از فضل و کرم خدائے بے ہمتائے خود آمرزش خود می جویم و اُمّتِی مُذْنِبَۃٌ وَرَبٌّ غَفُوْرٌ بقیہ المقصود آں کہ مولوی فرید الدین صاحب آمدہ وعدہ فرمودہ رفتہ اند کہ کتاب دفع الباطل مصنفہ مولوی رفیع الدین صاحب دہلوی دربارۂ مسئلہ وحدت الوجود و کتاب عطیۃ الوہاب از کاکوری خواہم فرستاد لہذا آں برادر را مکلفم کہ آں صاحب محض از عنایت بے غایت خود قدرے تکلیف بر خود

گوارہ داشتہ از مولوی صاحب موصوف بطور یادداشت اطلاع این کار نمودہ آمادہ و مستعد ارسال
داشتن کتاب ضروری یاد کنانید کہ برائے یک ہفتہ کتبہا حسب وعدہ ارسال می فرمایند و مراسم
از ایں امر خبر کنید۔ زیادہ زیادہ۔ والسلام علیکم و علی من لدیکم۔ فقیر نقیر وزیر سراجوش ۱۲ رجب ۱۸۹۱ء
خط عنا ماہر علوم حقائق دین و واقف فنون رموز فرقان بمصداق یقین میاں سلطان ابوالقاسم
مولوی عبدالغنی صاحب محدث بہاری زید اللہ العز والغنی۔ بعد الحمد والصلوٰۃ و تبلیغ
الدعوات تصدیع دہ میگردد کہ بعد از مدت مدید و آوان بعید صحیفہ شریفہ کہ مشعر علالت خود و نیز
یک حادثہ جانگداز در عزاء و مصیبت انتقال اہلیہ خود بسبیل ڈاک ارسال داشتہ بودید
بمضمون آں مشرف و ممتاز نمودید (انا للہ و انا الیہ راجعون) ہر کس راحکم
کل نفس ذائقۃ الموت از مرگ چارہ نیست و بے جام موت چشیدن گذر نہ (فطوبی
لمن طال عمرہ و کثر عملہ) ہمیں موت است کہ مشتاقاں را بآں اطمینان می
دہند و ذریعۂ نجات اخروی می پندارند (من کان یرجوا لقاء اللہ) ہر چند ایں مصیبت
بظاہر آں صاحب را جراحت بودہ است و فی الحقیقت ترقیات و مراحم عنایت اللہ
سبحانہ و تعالیٰ متاع و ثمراتے کہ دریں نشاء بیرون مترتب شدہ است عشر عشیر
آں ثمرات است کہ از عنایت او تعالیٰ در آخرت متوقع و ماموں است باید کہ بصدقہ ہا
و دعا ہا ساعۃ فساعۃ مدد نمایند و راستغفر اللہ الذی لا الہ الا ہو الحی
القیوم و اتوب الیہ سبحانہ) دہ ہزار بار خواندہ یا خوانیدہ بروح او برسانند
(فان المیت کالغریق ینتظر ہو لحقہ من اب او ام او صدیق او رحم)
و نیز می باید کہ از مرگ او شان عبرت بمرگ خود بگیرند و بتمام خود را بمرضی حق سبحانہ و تعالیٰ
سپرند و سر کہ سبق یافتہ اید بر آں اختصار ورزند و حیات دنیا را عنبر از متاع غرور چیزے
نہ شمارند اگر تمتعات دنیوی راندک اعتبار بے بودے برابر سر موئے بکار نہ داشتی و تجویز
نفرمودے رزقہم اللہ سبحانہ و ایاکم الاعراض عن سوائہ
سبحانہ و الافعال فی جناب قدسہ بحرمۃ سید المرسلین و علی آلہ
من الصلوٰۃ افضلہا و من التحیات اکملہا والسلام والاکرام۔ فقیر وزیر سراجوش

خط عـ۱۱ مخلص تصدیق و یقین از کسرِ لام و مخلَص از کید شیطان لعین بفتح لام نَہ یُدکم
اللہ الخلوص والاعتقاد الفیوض - بعد صلوۃ و سلام تعبیر واقعۂ موقوعہ ۲۸ جمادی الثانی
ہر کہ بر رسیدہ اید و نیز تعبیہ طلب از جواب ہستید لہذا چند کلمہ تصدیع گشتہ - ہر کہ از دوست
آرائے چہ کفر آں حرف چہ ایمان از راہ دور تر افتی چہ زشت آں نقش - چہ زیبا - مخدوما کناسیِ فقرا
بہ از صدر نشینی اغنیا ست - و از ارتباط ایشاں حُب جاہ ریاست صحبت صنادید سندیلہ
و مجلس امرا و عکوس و تخیلِ آنہا در خبط مشغول و ماموراید - و بایں و آں گرفتار و مبتلا چہ باکار
و چہ بیکار در امورات دنیوی از ذق ذق و بق بق مخمصہ جات عکوس اوشان محفوظ ماندن محال
و دشوار است - و از انعکاس اہل دنیا و اہل غرض یعنے تحصیلدار و پیشکار وغیرہ محترز بودن
بدوں مفروط و مخلوط چارہ نہ - شنیدہ ؎

عاملانِ بوقتِ معزولی — شیخ شبلی و بایزید شوند
چوں نشینند بر سرِ مجلس — شمر ذی الجوشن و یزید شوند

ناگزیر ہر قدر کہ باشد ازاں گریز لازم ست بدون مطلب ضروری کار نباید - شنیدہ باشی ؎

ہر کہ ہستند سدِ راہ تو اند — سدِ اسکندری ہمی بینم

اگر دراں بزم و بایں طمطراق مجلس چندر وزۂ دنیا تحصیلدار یا تعلقہ دار یا از آمدنی ابلاغ
کثیر بسیار زردار ساختند - بسیار بد و خراب و اگر خدانخواستہ ایں معاملہ ہم نداند و مبتلا
گردید بسیار بدتر از بدتر و تلافی عمر - دین و دنیا ہر دو برباد در خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃَ)
پس خلوص فقرا و خاکروبے در آنہا منفعت کثیر دارد و فیروزی بخش حلاوت و لذات و نیز
فتحمندی دنیا ہم از شائبۂ عکوس فقر است مُثمر و نتائج خواہ کہ دُاخر مات) اگر چیزے از دنیا
بدہند بدہند ندہند ندہند باشد یا نہ باشد ایں کار مردانست ؎

ایں کار دولت است کنوں تاکرا رسد

مگر بوجہ کیفیت دُوا دید وقت و زمان و حال جہان و جہانیاں شمارا چارہ نے و منفعتے
کہ چندے از مزۂ سخناں بہ میوۂ ترش و شیریں و بحلاوت دنیا غذا چرب و نمکیں و نیک طینتی
و بد چلنی مرداں ایں گرفتاران بچشے تا بے اعتباری دنیا و مطرودے و ملعونی ایں جیفہ

بالتشریح وباتصریح عیاں ومعلوم گردد الدُّنیا مَلعُونٌ و مَا فِیھا مَلعُونٌ)
تاوقتیکہ ازیں مزہ آگاہ نباشی ہیچ نکردہ باشی وگرم وسرد زمانہ چشیدہ وبے صحبت
فقراءِ دیگر قدر شیخ خود را ہم نہ پنداری - اگر عکوس مردمان بآزادی تراحائل راہ نہ شدے معاملہ
ازکجا تابکجا رسیدے پس حتے الوسع درکار خود باشند وکار دنیا محض بے اعتبار
تصور یدہ ہرچہ پیش آید کنید وباقی امور حوالہ بخدا بگذارید - ودر حب جاہ عمر خود را تباہ وبرباد
نبایدکرد - رویدٗ وبہٖ خرط القتاد) واقعۂ خواب کہ دو بزرگاں را دیدہ اید آنہا
از صور واشکال لطائف عالم امر کہ بطور نمونہ عکوس برائے تیقن آں صاحب از ہمیئنیت بحقیقت
بعالم امر سپین گشتہ بدیں صور واشکال متخیلہ ومتلونہ وحال منکیفہ موقوعہ مُبیبہ مغرور نشوند
وگول نگردید - اگرچہ این شائبہ صدق دارد وآں بزرگے کہ بالائے منبر دیدہ اید واو را تمثال نمونہ
مسجد تصور یدہ بعالم ارواح قیام قیام مقام آں صاحب بیناںیدہ است وواقعی ہوں نیاز علی
شاہ صاحب بودہ اند از تلقی روحانی بمنزلہ اعتبار ویقین سامی از آنش مصافحہ نمودند وحالتش
کہ بشما طاری گشتہ - بے خودی وبیہوشی بوقوع آمدہ این از عکوس آنہا بود - کہ تو تحمل بار
امانت آنصاحب حال نہ دانستی واز خود رفتنی وگم شدنی ہا از دست رہا نبدی - مہربانا ہمچنیں
خواب وخیال را بزرگان نقشبندیہ رحمہم ان عمل نمی سنجند واعتماد واعتبار برصدق این ہا
ناپسندیدہ بطور کامل طالب را جراٴت نمی دہند - سعی باید کہ معاملہ از گوش تا باغوش آید
واز قال بحال کشد وبطور واقعہ بمعائنہ واقعہ وبداہۃً بہ نظر شہود متجلی گردد وہرکہ منعکس از
عالم امر ست علے التواتر بوقوع آید بہ نظر مشاہدہ بگذرد واد وقت براں قیاس تصدیق ساعۃً
فساعۃً باید کرد - چونکہ بعد از نقد رخصت بزرگاں آں ہردو ترا باشتیاق وملاقات شیخ
خود بتو مستولی گشت - ایں کار برائے اخلاص تو کردند کہ ترا مراتب شیخ تو از مراۃ آنہا
منعکس ساختہ بانکشاف وانصراح بشما وانمودند - تا در خیال خام دیگر نباشی - بہ تشریح
معلوم گردانیدند کہ مراتب شیخ تو بمرتبہ ہا بالتذاذ و مراتب آنہا ست اگر قبول داری وطلبان
نپسندی نیز اگر برائے ہمیں عمل شناخت بدید ظاہر سہ زینہ بالا رفتی ادوم شیخ خود در آنجا
یافتی وملاقی گشتی تاہم دیدۂ بصارت تو منور نشد وفہم پذیر نگردید - این ہمہ کودکان نہ پنداری

مگر ترا از عکوس شیخ خود نا باتیان کردن آں واقعہ نماندہ ونتوا لنستی ۔ گو جرأت نمودہ خواستہ بودی کہ تشریح وتصریح کردہ تعبیہ کنم ۔ مگر فرصت ومہلت بوجہ گستاخی شیخ خود ترا ندادند از شیخ خود شنیدہ باشی ہر کہ راست است چیزے شعبۂ از صدق دارد بے کم وکاست است ۔ دریں کشف تجاوز وتفاوت نیست ۔ ایں عبارت از شیخ خود شنیدہ باشی ؎

ایں خیالات کہ دام اولیاست　　عکس مہرویان بستان خداست

گام در عالم امر زدن است کہ کار روح سیلانیست ۔ معلوم می شود کہ ترا قریب الطف از لطائف روح رسانند ۔ از قلب واگذارند ۔ وہمیں طور ہر کراسے خواہند میبرند وہر کسانیے راکہ اخلاص ندادند ورا بطورش میگذارند ۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِحَقِیْقَۃِ الْحَال واقعہ را ہر قدر کہ بیاد بیاید بہ پرچہ علیحدہ نوشتہ باشند ۔ فقط ۔ راقم کناس وخاکروب بارگاہ نقشبند از سراحوض فقیر وزیر ۔

خط ۱۲ عزیزی محترمی سلمکم وعافاکم ۔ لعد از الحمد والصلوٰۃ وتبلیغ الدعوات گذارش بخدمت اقدس اینکہ عنایت نامہ سامی دست والد صاحب آنگرامی امروز قریب ہشت نواخت پہونچا ۔ معزز ومبتہج کیا ۔ حالت واقعہ خواب اول شنبہ نویسی مراد از علم باطن است ۔ اَللّٰھُمَّ زِدْ وَلَا تَنْقُصْ ۔ باوجود شکم سیری لقیہ اشتہا طلب صادق است ۔ اللہ محروم نہ رکھے گا ۔ تیقن وتصدیق سے روز بروز تجلیات وتلونیات انوار ہوگی ۔ قدم مستقل ومستحکم رکھو اعتقاد راسخ سے یہ نسبت تعلق رکھتی ہے ۔ ودیگر نشست بمقام سندیلہ وملاقات فقیر تعلق عالم امر سے رکھتا ہے ۔ کہ انعکاس عالم خلق سے خوب ظاہر ہوا ور بارہا فقیر سے سنا ہوگا کہ راہ طرف خدا جل وعلا دو ہیں ۔ ایک بطرف مرتبۂ قرب ولایت ودیگر بجانب مرتبۂ قرب نبوت ۔ ہر دو راستہ ہیں اور وہ فقیر واقعی درجۂ ولایت سے مشرف تھا ۔ اور ولی کی موت نہیں ہوتی ؎

موت ولی ہست حیات ابد　　قوت امداد نہ زو گشتہ رد

صورت ہیولائی جس طرح سے دنیا میں رہا ہے ۔ عالم امر میں موجود ہے ۔ اور اسی کو صور علمیہ سے فقرا نامزد کرتے ہیں ۔ اور وہ فقیر واقعی حاکم سندیلہ اپنے وقت

میں تھا۔ یقین ہے کہ آپ کی نوکری کی صورت جلد نکل آوے گی۔ اور اس فقیر کو کام عالم خلق تفویض تھا۔ اسی وجہ سے اس نے نوکر ہونے کو کہا اور آپ کی طبیعت خواستگار مدارج قرب نبوت ہے۔ اپنی خواہش طرف عبادت و محبت اللہ جل و علا ظاہر کی اور تعلق منتہی سے انکار کیا اور ان سے پھر اس امر کی التجا نہ کی۔ کپڑے وگٹھرے اس کے پاس نہ دیکھے تو وہ تعلق مراتب بحیات اس کے تھا اب حالم دیگر ہے اس وجہ سے وہ خالی تھے۔ اور کوئی چیز نظر نہ پڑی وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِحَقِیْقَۃِ الْحَال

وسبوحی حالت واقعہ تحریر ساڑھے چار بجے شب کے بانتظار نماز فجر وقت بیداری جو نظر آیا۔ یہ نسبت خاصہ بزرگان نقشبندیہ عالیہ علیہ الرحمۃ ہے۔ عروج روح میں ایسے واقعات نظر پڑتے ہیں اور پھر اوجھل ہو جاتے ہیں۔ یہ سب کارخانہ طلسمات عالم امر کے ہیں۔ غرہ نہ چاہیے بلکہ فروتنی وعجز وانکساری اپنے اوپر استیلا کریں اور اپنے آپ کو بدتر از خوک وسگ متصور کرو۔ اور دعا کرو کہ محض بفضل خویش خدا ان امورات میں ترقی کرے۔ (ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ) حتی الوسع عبارت مغلق یعنے گول نہ لکھا کرو کہ سمجھ میں نہ آوے وقت اظہار روشنی حالت سکر تھا یا صحو۔ یعنے ہوشیاری تھی یا غفلت اور روشنی چشم ظاہر میں سے نظر پڑی یا کسی جگہ سے اگر نور اندرون سینہ ہے تو بہت خوب ہے اور اگر ظاہر از چشم ہے تو انعکاس از سینہ ہے۔ رفتہ رفتہ وہ بھی بجلا نظر آوینگے۔ وباغ و درخت گنجان بھی مجلی سیر عالم امر سے تعلق رکھتا ہے۔ شکر خدا ہے کہ سیر عالم خلق کی طرف سے محض بفضل آپ کو بعض رکھا۔ مجملاً ہر شے نظر آتی ہے۔ مخدوما سیر عالم خلق مراتب ولایت میں سے ہے۔ اور استدراج وخوارق وکرامات اسی سیر سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور انسان کو غرہ بھی ایسی کمالات ولایت میں ہو جاتا ہے یہی مانع وسدّ راہ سالک ہیں۔ اور پیش روی محال ہوتی ہے۔ اب انشاء اللہ کوئی شے مانع طریق نہ ہوگی۔ جس قدر عقیدت واثق ہوگی برابر بے تکلف اصل راہ پر لے جلینگے۔ اور بتاریخ ۲۴ وقت نماز مغرب کا جو واقعہ تحریر کیا مطابق تعبیر واقع اول کے ہے۔ مگر وہ نور چشم ہے اسکو کسی وقت نہیں چھوڑتے۔ اور آمد ورفت اس کی چہ بیداری وچہ خواب مساوی رہتی ہے۔ اس پر زیادہ تر لحاظ

ذکر نا چاہئے۔ واقعۂ دیگر باضابطہ ورابطہ حضرت امام جعفر صادق صاحبؓ ونیز حضرت شیخ آدم بنوریؒ دیتجلی مشابہ بسوراخ چراغ دنیوی یعنے سرخ مائل بسیاہی انوار تجلیات تصفیۂ قلبیہ ہے اور حقیقت نماز ہے۔ حقت کعبہ وحقت نماز وحقت رمضان وحقت قرآن یہ چار صفت کے تجلیات علیحدہ علیحدہ اور انوار جدا گانہ ہیں۔ اللہ تعالےٰ وتبارک جسکو شناخت عطا کرے۔ اول یہ حقیقت نماز جو تم پر منکشف ہوئی۔ چاہئے کہ خضوع وخشوع زیادہ کرو۔ تاکہ آگے راہ کشادہ ہو۔ محض بے علمی وجہالت سے کام لو اور اپنے آپ کو نہایت بندۂ عاجز وناکام بے مقدرت سمجھو۔ اور واضح ہو کہ یہ تجلی حقت نماز کی اکثر اندرون سجدہ واقع ہوتی ہے۔ بعض اوقات طالب کو بیچین کر دیتی ہے۔ اور متحیر ہو جاتا ہے۔ (وَاللّٰہُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ مَنْ یَّشَآءُ) مصرع

ہر گدا ئے مرد میداں کے بود

شاباش جزاک اللہ۔ مجھکو تمہاری ذات سے امید تو یہی پائی جاتی ہے۔ کہ سندیلہ کے لوگ شاید تمہاری ہی ذات سے مستفیض ہوں خبردار خبردار خضوع وخشوع وتضرع والحاح کو ہاتھ سے نہ دینا ورنہ راہ مسدود ہو جاوے گی۔ اور اپنے آپ کو ناچیز وبدتر از سگ وخوگ سمجھنا ہے

چوں گذشتی خویش را بشناختی   ہیچ بر جان خود بگدا ختی

روش کو بند نہ کرنا اور تار روش بذا مفارقت فقیر خوب ہے کسی نہ کسی نہج سے قیام ہر دو سے یا طرف دیگر رکھو جب تک کیفیت اصل الاصل کے ظل سے مشرف نہ ہو۔ کیونکہ فقیر کے پاس معرفت ہے یہاں آتے ہوئے فوراً کام بند ہو جائے گا۔ پھر محرومی وناکامی سوز جگر ہو گا۔ اس حالت میں اگر سندیلہ آنا ہو تو قصداً ملاقات نہ کرنا بذریعۂ تحریر حالات طلب کرنا وکیفیت فوراً لکھنا اور جملہ واقعات مطابق یادداشت یاد رکھنا۔ اور پوشیدہ نہ کرنا تاکہ از دیاد عقیدت ہو اور شیطان درمیان میں تسویل نہ کرے اور بھلاوے میں نہ ڈالے۔ اس مردود سے بچتے رہو۔ اور اسکا اغوا واضلال ہر قدم پر جانو۔ اور جو نظر آوے فوراً لکھو ہے

در طریقت پیش سالک ہر کہ آید خیر اوست   در صراط المستقیم ای دل کسے گمراہ نیست

(اَللّٰھُمَّ زِدْ وَلَا تَنْقُصْ) مبارک باد و خدا بفضل و کرم خود بطفیل محمد صلعم و آل محمدؐ از نسبت خاصہ اصول حظ وافر رسانا د بحق النبی و آلہ الامجاد و بحرمتِ النون والصاد) دیگر کار آبادی ختم ہو گیا۔ مسبب الاسباب دیگر کرے گا۔ چوں درے بستہ شود باز دگر بکشاید۔ انشاء اللہ اسامی مستقل مل جاوے گی حسب خواہش سامے۔ جائے اندیشہ نہیں اور تمہاری تحریر سے پایا گیا کہ تمام جھگڑوں سے اپنے کو علیحدہ کرنا چاہتے ہو۔ (ہرگز نہ کرنا) اگرچہ تمہارے خلوص و تقین سے یہی پایا گیا ؎

قلندر مشرب و ملحد نما باش بہفتاد و دو ملت آشنا باش
نمیگویم کہ از عالم جدا باش بہر کارے کہ باشی با خدا باش

کیوں پریشان و بدحواس ہوتے ہو (لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا) صحبت مردمان سے تنفر بوجہ عکوس بیشک بلائے جان ہے۔ مگر کسی بزرگ اس طریق نے گریز نہیں کیا۔ یہ بلائے عظیم ہے۔ ہر بزرگ اس نسبت والے اس کے شاکی ہیں۔ مگر بے مواسات خلق گذر بھی نہیں جب تک حیات ہے ؎

باہمیں مردمان بباید ساخت

چہ تواں کردہ مردماں اینند ؎

ہر کہ عاشق شد اگرچہ نازنین عالم است نازکی کے راست آید بار می باید کشید

مولوی ہدایت رسول صاحب یک شب بجہل خانہ مانند باز رہا شد و چند بار نزدم آمد چنانچہ امروز ہم ہمراہ حوض نزدم ہست و بخیر و خوبی مقدمہ او موافق مولوی صاحب بانجام رسید۔ ہر چند چاہتا ہوں کہ عبارت اردو میں لکھوں مگر عادت سے مجبور ہوں۔ برائے خدا معاف کرنا۔ مولوی تقیم الدین صاحب کو جو تمنے سلام لکھا وہ یہاں کہاں ہیں اپنے گھر گئے ہوئے ہیں۔ مولوی صاحب کا حال آپ دریافت فرماتے ہیں بارہا آپ کو لکھا خط اچھی طرح پڑھکر مضمون سمجھ لیا کرو۔ از طرف حسن جان سلام قبول ہو۔ گو ابھی بوجہ بارش کئی روز سے ملاقات نہیں ہوئی۔ وقت ملاقات عرض کردں گا۔ تا حین تحریر خیریت و برخورداران محمد صدیق و محمد عثمان سلام می خوانند و تحریص تمناء قدم بوسی دارند۔ اور ہمکو

یاد نہیں کہ تعطیل دیوالی میں آپ آئے تھے۔ کب آئے اور کب چلے گئے صاحبزادوں سے نسبت شوق ملاقات تمہاری سے کہدیا گیا۔ و آمد انگریز و افزونی جائے چاکری ضلع تحریر فرمائے۔ یہ عمل در آمد ہمیشہ سے چلا جاتا ہے۔ مسبب الاسباب رازق مطلق ہے۔ کچھ اسباب بہتر کر دے گا۔ اپنے کام باطن میں حتے الوسع خوب ساعی رہو اور اسباب دنیوی کو مفوض بخدا کرو جو آگے آجاوے اسکو بہ طیب خاطر پسند کرو۔ اور مقدم فلش کار باطن کے جستجو کبھی کابیں متاع باقی در آں فانی ست) دل بفانی بستن از نادانی ستا اور یہ ایام زمستان ہے۔ چائے چینی جو کہ محفوظ علی نے بھیجے تھے۔ وہ نہایت اچھے تھے۔ اب نہیں رہے اپنا لوث ظاہر نہ کرنا کہ وہ خود بھیجنے پر تیار ہو جائیں۔ بلکہ بقیمت ان کے ذریعہ سے تھوڑی چائے خرید کر بھیجنا۔ ورنہ ان مثنوں اور پائتابہ کے ایسے نہ ہو۔ اور صرف بوجہ ناراضگی ہمارے واللہ باللہ ایک دن بھی اس کی پہننی کا اتفاق نہوا یہاں سراحوض پر بوجہ دیمک کے نہ رکھا تھا۔ مکان پر بھیجا تھا۔ وہاں معہ بکس کاغذی ورومال بالکل کاٹ ڈالا صرف چمچہ دستیاب ہوا گو یہ بے عنوانی گھر کی تھی۔ مگر وجہ تم خود سمجھ لو۔ چند ٹکڑے بہ جستجوئے بسیار کوئی لانبے کوئی گول قریب یک انگشت و دو انگشت بوسیدہ و خاک آمیز ہاتھ آئے اس سے معلوم ہوگیا۔ ورنہ خیال ہوتا کہ کوئی چرالے گیا۔ بس ایسا نہ کرنا جواب خط سے بہت جلد ممتاز کیجئے گا۔ اور طبیعت کی کیفیت کو خبردار رکنا نہیں۔ تاکید مزید جانو۔ وتا تحریر خیریت ہے، والسلام خیر ختام راقم فقیر وزیر از سراحوض یوم چہارشنبہ وقت دہ نواخت

خط ۱۳۱ سعید ازلی سلمکم و القاکم۔ بعد الحمد والصلوۃ و تبلیغ الدعوات مکشوف ضمیر فیض تخمیر باد صحیفہ شریفہ ملاخطہ لطیفہ مملو از حال باطن وخلوص ہمہ تن از کدورت و تعلقات شتی بود دور و دواعی از آور دکمال درجہ مسرت بخشید۔ خط محمد رؤف صاحب ہم رسید جزاکم اللہ خیر أ مِنَ العطایا۔ ایمائے خط چودہری حسن جانصاحب بہ طلب مکتوب وکتاب ارشاد الطالبین نکاشنید۔ واقعی ضرورت است بفور کدام آیندگان اینطرف راحوالہ نمایند کہ برسد وہر کہ کتابیہ اجرا شدن کار حقت نگارش کردی اصح است از دقیقیکہ تو نوشتہ ہر دم بلحاظ توجہ بحیث بطرف سامی آنگرامی ست خدا براست آرد کار را تا باوج

رسانیدہ خدا مبارک کند لَا تَحْزَنُوا وَلَا تَشُقُّوا۔ وہر کہ در واقعہ وخواب بینانیدہ اند
والتذاذ در نماز عشا بود ہموں بیداریست وخواب بتوسط نمائندہ اند۔ این کار روح را ادنیٰ
نہ تصوری بسیار ادب باید وحالت مردگی فنائے تام بہ حقیقت روح است برزخیت فرخندگی
کہ با عالم امر بمراتب اوردہ بوجہ پاکدامنی او صاف وتطہیر در شد او ترا بنمود آوردند چہ عجب کہ از
عالم برزخ قبر ترا بنوازند وبعالم امر کار ارواح ترا بہ تجلیت روحانیت دادہ باشند واز توجہ
خود ہر کہ را کہ خواہی بخود بیا میسری ہر کس را این نمی دہند وسامان وآرائش قبر مثل رئیس وامرا
امورات از حالت ما فیہ وعدم استقلال وخوف بوجہ پختگی کار واز نہا طاروح کہ ہر کہ بخشند کار
اد گیرد اکنوں بجادۂ قابلیت میسر سازند ورفتہ رفتہ باستعداد تام خواہند آورد کار خصوصیت را
نہ گذاری ورنجش وخفگی وناراضگی بہر خود بسیار خواہد گذشت اورا بپذیر چرا کہ ہمیں کار است
نمی دانی کہ بوقت آمدن حقیقت حضرت صدیق اکبرؓ عاشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم از نہایت کرب
واندوہ سنگہا در دہن خود نہادہ اند واز غایت بے چینی سر بر در ودیوار زدہ اند۔ بے حس
وبے تابانہ مردہ اند ونیز اکثر از بزرگان دین را بآمدن حقیقت یعنے حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم
اثریست پیدا شدہ کہ مکان را گذاشتہ دشت وصحرا اختیار نمودہ خبردار ضبط کنی ویکسے نگوئی
نہ بجان رنجان کار را بانجام رسانی واز یں رنج را استتار دار واز یں رنج کسے را خبر نہ کنی وتپ
اندرونی را مثل شمع گداختہ گداختہ بگذری وبراہ ردی فافہم خط عاشق رضا را ہم یاد نیست کہ چہ شد
خیر اورا بہر طوریکہ نوشتہ ام بفہمانند۔ عاشق علی را رفتہ رفتہ باشواق واذواق خوب آوردہ رابطہ
را نشان دہند تا نماز درست شود وانتشار وگھبراہٹ کہ عاشق علی را می باشد این زوال نفسی است
وبراہ آوردن است چہ عجب کہ ازیں پریشانی پاک وصاف کردہ براہ آرند۔ اطمینان اورا
بدہند وتسکین نمایند کہ ہمیں راہ است۔ قریب است کہ ترا بنوازند۔ شعر

ہیچ کس را تا نہ گردد ایں فنا — نیست رہ اندر حریم کبریا

فافہم۔ دیگر درباره پیش کار جوالا پرشاد کہ نگاشتند تعویذ حسب خاطر تو باد وشان ارسال
است ورنہ او گاہے از ما ملاقی نشدہ اند۔ مگر از استنباط سامی مجبور۔ انشاء اللہ ان تعویذ
مفید خواہد گشت اورا بسر خود نہادن تہدید نمایند بعد از خوشبوئے موم جامہ کردہ باد کام گیرند

محمد عثمان و محمد صدیق تحریص قدمبوسی تو اند فقط از سراعوض ۱۸۹۲ء

خط ۱۴ محب الفقراو برادرِ دین عن عباد اللہ الصالحین مولوی سراج الدین صاحب زید الخلوص والیقین۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ بعد الحمد والصلوٰۃ و تبلیغ الدعوات میرساند صحیفہ شریفہ کہ از روئے کرم ارشاد داشتہ بودند ورود افتخار آورد خوش وقت ساختہ اندراج یافتہ بود کہ تا زمان حصول نسبت علیہ کہ مشتمل بر تعمیر رؤیا باشد و نصائح یاد کردہ باشند۔ مخدوما مکرما۔ النصیحۃ ھی الدنیا و مطابعۃ سید المرسلین علیہ من الصلوٰۃ اتمہا وافضلہا والتحیات اکملہا۔ مصرعہ بکوش کوش کہ صاحب خبر شوی

مبادی و مقدمات استحصال ایں قدم اول ہمیں کسب است بعد ازاں حضوری در حضور است و ہمیں قدر اشکال است شعر فراق دوست اگر اندک است اندک نیست کور دن دیدہ اگر نیم مواست بسیار است اول باخواست دیاز در میسر شود و ایں قدر محنت و مشقت کشیدہ باید کہ بخواست ایں دولت بدست آید۔ تا مزہ بری و ثمرہ یابی

واقعہ خواب یوم چہار شنبہ جائے مخوف و خطرناک دیدید ہمیں منزل فنا ست کہ طالب را راہ رفتن دشوار و محال بہ نظر می آید و آں تالاب وسیع علم معرفت باطن کہ ریگ بحر ذخار ست ناپید اکنار بہ نظر تو گذرانیدند۔ و سنگ ذلت دہ۔ ایں بار جسم کلانی و گرانی است دیل ایں رابطۂ شیخ را بدانی۔ خبردار خبردار۔ تعبیر دیگرے انواع انواع اختلاف صور و اشکال بباعث گرانی جسم ترا بہ نظر آمدند۔ در نہ یک پل کافی بود بایں و آں متوجہ و مشغول مشو۔ شعر

در طریقت پیش سالک ہر کہ آید خیر اوست   در صراط المستقیم اے دل کسے گمراہ نیست

مصرعہ طالب ما گرچہ باشی گرد ہر شمعے مگرد

دیگر شیخ خود را کہ بیرون تالاب نگرانید ندا و ازیں راہ آگاہ و آشناست ترا ہم بخود می کشد و ترغیب تعجیل رفتن مے کند کہ ایں منزل ناقص است۔ تا کہ در جائے خوفناک نیا فتی دیا در سیر دیگر کہ خوش ترا آید قیام نہ پذیری عجلت می کنانند۔ و ذلت بوجہ مکوس مرد ماں دنیا یقینی ادر از سنگ تعبیر مے کنند کہ ایں عکس مرد ماں کوہ است کلاں کہ جنبانیدن تو بدون مدد شیخ نخواہی و محال می پنداری بدیں وجہ مبلا شتے بہ نیرز دی اجازت می نمایند خدا انکند کہ در راہ

باشی و این راہ بسیار خطرناک و جائے تشویش و مذلت رفتن بلکہ خوف انحطاط کفر است و چونکہ دیدی کہ ماخود را ہم بیرون تالاب می یابم - این مژدہ و نوید خوشخبری ست و بسے خوشنود بسبب کہ عنقریب کارے را بانجام رسانی - واللہ اعلم بحقیقۃ الحال و تعبیر واقعۂ یوم جمعہ مشابہ ہم بدین حال است او بشکل اسٹیشن چنبرۂ وجود انسانی ست و گرانی تمام وجود جسمی ست و شکل خونخوار این نفس مردود دمرند است کہ نمی گذارد و مخوف می سازد - و صور و اشکال متلونہ و مخوفہ پیش می نماید - و پارچہ و خرقۂ دریدہ ہمیں عبارت از فنائے جسمی طالب است - کہ تمامی اخلاط ار بعہ را از بس دور انداختہ بیک مقام برتخت جلوس صدر کہ مراد نفس مطمئنہ است - از مرتبہ تخیل و توہم بمرکز اصلی می آرد - مصرعہ -

این کار دولت است کنوں تا کرا رسد

ولیوبہ حاضری صورت شیخ کامل جملہ اند فارغ و اتفارغ گردند - این وقت مناسب معلوم شود کہ کارت بعروج می برند - تصور را بچشم کشادہ خوب از غور دیدہ و جسم مسدود ساختہ را بطہ بخود کشیدہ در بر کن و ہر کہ گفتہ ام بر آں کار فرما و بصورت ظاہر فقیر مروبہ بیں کہ خدا چہ می کند انشاءاللہ زود بمطلب میرسی و از تفرقہ و صورت جمعیت منتشر مشو - کہ از غیب خدا سامانے خواہد ساخت ع

مردے از غیب بروں آید و کارے بکند

و من از انش غافل نیستم مگر چہ کنم بباعث بدمزگی گاہے گاہے غفلت می گردد معاف دارند - از کریماں کارہا دشوار نیست - و وقت است کہ کار خود بکنند - تا موثر باشد و مولوی معظم الدین صاحب شاکی خط سامی بودند و ہفتہ عشرہ ارادۂ وطن خود دارند - باید کہ از جانبش علیحدہ یک خط او را بنگارند کہ رفع شکایت و دفع حکایت گردد - و تا حین تحریر جملہ خیریت ہاست و بزرگان با تحریص سلام و متمنائے قدمبوس ہستند - بہ مولوی غلام حسین شاہ صاحب سلام گفتہ دہند و اطمینان نمایند - کہ موجب اضطراب نیست - والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ والتزم متابعۃ المصطفیٰ صلعم - راقم حقیر فقیر وزیر از سراحوض من مقام سندیلہ - ۲۲ رجب المرجب ۱۳۱۴ھ

خط ۱۵ توجہ والتفات فرمائے بے پایان ومہربان بحال نیازمندان محب الفقراء سلمکم اللہ۔ الحمد للہ الذی ہدانا الصراط المستقیم ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی آلہ الاطہار واصحابہ الاخیار بوافقت اسرار شریعت غرہ باصرہ رموز طریقت بیضا جبل المتین متمسکان الی اللہ جناب مولوی عبدالغنی صاحب ملقب محدث بخاری ادام اللہ فیوضہ الجاری۔ بعد از سلام حسب الطریق بہترین ایام برگزیدۂ آلہ علیہ وعلی آلہ الف الف تحیۃ وسلام۔ پوشیدہ ومخفی مباد کہ الحمد للہ تا دم تحریر بہمہ وجوہ خیریت حاصل است ونوید خوشنودی تو مطلوب۔ صحیفہ شریفہ عنیقہ لطیفہ مؤرخہ سیزدہم ماہ جمادی الثانی ۱۲۹۸ھ رسید کمال اعزاز وابتہاج فرمود وفراوان فراوان نشاط ومسرت افزود چگونہ تحریر آید ہمین کافیست کہ رسیدن چیزے بعد انتظار چہ اثر دارد نہ شنیدۂ شعر

چہ خوش باشد کہ بعد از انتظارے بامیدے رسد امیدوارے

حرف بحرف خواندم واز مطالب وے آگاہ گشتم۔ مخدوما ملکہ پیدا شدن از محنت چند روزہ آسان تراست حتی الوسع دریں امر کوتاہی نکنی وتا عدیکہ از تو ممکن است سعی دریغ مدار۔ ہر آنکس کہ مے کوشد اورا محروم نمی گذارند۔ زیراکہ ایں بارگاہ حرماں نیست۔ ضرور بالضرور اثرے می دہند تنگ دل شدن نباید۔ زیراکہ ہیچ سائلے محروم نگردد۔ ایں درگاہ درگاہ ناامیدے نیست۔ طالب را باید کہ اول رابطہ را خوب پختہ کند وتا عدیکہ باشد ملکہ وقوت استعداد قوی ترپیدا کند باز قدر ایں کار خواہد شناخت۔ بفہمید کہ رابطہ مرشد کامل کلید اسرار مخفی قلب اوست پس ہر کہ از کلید محروم است کشائش بقلب چساں خواہد رسید وچگونہ بروے درہائے اسرار باز خواہند شد۔ لہذا لازم آید کہ بدل وجان متوجہ شوید واگر از افکار وتعلقات دنیویہ خلاصی کم مے شود بوقتے ضرور مشق ومحنت دریں کار فرما ہر آں وقتیکہ پختہ گردد ایں چنیں مشقت کشیدن نخواہد شد ورا سخ خواہد گشت بلکہ از ادنیٰ چشم زدن صورت یار دلدار بسر خواہد گشت۔ (اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِینَ) پس بکوشش کوش کہ تا صاحب خبر شوی۔ ہنوز کلید گنجہاء اسرار بدست نیامدہ است پس بعجز والحاح پیش رب العالمین وارحم الراحمین تضرع کناں ترقی وپختگی ایں کارکن انشاء اللہ ضرور بہرہ ور بطور

دانی خواهند فرمود و ترا بے نصیب نخواهد فرمود - و این کار ترا اگرچه اندک به نظر معلوم می شود مگر اندک نیست - این کار را شان عظیم ست و انشاء الله رفته رفته ملکه هم پیدا خواهد شد - تردد برائے چیست و انتشار چرا می کنی من هم دعائے ترقی کار خواهم نمود این هم بس است که این قدر میسر شد ورنه فی زماننا اکثران را خبر هم ازین کار نیست زیاده ازین اگر فضل الٰهی شامل حال است - به ظهور خواهد آمد صابر باش و عجز بدرگاه عز و جل علا بوده اگر این قدر حاصل است بلکه پیدا شدن هم ممکن است آفرین باد برین همتِ مردانهٔ تو - خبردار بکسے نگوئی و فهم کن ؎

گر مصورِ صورت آں دلستاں خواهد کشید ‌‌ ‌ حیرتے دارم که نازش را چساں خواهد کشید

پس صورت و طریق پختگی اینکه اوضاع و اطوار ما را که دیدهٔ آنها را هم بیاد آر همچنین بر خیال و توهم از خود صادر فرما گویا که اوضاع و افعال تست - پس صورت و حرکات هم بکسے او وقت تصور تمام گردد ورنه بغیر صورت کششی ناز تصویر ناتمام است و وقتیکه صورت ناز هم بر صفحهٔ دل آمده پس همان دلدار و همین یار و همین راهبر است و هرچه نبشته ام بر آں کاربند شو و در بارهٔ عدالت که نوشتنی بے تکلف بعدالت منصفی مقدمه دائر کن انشاء الله فتحیاب خواهد شد و تعویذ سے حسب الطلب بے فرستم نزد خود دار بعدالت پیش حاکم رفته مقدمه کن و ربنا مسبب سبب با نوار ک را وظیفه خوانده باشی ترک مکن انشاء الله نفع خواهد شد و دیگر وظیفه که مے نویسم هر روز بعد نماز صبح سه بار بخوانی وظیفه اینکه یا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ قَلِّبْ قلب نام قرضخواهاں بخیر) انشاء الله از قرضهٔ قرضخواهاں نجات یابی و خوشنود گردی و من هم از تو غافل نیم - بلکه دعاگوئے توام انشاء الله از دعاهائے گوناگون که نوشته رهائی یابی زیاده تصدیع بیکار است و بلا سود و بس والسلام علیک و علیٰ من لدیک و رحمة الله و برکاته - از مقام سرا حوض هشتم جمادی الثانی ۱۲۹۸ھ

خط ۱۶ عطوفت فرمائے پایاں راه جوئے صراط طریقت و مضطرب و حیران از تکالیف زمان کلفت و عسرت طالب فراغ دستی بنا بر دفع حاجت ضروری میاں اصغر علی اعظمگڈهی سلّمه الله الولی - بعد از سلام مسنون و درود و صلوٰة بر پیغمبر رهنمون - و علیٰ آله و اصحابه و ازواجه و سائر اخوانه اجمعین وضوح بخدمت عالی باد بانه التماس بطلب ترکیب سورهٔ مزمل شریف - و نیز دیگر

برائے رفع تکالیف بمزید احتیاط و رفع احتیاج ورود اعزاز آوردہ افتخار بے پایاں ومباہات فراواں بخشید۔ مخدوما آیۂ قرآن وسورہ ہائے را اسناد و ترکیبات بسیار است کہ مثل صبح فلق آشکار ونمودار وبہر مومن واہل اسلام تیقن برآں لازم واللہ اعلم درخواندن سورۂ مذکور چہ بداحتیاطی از شما بوقوع آمد کہ موثر نگشت وما قاصر ادراک کج فہم راچہ یارا کہ از یک نقطہ اش کلام ربانی ومعلومات کلام ربانی راچونجا دہم وچہ یاراست وچہ زہرہ۔ وہرچہ معلوم ومفہوم ماست بذریعہ عرض می پردازم کہ از آیت ہائے قرآنی ونیز صلوۃ کہ اگر از کسے عالم یا شخص بزرگ کسے روشش اختیار کند واخذ کند اول باید کہ ایشاں شان نزول دریافت نماید بعدہ بداں طریقہ کہ بزرگان دین کہ از انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام وشیخان رحمہم اللہ واولیائے تابعین ادیان عمل کردہ باشند بداں طریق بموجب اجازت آں بزرگ عمل نمودہ شود نافع وسودمند خواہد گشت ورنہ نسیان وزیان بالقوہ دارد۔ چہ جائے کہ دعوائے اجابت دارد۔ شنیدہ باشی۔ وقتی موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام را شنیدہ باشی کہ شخصے آمد نزدے بازدامت او از حق تعالےٰ خطاب گشتہ بود کہ از اں دہن کہ از اں گناہ نکردہ باشی از حق دعا طلب کن چونکہ منت وزاری نمود کہ ایں طور دہن از کجا آرم حکم شد کہ ایں دہن انبیا واولیا واتقیا ست بذریعۂ آنہا بطلبند او وقت مقبول خواہد گشت۔ پس بدیں مفہوم اگر دیدن کتب ہا بجز فوائد ظاہری چیزی بہ نظر تامی آید ونتیجۂ ثواب دہد واجرت تودیع گشت۔ غایۃ ما فی الباب پس بندہ پراگندہ ہم وقتے از اولبنائے گوشہ بہ یکے ملازم بود آں وقت از یک بزرگ ایں سورہ شریف اجازۃً بمارسیدہ بود عمل نمودہ بودم ومتمتع شدم۔ ہموں طور تعلیم می آرم وسورہ شریف را ایں طور بخوانی کہ بکم تاریخ بعد از ماہ ہائے عربی دو رکعت نماز کنی ایں طور کہ اول روز یک بار درود شریف ودویمی روز دوبار ہمیں طور ہر روز یک ایزاد کنی تا چہل روز برسانی تا چہل بار گردد بعد از اں بہ یوم چہل وبکم

۳۹ بار بعد از اں ہر . . . .

روز چہل و دوم سی و ہشت بار غرض کہ ہمیں طور ہر روز یک یک کاشتہ باشی تا کہ بہ یوم ہشتاد نوبت بیک رسد پس ترکیب تمام شد۔ ایں زکوٰۃ است بعد ازاں ہر روز یکبار خواندہ باشی۔ و ازیں ہم بالا ہیں ترکیب نبشتہ در جمیع امور دنیا و طور مفید تر است دریں طور کہ سورۂ فرل از چہل بخوانی نہ زبان حرکت کند و نہ قلب جنبد خیالش را بدماغ داری موثر تر است اصل ایں را بیان کردن نمی توانم۔ از استعمال او کدامی سورۂ چند باں دولت مستعد سازند او در گفت و شنید نمی آید۔ و دیگر نسبت صفائی قلب۔ و نیز دیگر برائے رفع طحال نوشتہ اید۔ باید کہ طحال را بدست راست گرفتہ ایں آیت قرآنی را خواندہ باشی آہستہ آہستہ و نرم و ملائم کہ مریض را ہم تکلیف نگردد و طحال را مالیدہ باشی آں مالیدگی یک روز تا سہ روز قدرے قدرے کم شدہ خواہد رفت ترا اجازت است۔ آیۂ مبارک (فاما الانسان اذا ما ابتلاہ ربہ فاکرمہ ونعمہ فیقول ربی اکرمن) در سورۂ فجر ست۔ شما نمودہ باید کہ قدرے بہ صحبت مولوی رحمت اللہ صاحب صحبت کن و بہر طور او فرماید بجا آر بچندیں روز خود شمارا واضح خواہد گشت ازاں گزشتم و آمدم برآں کہ بخط مولوی رحمت اللہ صاحب مفہوم گشت کہ شمارا و بطریق حصول قدرے نگاشتہ است پس مرا جواب او دادن ضرور است چونکہ شورہ را پختہ باحتیاط آنرا نگاہدار و ضائع مدہ۔ اولاً گفتہ بودم کہ بلا رو بروئے ما تو کردن نمی توانی۔ تو نہ پذیرفتی۔ خیر ایدوں ہیچ نرفتہ است۔ اگر یک پاؤ کدامی دھات را قائم کردن میخواہی سہ پاؤ پختہ شورہ را بگیری یک حصہ در کرھائی زیر دھات نہی و دو حصہ بالائش و آتش نرم نرم دہی و از ہر جا کہ دود خیزد از کاشک یا بہ چمچہ سوراخ ازاں شورہ بند کنی و درا مسدود کند تا چہار پاس یعنی یک شب یا تمامی روز آتش دہی کہ گشتہ شود و دود ہم مسدود شود و ادرا روغن خواہد برآمد۔

ترکیب دیگر از ذریعۂ بھبکہ دو یا دو سبوچہ یا لوٹہ کہ اولاً نوشتہ ام بکار بیارند بعد ازاں شورہ را علیحدہ کنی و آں دھات را خالص روغن بیاری۔ ایں طور کہ گرانی بہ گلوئش سبوچہ کردہ در یک سبوچہ دھات نہی و بدیگر سبوچہ سوراخ کردہ موئے مردم یا تار یا سینک در سوراخ نہی۔ کہ بذریعۂ او روغن برآید و زیر دیگداں آتش دہی۔ فقط والسلام علیکم و علی من لدیکم و مولوی عبدالجلیل صاحب را سلام برسانی و تو خود آنجا تعلیم کردہ باشی و فتیکہ رابطہ پیدا کند او وقت بمارسانی۔ والسلام اولاً و آخراً۔ فقط فقیر وزیر از دہلی عیدگاہ۔

خط نمبر ۱۷ - نقل خط عبدالحکیم کہ برائے مولوی نیک محمد صاحب پنجابی حال وارد بتیا ضلع چمپارن نوشتہ شد- یار حلیم برخوردار عبدالحکیم صاحب سلمہ اللہ العلی العظیم - بعد دعائے وافرہ واضح خاطر عاطر باد کارڈ تمہارا پہنچا ممنون کیا بنسبت نظیر ساکن موضع شنول جو آپ نے تحریر فرمایا حالات شہر بتیا دحمانعت مولوی نیک محمد صاحب از نماز - جواب اینکہ "قاعدہ فقیر یہ ہے کہ بعد از سوگند مغلظہ طالب کو کار نسبت سے آگاہ کرتا ہے تاکہ وہ کسی سے بیان نہ کرے باوصف قسم کے ضرورت نیک محمد سے تنگ ہونے کے ہوئی تنگ سخن سے نیک محمد کا خندہ کرنا باعث تفکہ ہوا - بیک - وتنگ - وتنگ تحریریں مشکل ہیں ؎

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر | در نوشتن گو بماند شیر و شیر
آں یکے شیرے کہ مردم می خورد | واں دگر شیرے کہ مردم مے خورد

کتاب رابطۂ نور بوت و دیگر فنائی الشیخ مصنفہ مولوی مقیم الدین صاحب آپ کو ارسال ہیں ہر دو پیش مولوی نیک محمد صاحب کیجئے اور اُن سے عرض کیجئے کہ اس کا جواب مولوی مقیم الدین صاحب سے یا حضور سے کہ جن کی جستجو و تلاش ہیں آپ سرگرداں رہے ہیں اُن سے طلب فرمائیے ہم جدید طالب نو آموختہ و ناتجربہ کار آپ کو جواب نہیں دے سکتے اور مولوی نیک محمد صاحب نے وقت بیعت و تعلیم باوصف ممانعت تحریک وقت بیعت کیونکہ نہ جواب فقیر سے طلب کیا باوجودیکہ اُس وقت فقیر کے ہمراہ مولوی مقیم الدین صاحب جو اُن کے ہم وطن و ہمعصر و ہم علم بھی موجود تھے طالبین کو ورغلانے میں بجز اندوہ وحرمان . علی الخصوص راہ طریقت میں طالب جدید سے سوائے ضرر و نقصان معترض کو کچھ حاصل نہیں- بعد نتیجہ ملاقات حافظ عبدالعزیز صاحب ساکن چوراؤں سے باوصف مباحثہ نکات بیان مولوی اسمٰعیل صاحب غیر مقلد کچھ قابل اعتبار نہیں اُن کے بیانات کتب تصوف کی بابت بالکل خلاف ہیں نیز مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کہ شہرۂ آفاق ہیں اس سے ملوث و مباحثہ ان حضرات سے صوفیا غیر مرتبط خیالات دنیا اُن کو نماز میں متمرد نتیجہ دہ عاقبت مطابق حکیم سنائی - ؎

تو ندانی دو حرف از قرآں | نا زباں بردی و نہ بردی جاں
عاقلاں را حلاوتِ در جاں | غافلاں را تلاوتِ بزباں
در دماغِ کہ دیو کبر دمید | فہم قرآں ازاں دماغ رمید

مصرع
کہ نکتہ داں شود کرمے اگر کتاب خورد

اگر اس طالب نے مولوی مذکور سے کہا تو اُس کو چاہیئے کہ حضرت مولوی صاحب سے بیعت کرے ہمارے کام سے اُس کو کچھ غرض نہیں ہمارے کام کو چھوڑ دے۔ علیٰ ہذا اسی طرح جس طالب کی طبیعت برگشتہ اس کام سے ہو بلا تکلف دوسری جگہ حصول مطلب کرے اور حسب خواہ بلا تکلف رجوع دیگر کرے حمافت نہیں ہے

کار مرداں گرمی و تیزی بود   کار دوناں حیلہ بے شرمی بود

وقل جاء الحق وزہق الباطل فرمودۂ خداست) ہے

عالم کہ کامرانی و تن پروری کند   او خویشتن گم است کرا رہبری کند

ازراہ نیک تنگ آمدہ بہ تنگ گرائیدہ وخود را ضائع ساختہ صایغ بدیگراں گردید و سخن را سخن آموخت و برمرید کردن زنان اعتراض کند احادیثہا بہ بینید و حدیث را حدث شمار نکنند۔ تعلیم ہر قدر برائے نات اثر پذیر شود دریں زمان مرداں را کمتر اثر پذیر است۔ خیالات عاطلہ و باطلہ واز توجہ نفکرات دنیوی گزاشتن تامرحی شوند العاقل تکفیہ۔ از جواب سوالات گرفتہ مرور فرسیند تو کار خود کن واز اغیار بپرہیز۔ الباقی عند التلاقی۔ کارکن کار بگزر از گفتار۔ کہ دریں راہ کار دارد کار۔ والدعا

فقیر وزیر بیراحوصنی بقلم نا چیز نا پاک منشی نعیم الزمان ۲۴ ستمبر ۱۹۱۶ء

خط نمبر ۱۸ ۔ نقل خط خلیفہ سید محمد تقی صاحب ساکن سارن ضلع اعظم گڈھ بنام حضور پرنور پیر دستگیر روشنضمیر حافظ سید صوفی وزیر علی شاہ صاحب دام اقبالہٗ وفیضہٗ ۔ عاصی پرمعاصی

آپ کا غلام سید۔ ہمارے حضور پرنور بعد ادائے آداب گزارش یہ ہے۔ غلام آپ کا خیریت سے ہے مہربانی و توجہ آپ کی اور خیریت حضور پرنور کی شب و روز بدرگاہ خداوند کریم سے نیک چاہتا رہتا ہے حضور پرنور کا خط عرس شریف میں شرکت ہونے کا اور نفس مردد کی دوا اشتہار ملا اس غلام کو آپ کے بہت خوشی ہوئی جو کچھ آپ کی طرف سے فرمایا جاوے اُس سے زیادہ خطادار ہوں۔ اللہ پاک ایسا خالق مالک اور آپکا ایسا شیخ مقتدی و مالک اگر معاف نہ فرماوے تو دوسرا کون ہے دین و دنیا میں بجز آپ کے اور آپ ہمیشہ ہماری خطا معاف فرماتے رہے۔ اور اب بھی معاف فرماتے رہیں اگر ایسا نہ کیجئے گا تو ہمارا کہاں ٹھکانا ہے اور اس مرتبہ عرس شریف میں بھی شرکت نہ کرسکے اور نہ خدمت عرس شریف میں حاضر ہوسکے اس سال دو برس سے مکان ہی پر رہے یہ اپنی قسمت کی بدبختی ہے

جس وقت بھیا صاحب یہاں آئے تھے اُس کے دو روز قبل گورکھپور چلا گیا تھا واپس جب ادھر سے آیا تو سلیم یہاں موجود تھے سب راستے کی تکالیف بیان کیا دل کو سخت افسوس اور صدمہ ہوا کسی مخالف نے یہ بھی کہا ابھی تو موجود تھے ہم نے ملاقات کیا یہ سلیم کی زبانی معلوم ہوا یہ سُن کر دل پر سخت صدمہ ہوا اور بھیا صاحب بھی لکھتے ہیں اب یہ افسوس بھیا صاحب سے جب ملاقات ہوگی اُس وقت دفعہ ہوگا اس سال عرس شریف میں شرکت ضرور کرتا مگر ہمارے پاس کرایہ نہ تھا اس وجہ سے نہیں آیا اور عرس شریف میں شرکت نہ کرسکا انشاء اللہ بعد کو یہ غلام حاضر خدمت ہوگا۔ یہ غلام جو آپ کا ہے اُس کی یہ سب حالت پہلے رنگا رنگ گزر چکی ہے بتوجہ آپ کے سبز و سُرخ اور قسم قسم کے رنگ سب میں رابطہ فنا کرتا ہوا آگے پرواز کرتا بڑھ گیا اور اُس کے بعد یہ حالت ہوئی کہ نماز میں ایک دریا سفید رنگ کی چمکتی ہوئی نظر آئی اور عروج کی حالت اُس میں ایک سپید رنگ کا نور چمکا اکثر نماز میں اور اُس میں یہ حالت ہوئی کہ روح نکل جائے گی اکثر ہا ایسی حالتیں ہوئیں اور ہوتی رہیں مگر جب ایسی حالت ہوتی تو اُس وقت سہم جاتا بدن میں تھرتھراہٹ رہتی۔ جب یہ حالت نہ رہتی تو نماز پڑھتا پھر یہ حالت ہوتے ہوتے پھر اُس دریا میں فنا ہو کر پھر اُس نور گول میں رابطہ لے کر فنا ہوا جس نور کے دیکھنے سے بیہوشی اور تھرتھراہٹ اور روح کے نکل جانے کی حالت معلوم ہوتی تھی پھر برسوں تک مع رابطہ اُس میں فنا ہوتا رہا پھر اُس نور کے بعد ستر نور کی دریا چمکتی دمکتی نظر آئی سفید رنگ کے اُن سب دریاؤں کے رابطہ میں فنا ہو کر آگے بڑھا اُس کے بعد جماعت انبیا علیہم السلام دیکھنے میں آئے اُس میں دیکھا کہ سب لوگ جماعت کے ساتھ نماز پڑھ رہے ہیں اُس میں امام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ہیں۔ یہ سب حالت اکثر ہا ہوتی رہی اور اسی جماعت میں ساتھ رابطہ کے اکثر ہا نماز پڑھی اور بہت سی حالتیں ہوئیں اب پیر سال کے عرس شریف سے رابطہ کا یہ حال ہے کہ اُڑنے سے رابطہ بند ہے اب رابطہ کا یہ حال ہے کہ رابطہ لئے لیئے جب بہت دیر ہوتا ہے تو غشی کا عالم طاری ہوتا ہے۔ اُس غشی میں کچھ ہوتا ہے اُس حالت میں رابطہ کا قدم اوپر کی طرف بڑھتا ہے تو رابطہ کا پہلا قدم عرش تک ہوتا ہے ایسے ہی دس قدم رابطہ جاتا ہے اُس کے بعد رابطہ وہیں اُتر کر الگ ہو جاتا ہے اُس کے بعد ید بیضا کی طرح روشنی گول نمایاں ہوتی ہے اور اُس کے گرداگرد دائرہ سفید ہوتا ہے یہ غلام آپ کا اُدھر بڑھتا ہے اور وہ ید بیضا کی روشنی ادھر پڑتی ہے یہاں تک کہ ید بیضا کی روشنی میں فنا

ہوجاتا ہوں لبد فنا کے وہ روشنی اس قدر بڑھتی ہے کہ زمین وآسمان کے گرداگرد گھیر لیتی ہے بلکہ نیچے اوپر تمام گرداگرد وہی روشنی ہوتی ہے اور کچھ نہیں ہوتا بجز اُس کے دیر تک لبد کو قلیل آسمان و زمین معلوم ہوتا ہے بلندی اور پستی کا کچھ انتہا نہیں جس جگہ ملا تھا اُسی جگہ سے وہ روشنی الگ کر کے غائب ہوجاتی ہے اُس وقت کچھ نہیں ہوتا حسرت اور افسوس سخت ہوتا ہے پھر رابطہ آکر سوار ہوتا ہے جیسے قدم کے طرز لے گیا ویسا ہی زمین پر لاتا ہے جیسی اوپر سے نیچے کی طرف رابطہ لے کر آتا ہے ویسا ہی روشنی و چمک دمک کم ہوتی ہے کچھ اور بھی بہت ہے منہ میں قلم میں آتی نہیں ۔ اس کی جو کچھ حالت ہوئی بوجہ دعا آپ کے اور سب خطائیں ہماری معاف فرمائی جاوے۔

مرسلہ غلام آپ کا عاصی پر معاصی محمد تقی اعظم گڈھی

بزم وصلت بہر پا کانست من زمین سان تیم   چوں سگانم جائے دہ در سایۂ دیوار خویش

خط نمبر ۱۹ - ۲۲- دسمبر ۱۹۱۸ء از سرا حوض شریف

۷۸۶ - جواب خط سید محمد تقی بزبان حضور پُر نور

واقف اسرار خفی و جلی برادر طریقت حافظ سید محمد تقی صاحب زاد اللہ مرتبتہٗ ۔

ظاہرہٗ و باطنہٗ و رافعتہٗ ۔ بعد از تبلیغ مراسم سلام خلاصہ کلام اینکہ چشم انتظار بامید آمدن آں نگار از بے بصارتی منتظر و دل بیقرار ہر آں متفکر و متشتر کُلُّ اَمْرٍ مَرْهُوْنٌ بِاَوْقَاتِهَا درنکریب و تالیم متحیر خط آنصاحب رسید و محظوظ و مسرور گردانید علی الخصوص از احوال بواطن کہ نگاشتہ فرحت فراواں رسانید حالاں کہ پیش سالکان می آید اگرچہ از حیز تحریر خارج و ساقط است لیکن شما اشارہ کہ تسطیر کردہ گنجائش تقریر نہ ع   آں را کہ خبر شد خبرش باز نیامد۔

مصلحت نیست کہ از پردہ بروں افتد راز   ورنہ در مجلس رنداں خبرے نیست کہ نیست

حالت گم شدن را قریب با تمام رسانیدہ یا ربع قلب رابطے کردہ سہ حصہ دیگر باقی است واین سیر گم شدنی کہ از عالم خلق نامیدہ اند خدا تعالیٰ میسر ساخت و موثر گردانید درحقیقت کار این است و غیر این ہمہ ہیچ مبارکباد و نوید این بجمیع خلائق خداوند بدین راہ محض بفضل رساناد و فوق الفوق مافوق الفوق اور امی باید جست ۔ بیت   چہ گویم با نوائے مرغ نشانہ   کہ با عنقا بود ہم آشیانہ

ز عنقا ہست نام پیش مردم   ز مرغ من بود آں نام ہم گم

باہمہ سیر بیرونی است ہنوز سیر اندرونی جسم اتفاق نیفتادہ است باشد کہ از گردشہائے چشم اندرونِ تاریکی از حلق تاناف است نہ مقامِ تیرہ وتار است نظررا پرتاب کن تاکہ ترا بینا نمذو آگاہ گرداند ۔ از دروں شو آشنا واز بروں بیگانہ باش ؏ کایں چنیں زیبا روش کمتر بود اندر جہاں تاکہ اَلَمۡ نَشۡرَحۡ لَكَ صَدۡرَكَ متجلّی و تزیّن گرداند سیر بیرونی چہ آفاقی وچہ انفسی کہ از عالم امر و عالم خلق است باصل الوصول رسایدن نمی تواند بالائے آفاق وانفس رفتن لازم است وجویدن اوراجملاً و نہ مفصلاً و طالب راہ صادق از راہ یقین مرفوع بود ۔

گر باہمی درمینی پیش منی
گر بے منی پیش منی درمینی

مصرع
رخسارِ من آنجا و تو در گُل نگری

اختلاط صحبت بے ما تاثیرے نخواہد داد فقیر را بر جبتہ خود انداختہ ہرکارے کہ خواہی کُن تا مزہ بری واز غل وغش بازرہی کار این است وغیر ایں ہمہ ہیچ ۔ ؎

رستن ازین پردہ کہ بر جان ُتست
بے مدد پیر نہ امکانِ تُست

جو کوئی غوّاص جہاں کھو کر بہا
غوطہ مارا لایا دُرّ بے بہا

و دریائے کہ دیدۂ بحر معرفت ست مستغرق شدن درو بے از رحمتِ انجذاب خداوندی است انسان خود کردن نمی تواند برین غرقا نشوی و معجب نہ گردی عجز و انکساری و فروتنی اینجا نافع تر است و خود را بدتر از سگ و خوک پنداشتن واجب قطرۂ منی را کہ ناپاک محض است چہ یارا و کدام زہرۂ چہ یارا کہ دم از لقائے او زند سکوت و خموشی و رنج برداشتنی ایں جا در کار است و ندامت و شکستگی از عفو تقصیرات گزشتہ خودش لازم ۔ ؎

ہر کہ آید از خدا بگزیں ز دل
تا قبولِ حق شوی از نورِ دل

علمِ حق آزا سزد آموختن
گو بگفتن لب باید دوختن

ایک بھی نیکی نہیں ہے میرے پاس
کیسے پہونچوں گا خدایا تیرے پاس

عمر بھر کرتا رہا فسق و فجور
خوف سے نادم ہوں دل ہی چور چور

فضل سے اپنے خدا تو بخش دے
پرسش حالت نہ وہ مجھ سے کرے

فنائیت ورابطہ و کیفیت دگرگونی حالات نوم وبیداری یک طور از اضغاث احلام است

اعتبارے نمی نهند و حالت غشی و مُردنی فنائیت کامل مژدہ بخش و طے کردن راہ سلوک باین گم شدنی

از یکے با دیگرے منقطع و منقمع و منعطف پس به نظر انکشاف اینها و آنها نظر انداختن داخل بوالفضولی است

اند کے پیشِ تو گفتم غم دل ترسیدم که نیازردہ شوی ورنه سخن بسیار است

از موئے سر تا ناخنِ پا چه پوست و چه استخوان و چه خیال و چه ناز و چه حال و چه قال مطابقِ

روش شیخ برخود لازم پندارد هر آں خائف و ترسان و از خوف جلیل و جبار ماندن مناسب

زیادہ نوشتن سمع خراشی است

ما بندہ ایم مصلحت مارضائے تست خواهی بکُش و خواہ بزاں رائے رائے تُست

بندہ را با این دہاں کار نیست پیشِ خواجه قوتِ گفتار نیست

از حاضرین جلسه مولوی مقیم الدین صاحب دسپراو مولوی قاسم صاحب و مولوی

فضل حق صاحب ضلع ڈیرہ غازی خان و مولوی حاجی تھرداد صاحب حسین پچھی و مولوی امام الدین صاحب

آگرہ و مولوی غلام حسن شاہ صاحب ضلع مظفر گڈھ مولوی محمد یوسف صاحب ہزارہ

و مولوی احمد علی شاہ جام پور که عاشق تست و از بسیارے طالباں و طالب علماں که

ہمراہ مولویانند سلام بصد شوق و منتهائے زیارت۔ و از غریب عبد الحکیم جتہ مغپور والا

که بقلم خود می نویسد سلام شوق بے پایاں و نیز دیگه حاضرین جهلائے و علمائے موجودہ و

برخورداران محمد صدیق و محمد عثمان و نبیرگان و رفیق و شفیق و عرفان و غفور سلام بجد و از

ظہور الحسن بنیالی و گوہر علی کشمیری که شریک جلسه ہست سلام شوق از خادمان فقیر جمراتی

و قاسم و بدلو و کسریالوده ساکن موضع عمر تالی آداب و سلام۔

فقط فقیر وزیر بادیہ نشین سراحوض سندیلہ

خط نمبر ۲ ۔ حضرت قطب الارشاد امام الهدی ملاذ الفضلا مرکز معارف یزدانی حضرت

امام ربانی مجدد الف ثانی قدوة المشائخ شیخ الشیوخ حضرت خواجه احمد فاروقی سرہندی رضی اللہ عنه

افاض علینا و علی من احبهٗ من فیوضاته ۔ اپنے مکتوبات شریف میں اس نسبتِ حضوریه بوریه رح

کے متعلق نہایت وضاحت و تشریح کے ساتھ طالبان حق کے اطمینان قلب اور راہ نمائی کے

لیے فرقهٔ ناجیه اہل سنت والجماعت اور ملت بیضاء حنفیه کے قوانینِ حقه سے مطابقت فرماتے

ہوئے ارشاد فرمایا ہے۔ چونکہ حضور پُر نور رحمۃ اللہ علیہ اس نسبتِ عالیہ کی اشاعت کے لیے بعد حضرت قبلۃ السالکین و کعبۃ الکاملین حضرت آدم بنوری رضی اللہ عنہ اس خطۂ ہندوستان میں علم بردار ہیں اس لیے سوانح حضور پُر نور کے مطالعہ کرنے والوں کے لئے بنا بر ملاحظہ بالفاظ حضرت امام ربانی امام عالی مقام کا مکتوب شریف تحریر کیا جاتا ہے۔ یقین کامل ہے کہ وابستگان آستانۂ عالیہ حضوریہ مکتوب شریف کو پڑھ کر اس نسبتِ عالیہ کے حصول کے واسطے کمربستہ ہوں گے اور اہم مہام کام بنا بر نجاتِ اُخروی سمجھ کر مصروف بکار آخرت ہوں گے اور جو لوگ کہ غازی راہ حق ہیں اُن کے لیے مکتوب شریف مشعل راہ ثابت ہوگا۔

نقل مکتوب امام ربانی صاحب رح

مکتوب دوصد و پنجاہ و یکم ۲۵۱ بمولانا محمد اشرف صدور یافت دربیان فضل خلفاء راشدین و فضل شیخین۔ در بعضے از خصائص حضرت امیر و دربیان تعظیم و توقیر اصحاب کرام علیہم الرضوان و دربیان محامل صحیحہ از برائے تنازعات و مشاجرات ایشاں و ما یتعلق بذالک۔

بعد الحمد و الصلوٰۃ و تبلیغ الدعوات معلوم اخوی ارشدی خواجہ اشرف باد بعضے از علوم غریبہ و اسرار عجیبہ و مواہب لطیفہ و معارف شریفہ کہ اکثر آنہا تعلق بفضائل و کمالات حضرات شیخین رض و ذی النورین و حیدر کرار رض اجمعین داشتہ بحسب فہم قاصر خود می نویسد بگوش ہوش استماع فرمایند۔ کہ حضرت صدیق رض و حضرت فاروق رض باوجود حصول کمالات محمدی و وصول بدرجات ولایت مصطفویہ علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام درمیان انبیاء ما تقدم در طرف ولایت مناسبت بحضرت ابراہیم صلوٰۃ اللہ تعالےٰ سبحانہ والتسلیمات علی نبینا و علیہ دارند و حضرت ذی النورین در ہر دو طرف مناسبت بحضرت نوح دارند صلوٰۃ اللہ و تسلیماتہ و علی نبینا و علیہ السلام دارند و حضرت امیر ہر دو طرف مناسبت بحضرت عیسیٰ ع دارند صلوٰۃ اللہ تعالےٰ و تسلیماتہ علے نبینا و علیہ و چوں حضرت عیسیٰ روح اللہ ست و کلمۃ اللہ لاجرم طرف ولایت در ایشاں غالب آمدہ است از جانب نبوت - و در حضرت امیر نیز بواسطۂ آں مناسبت طرف ولایت غالب است و مبادی تعینات خلفاء اربعہ صفۃ العلم علی اختلاف الجہات اجمالاً و تفصیلاً و آں صفت باعتبار اجمال رب محمد است صلعم و باعتبار تفصیل رب حضرت ابراہیم خلیل اللہ ع و باعتبار برزخیت اجمال و تفصیل رب حضرت نوح ع ست چنانکہ رب حضرت موسیٰ صفت الکلام ست و

رب حضرت عیسیٰؑ صفۃ القدرت ورب حضرت آدم صفۃ التکوین بر سر اصل سخن رویم۔ حضرت صدیقؓ وحضرت فاروقؓ حامل بار نبوت محمدی صلعم اند علے اختلاف المراتب۔ وحضرت امیرؓ بواسطۂ مناسبت حضرت عیسیٰؑ وغلبہ جانب ولایت حامل بار ولایت محمدی صلعم اند۔ وحضرت ذی النورینؓ باعتبار برزخیت حمل بار ہر دو طرف فرمودہ اند۔ وتواند بود کہ بایں اعتبار نیز ایشاں را ذوالنورین گویند۔ و چوں حضرت شیخین حمل بار نبوتؐ فرمودہ اند مناسبت بحضرت موسیٰؑ بیشتر دارند۔ چہ مقام دعوت کہ ناشی از مرتبۂ نبوت است در میاں سائر انبیا علیہم السلام بعد از پیغمبر ما علیہ الصلوٰۃ والسلام در ایشاں اتم واکمل است وکتاب ایشاں بعد از قرآن مجید بہترین کتب منزلہ۔ اندامت ایشاں در امم ما تقدم بیشتر در بہشت خواہند رفت ہر چند شریعت حضرت ابراہیمؑ وملت او از جمیع شرائع وملل افضل واکمل ست۔ ازینجاست کہ پیغمبر افضل الرسل را امر متابعت او فرمودہ آیۂ کریمہ

ثُمَّ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡکَ اَنِ اتَّبِعۡ مِلَّۃَ اِبۡرٰہِیۡمَ حَنِیۡفًا

پھر وحی بھیجی ہم نے تیری طرف کہ تم تابعداری کرو ملت ابراہیم حنیف کی

شاہد ایں معنی است وحضرت مہدی موعود کہ رب او نیز صفت العلم است۔ در رنگ حضرت امیرؓ مناسبت بحضرت عیسیٰؑ دارند گویا یک قدم حضرت عیسیٰؑ بر سر حضرت امیرؓ است۔ قدم دیگر بر سر مہدی علیہ الرضوان دارند چراکہ ولایت موسیٰؑ جانب یمین ولایت محمدی صلعم واقع شدہ است۔ وولایت عیسوی جانب یسار آں ولایت است۔ وچوں حضرت امیرؓ حامل بار ولایت محمدی صلعم بودہ اند اکثر سلاسل اولیا ر بایشاں منتسب گشت۔ وکمالات حضرت امیرؓ بیش کمالات حضرات شیخین بر اکثر اولیاء عظام کہ کمالات ولایت مخصوص اند ظاہر شد۔ وگرنہ اجماع اہل سنت والجماعت بر افضلیت شیخین بودے کشف اکثر اولیاء عظام بافضلیت حضرت امیرؓ حکم کردے زیرا کہ کمالات حضرات شیخین شبیہ کمالات انبیاست علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات۔ ودست ارباب ولایت در جنب آں کمالات۔ کالمطروح فی الطریق اند۔ کمالات ولایت زینہا انداز براے عروج مرکمالات نبوت پس مقدمات را از مقاصد چہ خبر بود و مبادی را از مطالب چہ شعور۔ امروز ایں سخن بواسطۂ بُعد عہد نبوت بر اکثرے گرانست واز قبول دور۔ لیکن چہ تواں کرد

در پسِ آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند   آنچہ اُستادِ ازل گفت ہماں می گویم

اما الحمد لله سبحانه والمنت که دریں گفتگو بعلماء اہل سنت شکر اللہ تعالے سعیہم موافقم۔ و باجماع ایشان متفق۔ استدلال ایشاں را بریں کشفے ساختہ اند و اجمالے را بر تفصیلے۔ ایں فقیر را تا زمانے کہ بکمالات مقام نبوت بمتابعت پیغمبر علیہ السلام خود نرسانیدند و ازاں کمالات بہرہ تام ندادند۔ بر فضائل شیخین بطریق کشف اطلاع نہ بخشیدند و غیر از تقلید راہے نہ نمودند الحمد للہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لو لا ان ھدانا اللہ لقد جاءت رسل ربنا بالحق۔

روزے شخصے نقل کرد کہ نوشتہ اند کہ نام حضرت امیر رض بر در بہشت ثبت کردہ اند۔ بخاطر رسید کہ حضرات شیخین را از خصائص آں موطن چہ باشد بعد از توجہ تام ظاہر شد کہ دخول ایں امت در بہشت باستصواب و بتجویز ایں دو اکابر خواہد بود گویا حضرت صدیق اکبر رض بر در بہشت ایستادہ اند و تجویز دخول مردم می فرمایند۔ و حضرت فاروق رض دست گرفتہ بدروں می برند۔ و مشہود می گردد کہ گویا تمام بہشت بنور حضرت صدیق رض مملو است۔

در نظر ایں حقیر حضرات شیخین را درمیان جمیع صحابہ شان علیحدہ است و درجہ منفردہ گویا ہیچ احدی مشارکت ندارند۔ حضرت صدیق رض با حضرت پیغمبر صلعم گویا ہم خانہ است اگر تفاوت است بعلو و سفل است۔ و حضرت فاروق رض بطفیل حضرت صدیق رض نیز بایں دولت مشرف اند۔ و سائر صحابہ کرام با آں سرور علیہ و علیہم الصلوٰۃ والسلام نسبت ہمسری او دارند۔ پس ہمسری با اولیائے امت خود چہ رسد ع۔ ایں بس کہ رسد ز دور بانگ جرسم۔

پس اینہا از کمالات شیخین چہ دریابند ایں ہر دو بزرگوار از بزرگی و کلانی در انبیا معدود اند و بفضائل انبیا محفوف (قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لو کان بعدی نبی لکان عمر) امام غزالی رح نوشتہ کہ در ایام غزای حضرت فاروق رض عبداللہ ابن عمر رض در محضر صحابہ گفت (مات تسعۃ اعشار العلم) چوں بعضے در فہم ایں معنی توقف دید۔ گفت مراد من علم باللہ است نہ علم حیض و نفاس۔ از حضرت صدیق رض چہ گوید کہ جمیع حسنات حضرت عمر رض یک حسنہ او ست۔ چنانچہ مخبر صادق ازاں خبر دادہ محسوس می گردد انحطاطے کہ حضرت فاروق رض را از حضرت صدیق رض است زیادہ ازاں انحطاط دیگراں از حضرت صدیق رض چہ قدر خواہد بود شیخین بعد از موت نیز از حضرت پیغمبر صلعم جدا نشدند و بحشر نیز درمیان ایشاں خواہد بود۔

چنانچہ فرمودہ + پس افضلیت بواسطۂ قربیت ایشاں را بود ایں حقیر قلیل البضاعت از کمالات ایشاں

چہ گوید۔ واز فضائل شاں چہ بیان نماید۔ ذرہ را چہ یارا کہ سخن از آفتاب گوید۔ و قطرہ را چہ مجال کہ حدیث از بحر عما برزبان آرد۔ و اولیا کہ برائے دعوت خلق مرجوع اند واز ہر دو طرف ولایت و دعوت نبوت بہرہ دارند۔ و علماء مجتہدین از تابعین و تبع تابعین رض اجمعین بنور کشف صحیح و فراست صادقہ و اخبار متتابعہ فی الجملہ کمالات شیخین را دریافتہ اند و شمہ از فضائل ایشاں شناختہ ناچار حکم بافضلیت شان نمودہ اند و برایں معنی اجماع فرمودہ اند و کشفے کہ برخلاف ایں اجماع ظاہر شدہ بر عدم صحت حمل نمودہ اعتبار نکردند کیف وقد صح فی الصدر الاول افضلیتہما کما روی البخاری) عن ابن عمر قال کنا فی زمن النبی صلعم لا نعدل بابی بکر احداً ثم عمر ثم عثمان ثم نترک اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا نفاضل بینہم وفی روایۃ لابی داؤد قال کنا نقول و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حی افضل امۃ النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بعدہ ابوبکر ثم عمر ثم عثمان رضی اللہ تعالی عنہم و آنکہ گفتہ الولایۃ افضل من النبوۃ از ارباب سکر است۔ اولیاء غیر مرجوع کہ نصیب وافر از کمالات مقام نبوت ندارد۔ بہ نظر شما در آمدہ باشد۔ کہ فقیر بعضے از رسائل خود تحقیق نمودہ کہ نبوت افضل از ولایت است اگرچہ ولایت آں نبی باشد نبوت افضل از ولایت است۔ و آنچہ برخلاف گفتہ از کمالات نبوت است۔ و حق ہمیں است۔ و آنکہ برخلاف آں گفتہ از جہالت کمالات مقام نبوت است چنانچہ بالا گذشت۔ و معلوم است کہ سلسلہ علیہ نقشبندیہ رح درمیان سائر سلاسل اولیا نسبت بحضرت صدیق رض بایشاں بیشتر ظاہر شود۔ ناچار نسبت ایشاں فوق جمیع نسبت ہائے سائر سلاسل باشد پس دیگراں بکمالات ایشاں چہ پے برند۔ و از حقیقت معاملہ ایشاں چہ دریا بند۔ نمی گویم کہ جمیع مشائخ نقشبندیہ رح دریں معاملہ متساوی اند کیف ربل لو وجد واحد من الاولوف علی ہذہ الصفۃ لاغتنم ۔ انکارم کہ حضرت مہدی موعود کہ باکمالیت ولایت معہود است نیز بایں نسبت خواہد بود وتتمیم و تکمیل ایں سلسلہ علیہ خواہد فرمود چہ نسبت جمیع ولایات دون ایں نسبت علیہ است زیرا کہ سائر ولایت از کمالات مرتبہ نبوت قلیل النصیب اند۔ و ایں ولایت بواسطہ انتساب بحضرت صدیق رض ازاں کمالات حظ وافر وارد کما مرآنفا۔ مصرعہ بہ بیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔

اے برادر حضرت امیر ع چونکہ حامل بار ولایت محمدی اند علی صاحبہا الصلوۃ والسلام تربیت مقام اقطاب

ابدال و اوتاد که از اولیا عزلت و جانب کمالات ولایت در ایشان غالب است مخصوص با مداد و اعانت آن حضرت است سیر قطب الاقطاب که قطب مدار است زیر قدم او ست قطب مدار بحمایت و رعایت او فهم خود را سر انجام می نماید - و از عهدۂ ہدایت بر می آید - حضرت فاطمہ علیہا السلام و امامین نیز دریں مقام با حضرت امیر رضؓ شریک اند + بدانند کہ اصحاب پیغمبر صلعم ہمہ بزرگ اند و ہمہ را با بزرگی یاد باید کرد + خطیب از انس رضؓ روایت میکند رسول کریم صلعم فرمودہ اِنَّ اللّٰہَ اخْتَارَنِیْ وَاخْتَارَ نِیْ اَصْحَاباً وَّاخْتَارَنِیْ مِنْھُمْ اَصْھَاراً وَّاَنْصَاراً فَمَنْ حَفِظَنِیْ فِیْھِمْ حَفِظَ اللّٰہُ وَمَنْ اٰذَانِیْ فِیْھِمْ اٰذَاہُ اللّٰہُ وطبرانی از ابن عباس رضؓ روایت کند کہ رسول فرمودہ علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام مَنْ سَبَّ اَصْحَابِیْ فَعَلَیْہِ لَعْنَۃُ اللّٰہِ وَالْمَلَائِکَۃِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ - و ابن عدی از عائشہ صدیقہ روایت کند رضی اللہ تعالے عنہا کہ رسول فرمودہ علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام اِنَّ شِرَارَ اُمَّتِیْ اَجْرَاؤُھُمْ عَلٰی اَصْحَابِیْ + و منازعات و محاربات کہ درمیان ایشان واقع شدہ است بہ محل نیک صرف باید کرد - و از ہوا و تعصب دور باید داشت - زیرا کہ آن مخالفات مبنی بر اجتہاد و تاویل بودہ نہ بر ہوا و ہوس چنانکہ جمہور اہل سُنّت بر آنند - اما باید دانست کہ محاربانِ حضرت امیر معاویہ کرم اللہ وجہٗ برخطا بودہ اند و حق بجانب حضرت امیرؓ بود - ولیکن چوں ایں خطائے اجتہادی است از ملامت دور است و از مواخذہ مرفوع چنانکہ شارح مواقف از ترمزی نقل می کند کہ واقعہ جمل و صفین از روئے اجتہاد بودہ - شیخ ابو شکور اسلمی در تمہید تصریح کردہ کہ اہل سنت والجماعت برآنند کہ معاویہ با جمعے از اصحاب کہ ہمراہ او بودند برخطا بودند و خطائے ایشان اجتہادے بود + و شیخ ابن حجر در صواعق گفتہ کہ منازعت معاویہ با امیر از روئے اجتہاد بودہ و ایں قول را از معتقدات اہل سنت فرمودہ و انچہ شارح موقف گفتہ بسیارے از اصحاب ما برآنند کہ منازعت از روئے اجتہاد نبودہ مراد از اصحاب کدام گروہ را داشتہ باشد اہل سنت برخلاف آن حاکم اند چنانکہ گزشت -

وکتب القوم مشحونۃ بالخطاء الاجتہادی کما صرح الامام الغزالی والقاضی ابوبکر وغیرھما پس تفسیق و تضلیل در حق محاربان حضرت امیر جائز نباشد - وقال القاضی فی الشفا قال مالک رضی اللہ عنہ من شتم احداً من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابا بکرٍ وعمرٍ وعثمان ومعاویۃ وعمرو ابن العاص رضی اللہ عنھم - فان قال کانوا علی ضلالٍ وکفرٍ وان شتمھم بغیرھذا من مشاتمۃ الناس نکل نکالاً شدیداً فلا یکون محاربوا علیٍّ کفرۃً

كما زعمه الغلاة من الرافضة والا فسقة كما الكرام منهم. وقد قتل الطلحة والزبير في قتال الجمل قبل خروج معاويه مع ثلثة عشر ايضاً من القتلى فتضليلهم مما لا يجوز عليه المسلم الا ان يكون في قلبه مرض وفي باطنه خبث) + وآنچه در عبارات حقيقت خلافت اوازمان خلافت ارباب استقامت از اتيان الفاظ موهمه خلاف مقصود اجتناب مى نمايند وزياده برخطا مى كنند - كيف يكون جائزاً وقد صح انه كان اماما ولا في حقوق الله سبحانه بل حقوق المسلمين كما في الصواعق - وحضرت مولانا عبد الرحمن الجامى كه خطا منكر گفته است نيز زياده كرده است برخطا هر چه زيادت كند خطا است وآنچه بعد از ان گفته است مستحق لعنت است الخ - نيز نا مناسب گفته است چه جائے ترديد است وچه محل اشتباه اگر اين سخن درباب يزيد مى گفت گنجائش داشت + اما درباره حضرت معاويهؓ گفتن شناعت دارد ودر احاديث نبوى باسناد ثقات آمده كه حضرت پيغمبر صلعم درحق معاويه دعا كرده اند اللهم علمه الكتاب والحساب وقه العذاب وجائے ديگر در دعا فرموده اند (اللهم اجعله هاديا مهديا) ودعائے آنحضرت مقبول ظاهراً اين سخن از مولانا بر سبيل سهو ونسيان سر بر زده باشد + وايضاً مولانا درهمان ابيات تصريح نام نا كرده گفته است (آن صحابى ديگر) اين عبارت نيز از ناخوشى خبر مى دهد ربنا لا تؤاخذنا ان نسينا او اخطأنا وآنچه از امام شعبى در ذم معاويه رضى الله عنه نقل كرده اند ونكوهش او را از فسق بالا گذرانيده اند به ثبوت نه پيوسته است - امام اعظم كه از تلاميذ او ست بر تقدير صدق او احق بود باين نقل - وامام مالك كه از تابعين است ومعاصر او واعلم علمائے مدينه شاتم معاويه رضى الله عنه وعمرو بن العاص را بقتل حكم كرده است چنانكه بالا گذشت - اگر او مستحق شتم بودے چرا حكم بقتل شاتم او مى كردے - پس معلوم شد كه شتم او را از كبائر دانسته حكم بقتل شاتم او كرده - وايضاً شتم او را در رنگ شتم ابى بكرؓ وعمرؓ وعثمانؓ ساخته است چنانكه بالا گذشت - پس معاويه كه مستحق ذم ونكوهش نباشد - اے برادر معاويه تنها درين معامله نيست نصفے از اصحاب كرام كم وبيش درين معامله با وے شريك اند - پس محاربان اميرؓ اگر كفره وفسقه باشند اعتماد از شطر دين مى خيزد كه از راه تبليغ ايشان بما رسيده است + وتجويز نكند اين معنى را مگر زنديقے كه مقصودش ابطال دين ست + اے برادر منشاء اثاره اين فتنه قتل حضرت عثمانؓ ست وطلب قصاص نمودن از قتله او وطلحه وزبير كه اول از مدينه بر آمدند بواسطه تاخير قصاص بر آمدند وحضرت صديقهؓ نيز باايشان

دریں امر موافقت نمود + جنگ جمل کہ در انجا سیزدہ ہزار آدم بقتل رسیدند و طلحہ رضی و زبیر رضی کہ از عشرہ مبشرہ اند نیز بقتل رسیدند بواسطۂ تاخیر قصاص حضرت عثمان رضی بودہ بعد ازاں امیر معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ از شام بیروں آمدند بایشاں شریک شدہ جنگ صفین نمودند۔

امام غزالی صاحب تشریح کردہ کہ آں منازعت بر امر خلافت نبودہ بلکہ در استیفاء قصاص در مدت خلافت حضرت امیر رضی بودہ و نیز شیخ ابن حجر ایں معنی را از معتقدات اہل سنت گفتہ است۔ و شیخ ابوشکور سلمی کہ از اکابر حنفیہ است گفتہ است کہ منازعت معاویہ رضی با امیر رضی در امر خلافت بودہ کہ پیغمبر علیہ و علےٰ آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات معاویہ رضی را فرمودہ بودند۔ اذا ملکت الناس فارفق بھم از انجا معاویہ رضی را طمع در خلافت پیدا شدہ بود اما او مخطی بود۔ و دریں اجتہاد و امیر محق۔ زیرا کہ وقت تاخیر خلافت حضرت امیر بودہ و توفیق درمیان ایں دو قول آنست کہ منشا منازعت تواند بود کہ تاخیر قصاص باشد۔ بعد ازاں طمع خلافت نیز پیدا کردہ باشد۔ بہر تقدیر اجتہاد در محل خود واقع شدہ است اگر مخطی ست یک درجہ است و محق را دو درجہ۔ بلکہ دہ درجہ۔ اے برادر طریق اسلم دریں موطن سکوت از ذکر مشاجرات اصحاب پیغمبر است علیہ و علےٰ آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات و اعراض از تذکرۂ منازعات ایشاں۔ پیغمبر فرمودہ علیہ من الصلوٰۃ والتسلیمات ایاکم وما شجر بین اصحابی و نیز فرمودہ علیہ الصلوٰۃ والسلام (اذا ذکر اصحابی فامسکوا) و نیز فرمودہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوھم من بعدی غرضا یعنی بترسید از خدائے عزوجل در حق اصحاب من۔ پس بترسید از خدائے جل و علا در حق ایشاں + ایشاں را نشانۂ تیر خود نسازید۔ قال الشافعی وھو منقول عن عمر ابن عبد العزیز تلك دماء طھر اللہ عنھا ایدینا فلیطھر عنھا السنتنا از یں عبارت مفہوم می شود کہ خطائے ایشاں را ہم بر زبان نباید آورد و غیر از ذکر خیر ایشاں نباید کرد۔ و ہذا یزید بیدولت از زمرۂ فسقہ است۔ توقف در لعنت او بنا بر اصل مقرر اہل سنت است کہ شخص معین را اگرچہ کافر باشد تجویز لعنت نکردہ اند مگر آنکہ بیقین معلوم کنند کہ ختم او بر کفر بودہ (کابی لہب الجہنمی و امرأتہ) نہ آنکہ او خود شایان لعنت نیست بلکہ ان الذین یؤذون اللہ و رسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا و الآخرۃ) بدانند کہ دریں زمان چوں اکثر مردم بحث امامت را پیش داشتہ ہموارہ سخن از خلافت اصحاب کرام

علیہم الرضوان نصب عین ساختہ اند و بہ تقلید جہلا وارباب و مردہ اہل بدعت اکثر اصحاب کرام علیہم الرضوان را نیک یاد نمی کنند و امور نامناسبہ بجناب ایشاں منتسب میسازند بضرورت شمۂ از انچہ معلوم داشت در قید کتابت آوردہ بہ دوستان مرسل داشت قال علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام اذا ظہرت الفتن و قال البدع و سبت اصحابی رضی اللہ تعالے عنہ فلیظہر العالم علمہ فمن لم یفعل ذالک فعلیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین لا یقبل اللہ لہ فرضاً ولا عدلاً۔ نقل ۱۲

امابعد الحمد للہ سبحانہ والمنۃ کہ سلطان وقت خود حنفی المذہب می گردد و از اہل سنت می دانند۔ والا کار بر مسلماناں تنگ شد۔ شکر ایں نعمت عظمیٰ بجا باید آورد پس باید کہ مدار اعتقاد را بر آنچہ معتقد اہل سنت است دارند و سخنان زید و عمرو را در گوش نیارند۔ مدار کار بر افسانہا دروغ ساختن خود را ضائع کردن است۔ تقلید فرقۂ ناجیہ ضروری ست تا امید نجات پیدا شود۔ و بدونہ خرط القتاد۔ والسلام علیکم وعلیٰ سائر من اتبع الہدیٰ والتزم مطابعۃ المصطفیٰ علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام فقط

مولوی حبیب اللہ صاحب چترالی اور آپ کے چند ہم وطن کہ جو بغرض تکمیل تعلیم درس نظامیہ ہندوستان تشریف لائے اور پا پیادہ اپنے وطن سے دہلی آئے اور وہاں سے آگرہ اور دیگر بلاد ہندوستان کی درس گاہوں میں تکمیل علم فرماکر متعدد جگہ بعد فراغ علم خدمت فقرا میں قیام کرتے رہے آپ نہایت متوکل اور فقیر صفت و منکسر آدمی اور کامل انسان ہیں۔ اس وقت شاید دہلی میں قیام ہے ہمارے سرکار کی خدمت میں زیادہ وقت آپ صرف کرتے تھے اور نسبت کا ذوق بھی کافی رکھتے تھے اور اب بھی اکثر تشریف لاتے ہیں لکھنؤ میں بہادر علی جوہین کا کام کرتے ہیں ان سے بہت مانوس ہیں اور گئو گھاٹ پر لکھنؤ میں جو لب دریا بہت فضا کا مقام ہے مولانا موصوف شب میں وہیں تاقیام لکھنؤ فرماتے ہیں۔ اچھی بستی ہے۔ آپ کے ہم وطن لوگ مولوی محمد جان صاحب و دیگر لوگ ابھی دہلی و آگرہ میں

پڑھ رہے ہیں ۔ چاند کے زیادہ شائق ہیں۔ ایک خاص بات قابل ذکر یہ بھی آپ کی ہے کہ باوجود حصول علم وملکۂ فقر آپ کسی کو مرید وغیرہ نہیں کرتے۔ بلکہ میرے علم میں اس وقت تک اُن کا کوئی مرید نہیں ۔حضور سے کمال اخلاص تھا کار نسبت بھی خوب ہے ۔

ہمارے سرکار نے ضلع بھرائچ میں بھی چندے قیام کیا وہاں جرول کے قریب ایک موضع ہے یہ بھی لب دریائے گھاگھرا واقع ہے چھوٹا مقام ہے مگر بڑے لوگوں کی بستی ہے اکثر صاحبان علم اس موضع میں آباد ہیں اور زیادہ لوگ ملازمت مدرسۂ تعلیم واسکول وغیرہ میں مدرس ہیں کہ جو داخل سلسلۂ عالیہ میں ہیں عجب عجب لوگ ہیں ایک صاحب اسی موضع کے رہنے والے مولوی عبدالعزیز صاحب ہیں کہ جن کی وجہ سے حضور کو حسب خواہش آنہا موضع اُبدھے میں جانا پڑا ہمارے سرکار معہ بچۂ محمد عرفان نبیرۂ خود کہ جو حفظ کلام ربانی میں مصروف تھا اور صاحب زادہ محمد صدیق صاحب اور چند طالبین ہمراہ لے کر اُبدھے تشریف لے گئے ۔ اور وہاں اکثر اعزائے صاحب مذکور مع زن و فرزند و ذکور و اناث داخل سلسلۂ عالیہ ہوئے اللہ تعالےٰ اُن کی نسبتوں میں ترقی فرمائے اور رابطہ حبی و اعتقادی حصل من فرید ہوتا رہے منشی عبدالعزیز صاحب کے بہت خطوط بابت تعلیم نسبت و واقعات آشنائے راہ طریق جو ہمارے سرکار کو اُنہوں نے لکھے اُن کا پتہ نہیں چلتا بہت تلاش کرایا ۔ آپ کی نسبت ابراہیمی ہے ۔ نہایت جفاکش آدمی ہیں ۔ اور مولوی محمد رضا صاحب مدرس کہ جو آپ کے عزیز ہیں وہ بھی جرول میں مدرس ہیں بہت اخلاص رکھتے ہیں اور کار حضوری کے عاشق ہیں ۔غرض یہ کہ جو اوپر ذکر کیا گیا ہے کہ یہاں عقیدت کیشان و مریدان کی کوئی فہرست نہیں کار تعلیمی ہے ۔جس پر اثر ہے وہی رابطۂ اتحاد کو جان کر کوائف رنگھا رنگ سے متلذذ اور بہرہ مند ہوتا ہے وگرنہ

بقول ہمارے سرکار روحی فداہ کے۔ من اگر نیکم وگر بد تو برو خود را باش۔ ہر کہ او آن دروَد عاقبت کار کہ کشت۔ کُلُّ اِنَاءٍ یَتَرَشَّحُ بِمَا فِیْہِ۔ ہمارے سرکار کی ہر تقریر تعلیمی ہوتی تھی۔ اور طلبا آپ کی تقریر سے فوراً ہوش میں آجاتے تھے۔ کہ جس راہ پر ہم چل رہے ہیں اور جس غمای سے حضور کے دست بیع ہوئے ہیں اس کا اصلی مقصود ابتداء میں خیالات سے رہائی اور انتہا میں بعد تعلیم حقیقت محمدیہ مقام صدیقیہ ہے جو مافوق الفوق و ماوراء الوراء مقامات منتہائے ولایت اولیاء اللہ و بکمال متابعت شریعت غرہ مصطفویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام و بکمال موہبت حق سبحانہ و تعالیٰ مقام صدیقیہ پر فائز فرماتے ہیں۔ وَاللّٰہُ یَجْتَبِیْ اِلَیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَیَھْدِیْ اِلَیْہِ مَنْ یُّنِیْبُ) وَاللّٰہُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ۔ وصلے بدیں عظیمی بکلیم درنگنجد۔ خر نور ہا چہ گوید کہ من ہم دریں غبارم۔ دام سخت است مگر یار شود فضل خدا۔ ورنہ آدم نبرد صرفہ ز شیطان رجیم۔ مقدم کار ما۔ ۰۰ از خود رہائی است نہ طے منزل و قطع مقامات۔ بہر تقدیر کتب صوفیہ سے بھی یہی مفہوم ہوتا ہے کہ ہستی سے باہر نہیں کچھ نہیں وہیں کا وہیں ہے۔ کہیں کچھ نہیں۔ تقریراً الفاظ گم شدنی و استغراق و استہلاک کا زبان سے ادا کر جانا اور نباہ لے جانا اور ثابت بھی عقلاً کر دینا آسان مگر کارے دارد۔ ہزاراں جانِ مشتاقاں دریں دریا نگونسار است۔ شریعت ایں جہاں کشتی طریقت بادبانی او حقیقت لنگرِ او ست راہِ فقر دشوار است در گفتن نمی آید۔ فقر صوری و فقر حقیقی میں بہت فرق ہے اسی طرح تصوف زبانی اور تصوف حقیقی میں بھی فرق ہے۔ کار پاکاں را قیاس از خود مگیر۔ در نوشتن گو بماند شیر و شیر۔ عجز و انکسار اس کام کا سرمایۂ ناز ہے اور ذل افتقار بدرگاہ پروردگار لب نسبت علیہ اور اتباع شریعت محضہ اولاً و آخراً یعنی بعد اتمام حصول مقام صدیقیہ ہمارے سرکار کے قنوج ضلع فرخ آباد میں پیرگان اصغر علی خانصاحب تاجران عطر لکھنؤ مع اہل و عیال خود داخل سلسلہ ہیں اور سب صاحب خدمت اور با اخلاص جاں نثار حضور اور صلوٰۃ حضوری کے مفتون ہیں اور سب کی اخلاص کی حالت خارج از تحریر ہے۔

انکے پیش تو گفتم غم دل ترسیدم — کہ نیازردہ شوی ورنہ سخن بسیار است

بہت افسوس کے ساتھ یہ فقیر کفش بردار خواجگان نقشبند اس واقعہ کو لکھ رہا ہے کہ آج مؤلف کتاب ہٰذا نے بعارضۂ نمونیہ یعنے حالت آخریں بھی سُنّت شیخ کو مرض موت میں بھی تقلید فرماتے ہوئے ۲۹ اپریل ۱۹۳۶ء کہ جب کتاب زیر طبع تھی۔ اس جہان کو چھوڑا اور شجرہ مبارک بوجہ سہولت بادایک اپنے دوست سے لکھایا تھا کہ جس کو زبانی یاد بھی کیا تھا۔ کہ جو مشتمل بمناجات ہے شجرۂ طیبہ

نقشبند کاف و نون سارے جہاں کیو اسطے
احمد مختار ختم المرسلاں کے واسطے

حضرت صدیق اکبر یار غار مصطفیٰ
خواجہ سلمانؓ شاہِ دوجہاں کے واسطے

حرمت راز و نیاز خواجہ قاسمؒ ولی
جعفر صادقؓ امام صادقاں کے واسطے

بایزیدؒ و بوالحسنؒ اور بو علیؒ رہنما
یوسف ہمدانیؒ نورِ لامکاں کے واسطے

خواجہ عبدالخالقؒ و عارفؒ شہ محمودؒ عزیزؒ
خواجہ بابا سماسی راز داں کے واسطے

حرمتِ راز و نیازِ حضرت سید کلالؒ
اور بہاؤ الدینؒ شیخ عارفاں کے واسطے

شہ علاؤ الدینؒ اور یعقوبؒ چرخی نامدار
اور عبید اللہ احرارؒ زماں کے واسطے

خواجہ زاہدؒ طفیل خواجہ درویشؒ حق کو
خواجہ امکنگیؒ نشاطِ جسم و جاں کے واسطے

باقی باللہؒ شیخ احمدؒ شیخ آدمؒ شیخ سعدیؒ لاہوری ۱۲
مقتدائے شیخ یحییٰؒ نور جاں کے واسطے

خواجہ عبدالشکورؒ و شیخ سعد اللہؒ ولی
شہ محمدؒ جی عزیزِ دوجہاں کے واسطے

حرمت راز و نیازِ حضرتِ صوفی گلؒ
حافظ و سید و نیرِ حق نشاں کے واسطے

واقفِ رازِ نہاں عثمان مدظلہ العالی بحرِ لامکان
مقتدائے سالکاں کانِ سخا کیو اسطے

یا الٰہی جملہ پیران طریقت کے لئے
بخشندے ہاں بخشندے کانِ سخا کے واسطے

کتبہ احقر الانام عبید اللہ دفتر خوشنویساں اکبری دروازہ لاہور

تواریخ وصال قبلہ حضور پر نور حضرت حافظ سید وزیر علی شاہ صاحب قدس سرہٗ
از نتیجہ طبع احقر مرزا احمد شاہ بیگ جوہر مرادآبادی یادگار حضرت تسلیم سہسوانی و امیر مینائی
لکھنوی بفرمائش محمد ابراہیم مرادابادی نوشتہ شد

آں وزیر نائب سلطان دین — در کنار تربت پر نور خُفت
از ریاض فقر و دیں رفتہ بہار — در ارم نخلِ گل تازہ شگفت
از وصالش شد جہاں تاریک و تار — جوہر خستہ سن تاریخ جُست
مُلہم غیبی ندائے غیب کرد
آفتاب انورِ یزداں نہفت
۱۳ ۱ ۵ ۴۸

دیگر

شہنشاہِ عرفاں وزیر علی — کہ شاہِ سراوفق نامی بدند
چو رحلت نمودند جوہر نوشت — وزیر علی شاہِ عرفاں شنیدند
۱۳ ۵ ۴ ۸ ۵

کتاب ھذا ملنے کا پتہ
لاہور موچی دروازہ متصل لال کنواں بابو غلام رسول سے طلب فرماویں
المکلف:- غلام رسول

اور ایک بارہ ماہہ جو ہمارے سرکار حضور پر نور بہ پاسِ خاطر و خوشنودی طبع منشی مبارک علی صاحب جو خود تصنیف ان کا ہے سنانے کو ارشاد فرماتے تھے بوجہ کمال زاری مصنف بوقت قرأت جو ہدیۂ ناظرین پر تمکین ہے۔

بارہ ماہہ

اری او سکھی بن شیام سندر ڈر لاگے بھون میں

پہلا مہینہ اساڑھ کا لاگ سر پر گھٹا ہی یادس کی چھائی میں کیسے کروں ری
میں کیسے کروں ری کہوں سمجھائے ہم سے یہ دُکھڑا سہو نہیں جائے سوا اس بالی پن میں

اری او سکھی

۲ ساون میں سب سندر نار کینہی سنگار کھڑی سکھی دوار میں تڑپوں اکیلی
میں تڑپوں اکیلی رہوں من مار جو ہیں سکھی سب انبہ کی ڈار جائے باغن میں

اری او سکھی

۳ بھادوں کی اندھیاری ہے رین کیسے پڑیگی سکھی میکو چین گھٹا دیکھ کالی
گھٹا دیکھ کالی لگیں ناہیں نین سوتن کو ملیا یو بولت بین ہوئے دُکھ تن میں

اری او سکھی

۴ لاگت کنوار ڈ کھی جیا مور برکھا آئی بھی جہو اور پیا نہیں آئے پیا نہیں آئے وے ایسے کٹھور
برہا کی آگ اُوٹھت اُت جُور بھری بین مدن میں

اری او سکھی

۵ کاتک گنگ نہاتی ہیں نار دیتی ہیں دان موتن بھر تھال اور پوجین دیوالی
پوجین دیوالی کریں تیوہار سب سکھین نے دیا دینی بار دھری محلن میں

اری او سکھی

اگھہن^[۷] اندیسہ جیا کو ہوئے سردی کا سامان کریں سب کوئی کہ ہم کیسے کر بی
ہم کیسے کربی رہی من روئے بیتم کے گھر ماں سکھی رہین سوئے لپٹ چھتین میں

اری او سکھی

پوس^[۸] پیا سکھی ہیں پردیس نہ لکھن پاتی نہ بھیجن سندیس سنو میری عالی
سنو موری عالی جیا کو اندیس پیا مورے چھائے رہی کونے بن میں

اری او سکھی

ماہ^[۹] مہینہ بسنت جو آئے سکھیوں نے چیر بسنتی رنگائے پیا کی پیاری
پیا کی پیاری سنو چیت لائے بن کنتھ بسنت ہمیں نا سُہائے سمجھ دیکھ من میں

اری او سکھی

پھاگن^[۱۰] پھاگ رچے پیا سنگ ہیں کھیلت سکھیاں اڑا وت رنگ اور گاوت ہولی
گاوت ہولی بجاوت چنگ ہمرے پیلائے کیا ہمکو تنگ خود نہ آئے وطن میں

اری او سکھی

چیت^[۱۱] ماں پیا سے پیا نہیں تیر کیسے دھرے بولو جیا مورا دھیر کہ مجھ برہن کو
مجھ برہن کیسو بلکے سر پر تیر بن دھرے کون بر ہلکے پیر پڑی بلین دھڑن میں

اری او سکھی

بیساکھ^[۱۱] مہینہ لگو سکھی آن گرمی کے مارے نکلتی ہے جان تپی ساری دھرتی
تپی ساری دھرتی سنو دھر دھیان ہمرے پیا کا کہاں گیو گیان رہے سو تن میں

اری او سکھی

جلیٹھ^[۱۲] ماس برسات ہوئے ۔ بر بر واپوجے سب کوئی ۔ کہ ہم کیسے پوجے ۔ ہم کیسے پوجے بنا گھنشیام
ہم کہے کوئی ہے سے پیغام ۔ کریں غور من میں اری او سکھی

تیرہواں^[۱۳] مہینہ لوند کا جو لاگ ۔ شیاما نی آئے بڑے بھاگ کہے یوں مبارک
کہی یوں مبارک ہوی پوری آس تڑپت بیتے تھی بارہ ہی ماس اب رہی منگن مین

اری او سکھی بن شیاما سندر ٹھر لا گے بھون میں

اور یہ ایک مناجات ہے کہ صاحب سجادہ جس کو وقتاً فوقتاً پڑھتے رہتے ہیں۔

مناجات

بد گفتہ ام بد کردہ ام بد ماندہ ام بد بودہ ام
ہستم سراسر پر خطا استغفر اللہ العظیم

کس بدترین عاصیاں مثلم نہ شد اندر جہاں
جانم حزیں پر درد ہا استغفر اللہ العظیم

آمد گدایت بر درت نو امید از خلق جہاں
رحم بکن بر حالِ ما استغفر اللہ العظیم

توبہ ز بد کردار ہا کردم شکستم بار ہا
شرمندہ ام زیں کار ہا استغفر اللہ العظیم

یارب با حمد مجتبیٰ یارب بصحب مصطفیٰ صلعم
مشکل کشا حاجت روا استغفر اللہ العظیم

ای خالقِ ارض و سما بیکس غریبم ناتواں
تو رحم کن بر حالِ ما استغفر اللہ العظیم

اے چارۂ بیچارگاں وے کارساز بیکساں
نظرِ کرم بر حالِ ما استغفر اللہ العظیم

کناس و خاکروب دربار حضور محمد عثمان حضوری سراجوضی عفی لہٗ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(مصنفہ احقر محمد شفیع دیروی)

نقشبندوں کا عجب دربار ہے — سب سے اعلیٰ ان کا کاروبار ہے
بیٹھے ہوں گر انجمن میں بیجواں — دید ہر دم ان کی سوئے یار ہے
صدق سے طالب جو ہے ان کا ہوا — بن گیا محبوب رب غفار ہے
کیوں نہ ہو ہر دوسرا کا بادشاہ — جو کہ اس جلسہ کا تابعدار ہے
بھول جائے خلوت و چلہ کشی — ہمنشیں ان کا ہوا اکبار ہے
کرتے ہیں سالک کو پل میں منتہی — سامنے ان کے درِ دلدار ہے
جو کرے ان کا گلہ طعن و قصور — پیروِ سنت نہیں لاچار ہے
کیا صفت اس سلسلہ کی ہو عیاں — گویا سب یہ موتیوں کا ہار ہے
طالبا گر ہے طلب اللہ کی — نقشبندوں کا تو خدمتگار ہے
کیوں نہ بالا ہو سب سے یہ نسبت — کیونکہ یہ صدیق رضہ کا گلزار ہے
انتہا اوروں کی ان کی ابتدا — کیا عجب خالق کا ان سے پیار ہے
جس طرح نسبت یہ اعلیٰ ہے عزیز — ویسے اس کا ملنا بھی دشوار ہے
ہائے صد افسوس پر ملتا نہیں — باغ میں کوئی بھی لالہ زار ہے
آجکل اکثر فقیری بھیس میں — جو بھی ہے دُنیا کا طالب زار ہے
کیا شفا دیگا وہ اوروں کو طبیب — جو کہ خود اُس مرض سے بیمار ہے
اے جواں دامن کسی کامل کا لے — کیونکہ یہ راہ پُر مغاک و غار ہے
گر کسی ناقص کے پلے پڑ گیا — وہ تو دو جگ میں ذلیل و خوار ہے
آ تجھے اک در بتاؤں اے عزیز — گر تو محض اللہ کا عاشق زار ہے
شہر سندیلہ سرائے حوض پر — جلوہ گر اک مرد پُر انوار ہے
ہے وہ وارث نسبتِ صدیق کا — جانشین وہ احمد مختار صلعم ہے
نام عالی آپ کا حافظ وزیر رح — سیّد اعلیٰ نسب دلدار ہے

در پہ اُن کے آیا گر طالب کوئی — پا گیا مطلوب وہ یکبار ہے
ہائے اب وہ ہو گئے پردہ نشیں — ذرّہ ذرّہ ہجر سے خونبار ہے
آ گیا گر ابر ہیں وہ آفتاب — اب بھی کرنیں پڑ رہیں چودھار ہے
جانشیں اب آپ کا فرزند ہے — وہ بھی صاحب فضل با اوقار ہے
محمد عثمان نام پیارا آپ کا — صاحب حلم و حیا دلدار ہے
جاؤں قربان کیا پیارا نام ہے — نام کو لیتے ہی دل گلزار ہے
آپ اب وارث ہیں نسبت پاک کے — اب یہ سہرا ان پہ نور افشار ہے
طالب آجلدی یہی ہیں حق رساں — دربدر تو ہو نہ رُسوا خوار ہے
دے عناں اپنی اسی کے ہاتھ میں — دیکھ پھر کیسا یہ شاہ اسوار ہے
گر یقین و حُب کو اپنا پیشوا — کیونکہ اس راہ میں یقیں درکار ہے
ہے مریدوں کا نہ اس جا اژدحام — اور نہ کوئی رونقِ بازار ہے
ٹھاٹھ بھی یاں پر امیرانہ نہیں — سیدھی سادی فقر کی رفتار ہے
گر رہا محکم تو اس شاہراہ پر — فضل حق سے پھر تو بیڑا پار ہے
آوے پھر تجھ پر ردائے احمدی — ہر طرف دیکھے گا تُو انوار ہے
پھر نمازوں میں حلاوت پائیگا — ہو ویگا ہر دم وصالِ یار ہے
بس محمد روک لے اب تو قلم — حق جو تھا وہ ہو گیا اظہار ہے
در سراجو ضمی کا چومے گا ضرور — جو ازل سے قسمتِ بیدار ہے
اے شہا میں بھی ہوں طالب آپکا — آرزو میری فقط دیدار ہے
در سے اپنے مجھ کو بھی خالی نہ چھوڑ — فیض کا جاری ترا دربار ہے
اک پیالہ بادۂ جاں سوزِ عشق — بس یہی ساقی مجھے درکار ہے
نظر کن بر این گدائے پادشاہ — اب مری حالت بہت بیکار ہے
چھوڑ کر در کو ترے جاؤں کہاں — جز ترے کوئی نہ اپنا یار ہے
سوز پھر کیا غم تجھے دارین میں — جب سراجو ضمی ترا غمخوار ہے

اعلان واجب الاظہار

از فقیر پر تقصیر خادم العلماء و الفقراء کناس بارگاہ نقشبند دلبند

خاک لیس آستان حضوری عبد العاصی **محمد عثمان** السندیلی حضوری

جعلنے نور اللہ مرقدہم و اعلی درجاتہم فی اعلی علیین بحرمت نبیہ الکریم علیہ

وعلی آلہ واصحابہ التسلیم والتعظیم والتکریم۔

اما بعد فقیر حقیر بگرامیخدمات ناظرین باصفا عموماً و طالبان و مرشدان

باوفا خصوصاً عرض رسانست کہ اگر در تسطیر اوراق اغلاط املاء و انشاء و مزلت

خیالی نسیانی و سہوے یا عمدی بنظر آید اوراز کمال مکرمت خود بذیل عفو آوردہ

اصلاحی فرمایند و ہم بزرگانے کہ از کتاب افادہ و استفادہ حاصل فرمایند

صاحب مؤلف اوراق ہذا و نیز فقیر حقیر را کہ از سعی بلیغ و کوشش مزید

بعد سہ سال انتظار بذیل طبع آوردہ اند از


دعاہای غیب الغیب باستقامت

اشاعت نسبت عالیہ قدم راسخ وخاتمہ بایمان کامل مکس نفرمایند


باہم دعا بنا بر یاران طریق کامل نسبت مذکور و سلامتی ایمان


وخاتمہ بایمان از خدا میخواہیم چہ عجب کہ قبول افتد

مطبوعہ امپیریل لیتھو پرنٹنگ پریس بیرون اکبری دروازہ لاہور باہتمام چوہدری محمد اسلم پرنٹر



Pridvorica
Gornja Jošanica
Gornja Bresnica
546
98
Donja Bresnica
Water mills
Kacapor
Brežani
Water mill
96
Zdravinje
509
491
Šiljomana
Međuhana
Krnjigrad
Donja Jošanica
VABM 475
Suvaja
94
Donje Zdravinje
Mrselj
VABM
Beloguš
Alabana
Gornje Svarče
426
418
Krivaja
Gornja Draguša
Donje Svarče
423
92
Merovac
Prekopuce
Končić
407
VABM 372
Mala Draguša
Plac
Shrine
Donja Draguša
Mađere
90
358
Resinac
Pretežana
Mala Plana
352
Lazarevac
88
Bresničić
Beloljin
Kaludra
VABM
Velika Plana
Gornja Rečica
506
Mikulovac
Novo Selo
Džigolj
Babotinac
552
Bajčince
Petrovac
VABM 587
Gornje Kordince
Šumarovac
Reljinac
Jugovac
Donja Rečica
Donje Kordince
495
456
404
Gornja Trnava
Pašinac
362
Bulatovac
Gornja Stražava
Donja Trnava
Bumbarek
Potočić
600
400





شرائط

پیری و مریدی

خاندانِ عالیہ نقشبندیہ

بنوریہ بانوریہ رحمۃ اللہ علیہم

کتاب ہذا کو دوبارہ بنابر اصلاح و درستی طالبان راہ ہدیٰ طبع کرائی گئی ہے ؛

فقیر محمد عثمان حضوری

مطبوعہ ایکسپرٹ لیتھو پرنٹنگ پریس بیرون اکبری دروازہ سرکلر روڈ لاہور

باہتمام چودھری احمد اسلم منیجر